

ماکان محمد بن عبد الله بن عبد المطلب و لكن رسول الله خاتم النبيين

طبعة اولیٰ ۱۳۳۵ھ

The ALFAZL QADIAN



الفصل فی القادیان

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

۱۲ جون ۱۹۲۸ء تا ۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصل ۱۵ ہمارا پیشوا

نام اس کا ہے محمد دلبر مراد ہے
لیک از خدائے برتر خیر الوری یہی ہے
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ طیب و امین ہے اُس کی شنا یہی ہے
وہ ہے میں تیز کیا ہوں بس نصیلہ یہی ہے
باقی ہے سب فسانہ سچ بچھا یہی ہے

فرمودہ از علامہ محمد امجد علی

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
سب پاک ہیں ہم پیر اک دوسرے سے بہتر
وہ یارِ لا مکافی وہ دلبر نہانی
وہ آج شاہ دین ہے وہ تاج مرسلین ہے
اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ دلبر بیگانہ ر علموں کا ہے خزانہ

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ پوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ مراد یہی ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

سلام حضور اللہیام

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

بدرگاہِ ذیشانِ خمیس اللہیام بصا عجز و منت بصد احترام	شفیع الوریٰ مرجعِ فاضلِ عالم یہ کرتا ہے عرض آپ کا اگلا سلام	بیان کردئے سب علل اور حرام علیک الصلوٰۃ و علیک السلام
کہ اے شاہِ لولاکِ عالی مقام علیک الصلوٰۃ و علیک السلام	بنو تکے تھے جس قدر بھی کمال صفاتِ جمال اور صفاتِ جمال	وہ سب آپ میں جمع ہیں لامحال ہر اک رنگ سے بس عدیم المثال
حُنینانِ عالم ہوئے شرمگین پھر اس پر وہ اخلاقِ اکمل تریں	جو دیکھا وہ حسن اور وہ نورِ جبین کہ دشمن بھی کہنے لگے آفرین!	بیا ظلم کا عفو سے انتقام علیک الصلوٰۃ و علیک السلام
زہے خلقِ اکمل زہے حسنِ نام علیک الصلوٰۃ و علیک السلام	دقا اور حیا اور مطہر مذاق سوار جہا نیگر بکراں براق	شجاعتِ سخاوت موت میں طاق کہ بگذشت از قصر نیلی رواق
ضلائق کے دل تھے یقین سے تہی ضلالت تھی دنیا پر وہ چھپا رہی	بنوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی کہ توحید ڈھونڈنے سے ملتی نہ تھی	محمد ہی نام اور محمد ہی کام علیک الصلوٰۃ و علیک السلام
کیا شرک کا کام تم نے تمام علیک الصلوٰۃ و علیک السلام	علمدارِ عشاقِ ذاتِ یگان تم معارف کا اکتلازم بکراں	سپہدارِ افواجِ قدوسیوں افاضات میں تندرہ جا وداں
محبت کے گھائل کیا آپ نے جہالت کو نائل کیا آپ نے	دلائل سے قائل کیا آپ نے شریعت کو کامل کیا آپ نے	پلا سا قیام وصلِ دلیر کا جام علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۸ء

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ وَسَلِّمُ عَلَیْكَ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ہوائی دنیا کو آزادی دینے والی

(حضرت امام جماعت احمدیہ ائیدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

آزادی کبھی صحیح جذبات کے پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوتی۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بخت آج سے ساڑھے
تیرہ سو سال پہلے ہوئی ہے اس وقت تک کسی مذہب اور
قوم میں عورت کو ایسی آزادی حاصل نہ تھی کہ اسے بطور حق
کے وہ استعمال کر سکے۔ بیشک بعض ملک جہاں کوئی بھی
قانون نہ تھا وہ ہر قسم کی قیود سے آزاد تھے لیکن اسے بھی آزادی
نہیں کہا جاسکتا اسے آوارگی کہا جائیگا۔ آزادی وہ ہے جو
تمدن اور تہذیب کے قواعد کو پورا کرتے ہوئے حاصل ہوں تو
کو توڑ کر جو حالت پیدا ہو وہ آزادی نہیں کہلاتی کیونکہ وہ
بلند ہمتی پیدا کرنے کا موجب نہیں بلکہ پست ہمتی پیدا کرنے کا
موجب ہوتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اس سے قبل
عورت کی یہ حالت تھی کیونکہ اپنی جائیداد کی مالک نہ تھی اس
کا خاوند اسکی جائیداد کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ اسے اسکے باپ کے
مال میں سے حصہ نہ دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے خاوند کے مال کی
بھی وارث نہیں سمجھی جاتی تھی گو بعض ملکوں میں اسکی جین جیٹا
وہ اسکی متولی رہتی تھی۔ اس کا نکاح جب کسی مرد سے ہو جاتا
تھا تو یا تو وہ ہمیشہ کیلئے اسکی قرار دے دی جاتی تھی اور کسی صورت
میں اس سے علیحدہ نہیں ہوتی تھی اور یا پھر اس کے خاوند
کو اختیار ہوتا تھا کہ اسے جدا کر دے لیکن اسے اپنے خاوند
سے جدا ہونے کا کوئی حق حاصل نہ تھا خواد اسے کس قدر ہی
تکلیف کیوں نہ ہو خاوند اگر اسکو چھوڑ دے اور اس سے سلوک نہ
کھے یا کہیں بھاگ جائے تو اس کے حقوق کی حفاظت کا

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں بھی لفضل کے خاص
کے لئے مضمون لکھوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس نمبر میں جو
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ درجہ اور ارفع شان
کے اظہار کے لئے شائع ہوئیوں وہ ہے۔ مضمون لکھنا ایک نواب
کا کام ہے پس باوجود اس کے کہ ان دنوں میں سخت
عیدم الفرصت ہوں۔ اور پھر ساتھ ہی بیماری۔ ایک مختصر
مضمون لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو ایسا
شاندار ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ میں کس پہلو کو
اختیار کروں اور کس کو چھوڑوں۔ اور انتخاب کی آنکھ خیرہ
ہو کر رہ جاتی ہے لیکن میں اس زمانہ کی ضرورت کو مد نظر
رکھتے ہوئے اپنے مضمون کے لئے آپکی زندگی کے احسن
کولیتا ہوں کہ کس طرح آپ نے دنیا کو اس غلامی سے نجات
دلائی ہے جو ہمیشہ سے دنیا کے گلے کا مار ہو رہی تھی اور وہ
عورتوں کی غلامی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد
سے پہلے عورتیں ہر ملک میں غلام اور مملوک کی طرح کھینچیں
اور انکی غلامی مردوں پر بھی اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھی
کیونکہ لونڈیوں کے بچے آزادی کی روح کو کامل طور پر جذب
نہیں کر سکتے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ سے عورت اپنی توبصوتی
یا خوب سیرتی کے زور سے بعض مردوں پر حکومت کرتی چلی آئی
ہے لیکن یہ آزادی حقیقی آزادی نہ تھی کیونکہ یہ بطور حق کے
حاصل نہ تھی بلکہ بطور استثناء کے تھی اور ایسی استثنائی

کوئی قانون نقر نہ تھا۔ اس کا فرض سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو
اور اپنے آپ کو بے رحمی رہے اور محنت مزدوری کر کے اپنے
آپ کو بھی پالے اور بچوں کو بھی پالے۔ خاوند کا اختیار سمجھا جاتا تھا کہ
وہ ناراض ہو کر اسے مار پیٹ لے۔ اور اس کے خلاف وہ آواز
نہیں اٹھا سکتی تھی۔ اگر خاوند قوت ہو جائے تو بعض ملکوں
میں وہ خاوند کے رشتہ داروں کی ملکیت سمجھی جاتی تھی وہ جس سے
چاہیں اس کا رشتہ کر دیں خواہ بطور احسان کے یا قیمت کے
بلکہ بعض جگہ وہ خاوند کی جائیداد سمجھی جاتی تھی۔ بعض خاوند بیویوں
کو فروخت کر دیتے تھے یا جوئے اور شرطوں میں ہار جیتتے تھے اور
بالکل اپنے اختیار کے دائرہ میں سمجھے جاتے تھے عورت کا بچوں
پر کوئی اختیار نہ سمجھا جاتا تھا نہ خاوند کا زوجیت کی صورت
میں نہ اسے علیحدگی کی صورت میں۔ عورت گھر کے معاملہ میں کوئی
اختیار نہیں رکھتی تھی۔ اور دین میں بھی خیال کیا جاتا تھا کہ وہ کوئی
درجہ نہیں رکھتی دینی نعمتوں میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا
اس کا نتیجہ یہ تھا کہ خاوند عورت کی جائیداد کو اڑا دیتے تھے اور
اس کو بغیر کسی گزارہ کے چھوڑ دیتے تھے۔ وہ بیماری لپٹنے
میں سے صدقہ خیرات یا رشتہ داروں کی خدمت کو بھی محروم
تھی جب تک کہ خاوند کی مرضی ہو اور وہ خاوند جس کے ماتحت
اسکی جائیداد پر ہونے لگے کبھی اس معاملہ میں رضی نہ ہوتا تھا
ماں باپ بن کا نہایت ہی گہرا اور محبت کا رشتہ ہے اسکے
مال سے وہ محروم کر دی جاتی تھی حالانکہ جس طرح لڑکے انکی محبت
کے حقدار ہوتے ہیں۔ اسی طرح لڑکیاں ہوتی ہیں۔ جو ماں باپ
اس شخص کو دیکھ کر اپنی لڑکیوں کو اپنی زندگی میں کچھ دیدیتے تھے
انکے خاندانوں میں فساد پڑ جاتا تھا۔ کیونکہ لڑکے یہ تو نہ سمجھتے
تھے کہ باپ ماں کے مرنے کے بعد وہ انکی سب جائیداد کے وارث
ہونگے ماں بہ ضرور محسوس کرتے تھے کہ انکے ماں باپ انکی نسبت
لڑکیوں کو زیادہ دیتے ہیں۔ اسی طرح خاوند جس سے کامل اتحاد
کا رشتہ ہوتا تھا۔ اس کے مال کو بھی اسے محروم رکھا جاتا خاوند
کے دور دور کے رشتہ داروں اسکی جائیداد کے وارث ہو جاتے
اور وہ عورت جو اسکی محرم راز اور عمر بھر کی ساتھی ہوتی جسکی محنت
اور جس کے کام کا بہت سادخل خاوند کی کمائی میں تھا وہ
اسکی جائیداد سے محروم کر دی جاتی تھی۔ یا پھر وہ خاوند کی سب
ہی جائیداد کی نگران قرار دے دی جاتی لیکن وہ اس کے کسی حصہ
میں تصرف سے محروم تھی وہ اسکی آمد کو تو خرچ کر سکتی تھی لیکن
اس کے کسی حصہ کو استعمال نہیں کر سکتی تھی اور اس طرح بہت
صدقات جاریہ میں اپنی خواہش کے مطابق حصہ لینے سے محروم
رہتی تھی۔ خاوند اسپر خواہ کس قدر ہی ظلم کرے وہ اس سے جدا
نہیں ہو سکتی تھی یا جن قوموں میں جدا ہو سکتی تھی ایسی شراب پر
کہ بہت سی شریف عورتیں اس جدائی سے موت کو ترجیح دیتی

تھیں مثلاً جدائی کی بشرط تھی کہ خاوند یا عورت کی بدکاری ثابت کی جائے اور پھر اسکے ساتھ ظلم بھی ثابت کیا جائے۔ اور اس سے بڑھ کر ظلم یہ تھا کہ بہت سی صورتوں میں جب عورت کا خاوند کے ساتھ رہنا ناممکن ہوتا تھا تو اسے کامل طور پر جدا کر بیگی بجائے صرف علیحدہ رہنے کا حق دیا جاتا تھا جو خود ایک سزا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنی زندگی کو بے مقصد بسر کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ یا پھر یہ ہوتا تھا کہ خاوند جب چاہے عورت کو جڈا کرے لیکن عورت کو اپنی علیحدگی کا مطالبہ کرنے کا کسی صورت میں اختیار نہ تھا۔ اگر خاوند اسے محلقہ چھوڑ دیتا یا ملک چھوڑ جاتا اور خیر نہ لیتا تو عورت کو مجبور کیا جاتا کہ وہ اس کا انتظار عمر بھر کرتی رہے اور اسے اپنی عمر کو ملک اور قوم کیلئے مفید طور پر بسر کرنے کا اختیار نہ تھا۔ شادی کی زندگی بجائے آلام کے لئے مصیبت بن جاتی تھی اس کا کام ہوتا کہ وہ خاوند اور بیوی دونوں کا کام بھی کرے اور خاوند کا انتظار بھی کرے خاوند کا فرض سینے گھر کے اخراجات کے لئے کمانا بھی اسکے سپرد ہو جانا اور عورت کی ذمہ داری کہ بچوں کی نگہداشت اور ان کی پرورش کرے یہ بھی اسکے سپرد رہتا۔ ایک طرف ظلمی تکلیف دوسری طرف مادی ذمہ داریاں۔ یہ سب اس سیکس جان کے لئے روار بھی جاتی تھیں۔ عورتوں کو مارا پیٹا جانا اور اسے خاوند کا جائز حق تصور کیا جانا۔ خاوندوں کے مرنے کے بعد عورتوں کا زبردستی خاوند کے رشتہ داروں سے نکاح کر دیا جانا تھا یا اور کسی شخص کے پاس قیمت بیکریچ دیا جاتا بلکہ خاوند خود اپنی عورتوں کو بیچ ڈالتے۔ یا بٹوں جیسے عظیم الشان شہزادوں نے اپنی بیوی کو جوئے میں مار دیا اور ملک کے قانون کے سامنے درویدی جیسی شریف شہزادی اف نہ کر سکی۔ بچوں کی تعلیم یا پرورش میں ماؤں کی رائے نہ لی جاتی تھی امدان کا بچوں پر کوئی حق نہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ اگر ماں اور باپ میں جدائی واقع ہو تو بچوں کو باپ کے سپرد کیا جانا تھا۔ عورت کا گھر سے کوئی تعلق نہ سمجھا جاتا تھا نہ خاوند کی زندگی میں نہ بعد۔ جب چاہتا خاوند اسے گھر سے نکال دیتا تھا اور وہ بے خانمان ہو کر ادھر ادھر پھرتی رہتی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ان سب ظلموں کو یکے ظلم متادیا گیا۔ آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے عورتوں کے حقوق کی نگہداشت خاص طور پر سپرد فرمائی ہے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ مرد اور عورت یکساں انسانیت برابر ہیں اور جب وہ ملکر کام کریں تو جس طرح مرد کو بعض حقوق عورت پر حاصل ہونے ہیں۔ اسی طرح عورت کو مرد پر بعض حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ عورت اسی طرح جائیداد کی مالک ہو سکتی ہے جس طرح مرد ہو سکتا ہے اور خاوند کا کوئی

حق نہیں کہ عورت کے مال کو استعمال کرے جب تک کہ عورت خوشی سے بطور ہدیہ اسے کچھ نہ دے۔ اس سے جبراً مال لینا یا اس طرح لینا کہ شبہ ہو کہ عورت کی جبارانہ کار سے مانع رہی ہے نادرست ہے۔ خاوند بھی جو کچھ بطور ہدیہ اسے دے وہ عورت کا ہی مال ہوگا اور خاوند اسے واپس نہیں لے سکے گا۔ وہ اپنی ماں اور اپنے باپ کے مال کی اسی طرح وارث ہوگی جس طرح کہ بیٹے اپنے ماں باپ کے وارث ہوتے ہیں۔ ماں چونکہ خاندانی ذمہ داریاں مرد پر ہوتی ہیں اور عورت پر صرف اپنی ذات کا بار ہوتا ہے اس لئے اسے مرد سے آدھا حصہ ملیگا۔ اسی طرح ماں بھی اپنے بیٹے کے مال سے اسی طرح حصہ پائیگی جس طرح باپ۔ گو مختلف حالات اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے کبھی باپ کے برابر اور کبھی کم حصہ اسے ملیگا۔ وہ اپنے خاوند کے لئے پیراس کے مال کی بھی وارث ہوگی خواہ اولاد ہو یا نہ ہو کیونکہ اسے دوسرے کا دست نگر نہیں بنایا جاسکتا۔ اسکی شادی بیشک ایک پاک اور مقدس عہد ہے جس کا توڑنا بعد اسکے کہ مرد اور عورت نے ایک دوسرے سے انتہائی بے تکلفی پیدا کر لی۔ نہایت معیوب ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ اگر عورت اور مرد کی طبیعت میں خطرناک اختلاف ثابت ہو یا مذہبی چھائی مانی۔ تمدنی طبعی معاہدات کے باوجود انھیں مجبور کیا جائے کہ وہ اس عہد کی خاطر اپنی عمر کو برباد کر دیں اور اپنی پیدائش کے مقصد کو کھو دیں۔ جب ایسے اختلافات پیدا ہو جائیں اور مرد اور عورت متفق ہوں کہ اب وہ اکٹھے نہیں رہ سکتے تو وہ اس معاہدہ کو بہ رضا مندی باطل کر دیں۔ اور اگر مرد اس خیال کا ہو اور عورت نہ ہو تو آپس میں اگر کسی طرح سمجھوتہ نہ ہو سکے تو ایک بیجاہت انکے درمیان فیصلہ کرے جس کے دو ممبر ہوں ایک مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے پھر اگر وہ فیصلہ کریں کہ ابھی عورت اور مرد کو اور کچھ مدت ملکر رہنا چاہیے تو چاہیے کہ انکے بنائے ہوئے طریق پر مرد اور عورت ملکر رہیں۔ لیکن جب اس طرح بھی اتفاق نہ پیدا ہو تو مرد عورت کو جڈا کر سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں اس نے جو مال اسے دیا ہے وہ اسے واپس نہیں لے سکتا۔ بلکہ ہر بھی اسے پورا ادا کرنا ہوگا۔ برخلاف اسکے اگر عورت مرد سے جڈا ہونا چاہے۔ تو وہ قاضی سے درخواست کرے اور اگر قاضی دیکھے کہ کوئی بد اخلاقی کا محرک اسکے پیچھے نہیں ہے تو وہ اسے اسکی علیحدگی کا حکم دے اور اس صورت میں اسے چاہیے کہ خاوند کا ایسا مال جو اسکے پاس محفوظ ہو یا جہر سے واپس کرے۔ اور اگر عورت کا خاوند اسکے حقوق مخصوص کو ادا نہ کرے یا اس سے کلام وغیرہ چھوڑ دے یا اس کو الگ سلائے تو اسکی مدت مقرر ہونی چاہیے۔ اور اگر وہ

چار ماہ سے زائد اس کام کا مزکیب ہو تو اسے مجبور کیا جائے کہ یا اصلاح کرے یا طلاق دے۔ اور اگر وہ اس کو خیر وغیرہ دینا بند کر دے یا کہیں چلا جائے اور اسکی خیر نہ لے تو اس کا نکاح فسخ قرار دیا جائے۔ دین سال تک کی مدت فقہائے اسلام نے بیان کی ہے اور اسے آزاد کیا جائے کہ وہ دوسری جگہ نکاح کرے۔ اور ہمیشہ خاوند کو اپنی بیوی اور بچوں کے خرچ کا ذمہ قرار دیا جائے۔ خاوند کو اپنی بیوی کو مناسب تنبیہ کا اختیار ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ تنبیہ سزا کا رنگ اختیار کرے تو اس پر لوگوں کو گواہ مقرر کرے اور جرم کو ظاہر کرے اور گواہی پر اسکی بنیاد رکھے اور سزا ایسی نہ ہو جو دیرپا اثر چھوڑنے والی ہو۔ خاوند اپنی بیوی کا مالک نہیں وہ اسے بیچ نہیں سکتا نہ اسے خاوند کی طرح رکھ سکتا ہے اسکی بیوی اس کے کھانے پینے میں اس کے ساتھ شریک ہے اور اس کے ساتھ سلوک اپنی حیثیت کے مطابق اسے کرنا ہوگا اور جس طبقہ کا خاوند ہے اس سے کم سلوک اسے جائز نہ ہوگا۔ خاوند کے مرنے کے بعد اس کے رشتہ داروں کو بھی اس پر کوئی اختیار نہیں وہ آزاد ہے۔ نیک صورت دیکھ کر اپنا نکاح کر سکتی ہے اس سے اسے روکنے کا کسی کو حق نہیں نہ اسے مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک خاص جگہ پر رہے۔ چار ماہ دس دن تک اسے خاوند کے گھر ضرور رہنا چاہیے تا اس وقت تک وہ تمام حالات ظاہر ہو جائیں جو اس کے اور خاوند کے دوسرے متعلقین کے حقوق پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ عورت کو اس کے خاوند کی وفات کے بعد سال بھر تک علاوہ اس کے ذاتی حق کے خاوند کے مکان میں نہیں نکالنا چاہیے تا اس عرصہ میں وہ اپنے حصہ سے اپنی رہائش کا انتظام کر سکے۔ خاوند بھی ناراض ہو تو خود گھر سے الگ ہو جائے عورت کو گھر سے نہ نکالے کیونکہ گھر عورت کے قبضہ میں سمجھا جاتا ہے۔ بچوں کی تربیت میں عورت کا بھی حصہ ہے اس سے مشورہ لے لینا چاہیے اور اسے بچے کے متعلق کوئی تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ دودھ پلانے۔ نگرانی وغیرہ بچے کے متعلق تمام امور میں اس سے پوچھ لینا چاہیے اور اگر عورت اور مرد آپس میں نبھاؤ کو ناممکن پا کر جدا ہونا چاہیں تو چھوٹے بچے ماں ہی کے پاس رہیں۔ ماں جب بڑے ہو جائیں تو تعلیم وغیرہ کے لئے باپ کے سپرد کر دیئے جائیں جب تک بچے ماں کے پاس رہیں ان کا خرچ باپ سے بلکہ ماں کو انکے لئے جو وقت خرچ کرنا پڑے اور کام کرنا پڑے تو اسکی بھی مالی مدد خاوند کو کرنی چاہیے۔ عورت نقل حیثیت رکھتی ہے اور دینی انعامات بھی وہ ہر قسم کے پاسکتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات پائیگی اور اس دنیا میں حکومت کے مختلف شعبوں میں وہ حصہ لے سکتی ہے اور اس صورت میں اسکی حقوق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَخَلَّوْا عَلَیْهِمُ الْكَلِمَةَ

وَعَلَىٰ عِبَادِ الْمَسِيحِ الْوَعْدُ

محمد مستبر بان محمد

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا مکتوب گرامی)

مکرمی ایڈیٹر صاحب اہل تفضل علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ نے فریاد کی تھی کہ میں افضل کے خاتم البیتین میں
کیلئے کوئی مضمون لکھوں۔ ایسی تحریر میں حصہ لینا ہر مسلمان کے
واسطے موجب سعادت اور باعث فخر ہونا چاہئے لیکن مجھے
افس ہے کہ میں بعض معذوریوں کی وجہ سے کوئی مضمون
نہیں لکھ سکا۔ اور مجھے اس محرومی کا قلق ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ
میں مصرع مندرجہ عنوان کے متعلق کچھ لکھوں گا اور میں اپنے
ذہن میں اس مضمون کا ایک مختصر سا ڈھانچہ بھی تیار کر لیا تھا۔
لیکن اس ذہنی خاکہ کو سپرد قلم نہ کر سکا۔ میرا ارادہ مثالیوں
دے کر یہ بیان کرنے کا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم (فندہ نفسی) اپنے اس کمال میں منقرض ہیں
کہ آپ کا ہر قول اور ہر فعل اور ہر حرکت اور ہر
سکون اور ہر عادت اور ہر خلق آپ کی صداقت اور
آپ کی فضیلت اور آپ کے کمال کی ایک روشن
دلیل ہے اور اس خصوصیت میں آپ جملہ بنی آدم پر
ممتاز اور فائق ہیں کیونکہ دنیا میں اور کوئی شخص ایسا
نہیں گذرا جس کی ہر بات اس کے کمال کی دلیل
ہو۔ اور اسی لئے وہ سید ولد آدم کا خطاب
پانے کے لئے آپ کے سوا اور کوئی شخص حقدار
نہیں۔ یہ مضمون ایک نہایت وسیع مضمون ہے
اور تاریخی واقعات کی روشنی میں اسے نہایت
دل اور دلچسپ طریق پر بیان کیا جا سکتا ہے لیکن
السوس ہے کہ اس موقع پر جو ایسے مضمون کے
واسطے ایک بہت عمدہ موقع تھا۔ میں اس مضمون
کے بیان کرنے سے محروم رہا ہوں۔ اگر زندگی
رہی۔ اور خدا نے توفیق دی تو انشاء اللہ پھر
بھی عرض کروں گا۔

وما توفیتی الا باللہ

اگر مناسب سمجھیں تو میری طرف سے یہ چند سطوح
انبارہ میں شائع فرمادیں۔ تاکہ احباب کی دعا میں
خوش اساحتہ میں بھی پاسکوں۔
خاکسار مرزا بشیر احمد

جنون یا سختی اور فساد کا ظہور ہو تو طلاق اور خلع ہو سکتا ہے۔
مغربی آسٹریلیا میں علاوہ اوپر کے قوانین کے حاملہ عورت کی
مشادی کو بھی فتح قرار دیا گیا ہے۔ اسلام بھی ایسے ناجائز قرار دیتا ہے
کیونکہ جزیرہ میں شہداء میں فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ بدکاری پر مجبور
کرنا ماریٹیم گالی گویج سزا یافتہ ہوتا۔ بدستی جوئے کی عادت حقوق
کا ادا نہ کرنا۔ خرچ نہ دینا متعدد بیماریاں یا باہمی رضامندی کو
طلاق یا خلع کی کافی وجہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔

اٹلی میں ۱۹۱۹ء میں قانون بنا دیا گیا ہے کہ عورت اپنے مال
کی مالک ہوگی اور اس میں سے صدقہ خیرات کر کے گی یا اسے فروخت
کر کے گی دام وقت تک یورپ میں عورت کو اس کے مال کا مالک نہیں مانا
جاتا تھا) کمسیکو امریکہ میں بھی اوپر کے بیان کردہ وجوہ کو طلاق و
خلع کیلئے کافی دیکھ لیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی باہمی رضامندی
کو بھی اس کے جواز کیلئے کافی سمجھا گیا ہے۔ یہ قانون ۱۹۱۶ء میں پاس
ہوا ہے۔ پرتگال میں ۱۹۱۵ء میں ناروے میں ۱۹۰۶ء میں۔
سویڈن میں ۱۹۱۴ء اور سوئٹزر لینڈ میں ۱۹۱۲ء میں ایسے قوانین
پاس کر دیئے گئے کہ جن سے طلاق اور خلع کی اجازت ہوگی ہے
سویڈن میں باپ کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اٹھارہ سال تک کی
عمر تک بچے کے اخراجات ادا کرے۔

یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں گو قانون اب تک یہی کہتا ہے کہ
بچہ پر باپ کا حق ہے لیکن عملاً اسلامی طریق پر اصلاح شروع ہو گئی اور
بچ عورت کے احساسات کو تسلیم کرنے لگ گئے ہیں اور مرد کو مجبور
کر کے خرچ بھی دلوا یا جاتا ہے لیکن ابھی تک اس قانون میں بہت کچھ
خامیاں ہیں گو مرد کے حقوق کی حفاظت زیادہ سختی سے کی گئی ہے
عورت کو اس کے مال پر تصرف بھی دلایا جا رہا ہے لیکن ساتھ ہی بعض
ریاستوں میں یہ بھی قانون پاس کر دیا گیا ہے کہ اگر خاوند یا بائع
ہو جائے تو بیوی پر بھی اس کے اخراجات کا ہتیا کرنا لازمی ہوگا۔

عورتوں کو ووٹ کے حقوق دیئے جا رہے ہیں اور ان سے قومی
امور میں مشورہ لینے کیلئے بھی راہیں کھولی جا رہی ہیں لیکن یہ سب باتیں
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے پورے تیرہ سو سال کے
بعد ہوئی ہیں اور ابھی کچھ ہوتی باقی ہیں بہت کچھ مالک میں ابھی عورت
کو باپ اور ماں اور خاوند کے مال کا وارث نہیں قرار دیا گیا۔ اور
اسی طرح اور کئی حقوق باقی ہیں جنہیں اسلام ابھی باقی دنیا کی رہنمائی
کر رہا ہے لیکن ابھی اس نے اسی رہنمائی کو قبول نہیں کیا لیکن وہ
زمانہ دور نہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کو ان معاملات
میں بھی دنیا قبول کرے گی جس طرح اس نے اور معاملات میں قبول کیا
اور آپ کا ہمد اور تحسین تو ہی آزادی کے منطلق اپنے پورا اثرات منتج نظر
کرینگے۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما حدیثت علی
ابواہیم وعلی آل ابواہیم انک حمید مجید۔

مرزا محمود احمد

کا ویسا ہی خیال رکھا جائے گا جس طرح کہ مردوں کے حقوق کا
یہ وہ تعلیم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت
دی جب اس کے بالکل برعکس خیالات دنیا میں رائج تھے۔ اپنے
ان احکام کے ذریعہ عورت کو اس غلامی سے آزاد کر دیا جس میں
دہ ہزاروں سال سے مبتلا تھی جس میں وہ ہر ملک میں پائیدگی
جاتی تھی جس کا طوق ہر مذہب اسکی گردن میں ڈالنا تھا۔ ایک
شخص نے ایک ہی وقت میں ان دیرینہ قیود کو کاٹ دیا اور دنیا بھر
کی عورتوں کو آزاد کر دیا۔ اور ماؤں کو آزاد کر کے بچوں کو بھی غلامی
کے خیالات سے محفوظ کر لیا اور اعلیٰ خیالات اور بلند جوصلی کے
جذبات کے ابھرنے کے سامان پیدا کر دئے۔

مگر دنیا نے اس خدمت کی قدر نہ کی اس نے وہی بات جو
احسان کے طور پر تھی اسے ظلم قرار دیا۔ طلاق اور خلع کو فساد
قرار دیا اور نہ کو خاندان کی بربادی کا ذریعہ عورت کے مستقل
حقوق کو خاکی زندگی کا تیرہ کرنے والا اور وہ اسی طرح کرتی چلی
گئی اور کرتی چلی گئی اور تیرہ سو سال تک وہ اپنی ناپیدائی سے
اس بیناں باتوں پر ہنستی چلی گئی۔ اور اسکی تعلیم کو خلاف اصول
فطرت قرار دیتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ وقت آگیا کہ خدا کے کلام
کی خوبی ظاہر ہو اور جو تہذیب و شائستگی کے دعویدار تھے وہ سوا
کریم صلعم کے تہذیب کھانے والے احکام کی پیروی کریں ان
میں سے ہر اک حکومت ایک ایک کر کے اپنے قوانین کو بدلے
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصول کی
پیروی کرے۔

انگریزی قانون جو طلاق اور خلع کے لئے کسی ایک فریق
کی بدکاری اور ساتھ ہی ظلم اور مار پیٹ کو لازمی قرار دیتا تھا
۱۹۲۳ء میں بدل دیا گیا۔ اور صرف بدکاری بھی طلاق اور
خلع کا موجب تسلیم کر لی گئی۔

نوروزی لینڈ میں ۱۹۱۲ء میں فیصلہ کر دیا گیا کہ سات لہ
پاگل کی بیوی کا نکاح منع کیا جا سکتا ہے اور ۱۹۲۵ء میں
فیصلہ کیا گیا کہ اگر خاوند یا بیوی عورت اور مرد کے حقوق کو
ادا نہ کریں تو طلاق یا خلع ہو سکتا ہے اور تین سال تک خبر نہ لینے
پر طلاق کو جائز قرار دیا گیا بالکل اسلامی فقہاء کی نقل کی ہے مگر
تیرہ سو سال اسلام پر اعتراض کرنے کے بعد

آسٹریا کی ریاست کوئینز لینڈ میں پانچ سالہ جنون کو وجہ
طلاق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ مسابیا میں ۱۹۱۶ء میں قانون پاس کر
دیا گیا ہے کہ بدکاری۔ چار سال تک خبر نہ لینا۔ بدستی اور تین سال
تک عدم توجہی۔ قید۔ مار پیٹ اور جنون کو وجہ طلاق قرار دیا گیا
ہے۔ علاقہ وکٹوریا میں ۱۹۲۳ء میں قانون پاس کر دیا گیا ہے
کہ خاوند اگر تین سال خبر نہ لے۔ بدکاری کرے۔ خرچ نہ دے یا
سختی کرے۔ قید۔ مار پیٹ۔ یا عورت کی طرف سے بدکاری یا

خاتم النبیین

حسین یوسف دم علییٰ یذبیضاداری آپچہ خوباں ہمہ دارند تو تہاداری

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب - سونی پت)

دنیا میں ہزاروں حسین گذرے اور ہزاروں موجود ہیں لاکھوں اہل علم گذرے اور لاکھوں موجود ہیں۔ ہر طرح کی خوبیاں رکھنے والے بہت سے گذر چکے اور بہت سے موجود ہیں۔ دیندار اور خدا سے تعلق رکھنے والے ہمیشہ سے چلے آئے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ بادشاہ فاتح۔ موجد فلاسفر غرض ہر بات میں کمال رکھنے والے نہ کبھی مفقود ہوئے۔ نہ ہونگے۔ مگر مجھے تو کسی ایسے شخص کی تلاش تھی۔ جو تمام کے تمام کمالات انسانی اپنے اندر رکھتا ہو۔ کوئی ایسا صحن نہ ہو۔ جو اس میں بدرجہ کمال موجود نہ ہو۔ پھر وہ ان تمام خوبیوں سے دوسروں کو بھی آراستہ کر سکتا ہو۔ کچھ حسین کے نام سے مجھے نفرت ہے۔ اور بد شکل صحن سے بھی کوسوں بھاگتا ہوں متکبر نہ ہو۔ مجھے دیکھے تو مسکرائے۔ بکہ خود بلائے۔ اس کی صحبت سے میرا دل گرم اور سینہ منور ہو۔ اور اس کے نام کی لات سے میری زبان تمام اور لذات کو بھول جائے۔ اور اس کی یاد سے میرا تار یک کبجہ دماغ رو منہ من ریاض الجنت بن جائے۔

ماضی اور حال دونوں زمانوں کو میرے علم اور نظر اور عقل نے گھنگول ڈالا۔ جسے دیکھتا ہوں۔ اس میں کہیں نہ کہیں کوئی نقص پاتا ہوں۔ کوئی نہ کوئی کمی نظر آتی ہے۔ میں پہلے ہی اپنے دوستوں میں عیب چینی مشہور رہوں۔ جب نظر پڑتی ہے تو پہلے نقص پر ہی۔ اس لئے جہاں اور لوگ ٹھہر گئے۔ میں وہاں سے منہ بناتا ہوا آگے روانہ ہوا۔ یا انہر تمام دنیا میں کوئی ایسا صحن بھی بنا ہے۔ جو بے عیب ہو۔ جس پر تمام انسانی کمالات ختم ہوں۔ ہو گا تو سہی اور ضرور ہو گا۔ بادشاہ دیکھے۔ مگر عیاش اور مرصع۔ فلاسفر اور حکما دیکھے مگر نئے۔ حسین دیکھے۔ مگر بے ہودہ۔ بہادر دیکھے مگر ظالم اور غرور پرست شاعر دیکھے۔ مگر یادہ گو اور بزدل۔ اہل قلم دیکھے۔ مگر بے عمل اور تخیل۔ ریفا مرد دیکھے۔ مگر خشکی۔ اہل اخلاق دیکھے مگر ذوق ناقص غرض بازار عالم میں ہر پھر کر سب کو دیکھنا۔ ناامیدی سے ہو گئی۔ گو ہر مرد نہ ملا۔ اتنے میں کسی نے کہا۔ ذرا زمرہ انبوہ پر بھی تو نظر کرو۔ دنیا کی ظاہری ٹیپ ٹاپ پر نہ جاؤ۔ جب ان کو دیکھا تو

وہ ناامیدی دور ہوئی۔ مجب لوگ نظر آئے۔ جن کا کام صحن بکلام صحن شکل اچھی۔ اخلاق اچھے۔ عادات پسندیدہ۔ کوئی کونہ تار یک نہ تھا۔ دل کو بڑی ڈانس ہوئی۔ ان سب کا جائزہ لیا۔ آخر گو ہر مرد مل گیا۔ یعنی جس کی تدش اور جستجو تھی۔ وہ نکل آیا۔ اور نکلا بھی کہاں سے۔ عرب کے بھستے ریگستان اور بے آب و گیاہ کوہستان کی کان سے۔ جہاں نہ علم نہ عقل نہ ہدایت نہ تہذیب نہ تمدن۔ نہ حکومت نہ سلطنت اور ملا بھی وہ جسے انسان کامل کہوں۔ سب سے بڑا آدمی کہوں سمجھ میں نہیں آتا کیا کہوں۔ آنکھیں اس کے عن کو دیکھ کر خیرہ ہو گئیں۔ اور عریص فطرت اس کے احسانات کو لے لیکر کمر شکستہ۔ نام پوچھا تو محمد! سبحان اللہ! میں بھی تو محمد! ہی کی تلاش میں تھا۔ یعنی جس میں کوئی نقص نہ ہو۔ سراسر خوبیاں ہی ہوں۔ ہر تعریف کے لائق ہفت موجود ہو۔ ہر حسن نمایاں ہو۔ کمالات انسانی کا خاتم۔ نہ ایسا کوئی ہوا نہ ہو صدقے اس نام کے نام بھی کسی نے جن کر ہی رکھا ہے

حسین یوسف دم علییٰ یذبیضاداری آپچہ خوباں ہمہ دارند تو تہاداری

کمال انسانیت کے معیار

میرا معیار دنیا کے سب سے بڑے انسان کے لئے کیا تھا؟ وہ کن کمالات اور محاسن کا مجموعہ ہو؟ سنئے۔

- (۱) کمال درجہ کا جسمانی صحن اور دماغ اور عقل (مکتا ہو ۳) حسب ذیل کے لحاظ سے چوٹی کے شرف میں سے ہو (۳) کمال اخلاق سے مزین ہو۔ اور ہر قسم کے اخلاق دکھانے کا اسے موقع بھی ملا ہو۔
- (۴) کمال علم (۵) کمال تعلیم یا افاضتہ علم (۶) کمال جذب اور قوت قدسی (۷) کمال کامیابی (۸) کمال شفقت اور خیر خواہی مننوقات کے لئے رکھتا ہو (۹) کمال محبت اور تعلق اور تعلق اور تعلق کے ساتھ ہو (۱۰) کوئی فرضی یا مجہول ملاحوال انسان نہ ہو۔ بلکہ ایسا ہو۔ کہ اس کی ہر حرکت اور سکون۔ ہر قول اور فعل اور زندگی کے ہر شعبہ کا منصل علم بکثرت ثقہ لادریوں کی معرفت ہم کو ملا ہو (۱۱) جسم زندگی ہو۔ اور دوسرے کو

اپنے اثر سے زندہ کرتا ہو۔ سفلی اور حیوانی زندگی نہیں بلکہ حیات ابدی اور ایسی زندگی جس میں روح القدس نازل ہو کر اس خاک تیرہ کو بقعہ نور بنا دے۔

سو یہ سب باتیں ہم نے محمد اور صرف محمد ہی میں پائیں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حسن جسمانی

میانہ قد۔ موزون اندام۔ سرخ و سفید رنگ۔ چوڑی پیشانی ناک لمبی اور سیدھی۔ گردن اونچی۔ سر بڑا۔ سینہ کشادہ۔ آنکھیں سیاہ۔ سینہ میں خوشبو۔ جلد نہایت نرم۔ تیز رفتار۔ گفتگو نہایت شیریں اور دل آویز۔ ہنر ٹھہر کر بات کرتے تھے۔ ایک ایک فقرہ الگ۔ آواز بلند۔ بے ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔ تہمتہ نہ مارتے تھے بلکہ مسکراتے تھے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ تمغے۔ خوش لباس تھے۔ جامہ زیب تھے۔ خوشبو پسند فرماتے تھے۔ نہایت مساف و پاک رہتے تھے ہمیشہ سوا کرتے تھے خوشی کے وقت چہرہ کندن کی طرح چمکنے لگتا۔ ہمیشہ چرت رہتے تھے۔ سر سے پیر تا ک جسم میں کوئی غیب نہ تھا۔ بدبودار چیزوں سے سخت نفرت تھی۔

عبدالمنہن سدم یہودی نے جب پہلے پہل آپ کو دیکھا تو بے اختیار بول اٹھے کہ "ذرا کی قسم یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے" جابر کہتے ہیں۔ آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔ برادر زبان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص آپ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ اس نہ کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا اور حیرت بھی آپ کی جلد سے زیادہ نرم نہیں دیکھے۔ شک اور غبر میں بھی آپ کے بدن سے زیادہ خوشبو نہ تھی۔ جس گلی کو چہرے نکل جلتے وہ معطر ہو جاتا۔ تود آئینہ دیکھ کر دعا فرمایا کرتے تھے۔ اللہ! اسے احسن خلقی فاصن خلقی۔ اس لئے جس طرح تو نے میری بناوٹ اور جسم کو خوبصورت بنا لیا ہے۔ اسی طرح میرے اخلاق بھی نہایت اعلیٰ کر دے

عقل کا کمال

اگرچہ عقل کا کمال اخلاق کے اظہار سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور جس اخلاق نہایت اعلیٰ ہوں۔ اس کی عقل بہر حال نہایت اعلیٰ تسلیم کر لینی پڑے گی۔ مگر اور دنیا کی باتوں میں بھی آپ کی عقل عجیب ممتاز نظر آتی ہے مثلاً آپ کی دنیا سے بے تعلق آپ کے کمال عقل پر دلالت کرتا ہے۔ لاکھوں جاں نثار موجود ہیں۔ تمام عرب ذریعہ ہیں۔ فتوحات وغیرہ کا مال چلا آتا ہے۔ مگر انتقال ہوا تو کھد رکی ایک تہ بند اور پیوند لگا ہوا ایک کسب آپ کے اوپر تھا۔ زرہ ایک یہودی کے ہاں گردی پڑی تھی۔ ترکہ میں نہ کوئی لونڈی

پیشانی

چھوڑی نہ غلام نہ روپیہ نہ پیسہ۔ دو دوہینے گھروں میں آگ نہ ملتی تھی۔ کبھی نفیس اور امیرانہ کھانے عادتاً نہ کھاتے تھے۔ تمام عمر بنایت سادہ اور زاہدانہ طور سے زندگی بسر کر دی یہ کمال عقل کی دلیل ہے۔

ایک نمونہ آپ کے کمال عقل کا آپ کی سپہ سالاری اور فوج کا انتظام ہے ہمیشہ میدان جنگ میں فوج کو اس تریز سے جہاتے اور اس طرح لڑاتے۔ کہ باوجود دشمن کی کثرت اور اپنی قلت کے ہمیشہ فتح آپ کو ہی ہوتی تھی۔ صرف اعدوں میں کچھ چشم زخم پہنچا۔ وہ بھی آپ کے حکم کی نافرمانی کی وجہ سے پھر آپ کے عقل کا کمال یہ ہے۔ کہ اکیسے اٹھے۔ اور باوجود ہر قسم کے مخالفتوں کے اکیسے ہی تمام عرب پر غالب آگئے۔ اور عرب وفات پائی۔ تو تمام عرب شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک آپ کے زیر نگیں تھا۔ پھر آپ کے عقل کا کمال یہ ہے۔ کہ آپ نے جنگ کر کے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ صلح کے طریقوں سے اس ملک اور قوم کو مغلوب کیا۔ حکمت عملی سے تمام فتوحات آپ کی ہوئیں۔ بغیر جنگ کے فتح کرے۔ رشتہ داروں کی وجہ سے قوموں کا مطیع ہوتا۔ سعادت کی وجہ سے اسلام کو امن ملتا۔ یہ سب نمونے آپ کی عقل و فراست کے ہیں۔

اسی طرح مختلف ضروریات کے پورا کرنے کو مناسب اور موزوں لوگوں کا انتخاب۔ یہودیوں اور منافقین کی کارروائیاں اور خدشات مٹانے کے لئے باوقف تجاویز۔ مؤلفہ انقلوب لوگوں کا خاص خیال۔ اور یہ سب باتیں ایک ایسے ملک میں جس میں کوئی سیاست کوئی اتحاد۔ کوئی گورنمنٹ نہ تھی۔ آپ کی فراست اور دوراندیشی پر دلیل ہیں۔

قدیمیہ میں ۱۴۰۰ھ دماغ آپ کی رائے سے مخالفت تھے ایک ایک نے اس وقت درخت کے نیچے اپنی جان دینے پر بیعت کی تھی۔ اور دہر کر صلح کر لینا اسلام کی تباہی کے مترادف سمجھتے تھے۔ مگر ایک اور صرف ایک صلح عقل اور دماغ تھا۔ جس نے سب کی مخالفت کی۔ اور بظاہر گویا ہر طرح دہر کر صلح کی۔ پھر واقعات نے بتا دیا۔ کہ وہ ذلت نہیں تھی۔ بلکہ اسلام کی فتح اور حقیقی عزت اور ظہور کا آغاز وہی عہد نامہ تھا جس کے سبب مذہبی آزادی فریقین کو ملی۔ اور اسلام اپنے عقلی دلائل اور بکے روحانی اثر سے ایک بلاب کی طرح پھیلا شروع ہو گیا۔

عمر بن خطاب عبید بن جراح اور عقیلہ شخص بھی کوئی گڈ راہے مخالفین اسلام کے پوچھو۔ وہ متفق اللفظ ہیں اس بات پر کہ عمر دنیا کے بے نظیر مدبروں اور عقلمندوں میں ایک ہے۔ رشتہ گوہر تھا۔ پھر اسی عمر رض کو آنحضرت کی مجلسوں میں بار بار غلطیاں

کرتے اور عمل سیکھتے دیکھو پھر استاد اور شاگرد کا مقابلہ کرو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ عمر رض ایک قطرہ تھا اس سمندر کے آگے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

74

نسب کے لحاظ سے چونی کے شرفائیں تھے

اعلیٰ نسب بھی آدمی کا ایک بڑا حصہ ہے۔ جسمانی اور اخلاقی لحاظ سے نسا انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کا نسب۔ انبیاء کا باپ اور مذہبی اقوام کا مورث اعلیٰ پھر اس کے خاندان کی بڑی شاخ یعنی اسماعیل کی نسل۔ پھر اس نسل میں سب معزز قوم قریش۔ پھر قریش میں سب سے عزت اور بڑا شہم پھر اس میں عبدالمطلب صیہ سردار کا پوتا عبد اللہ کا بیٹا اور آمنہ کا نخت ججو۔ کیوں کہ تمام دنیا میں سب سے زیادہ نسا شریف ہو۔ قوم آزاد۔ ملک آزاد۔ حرم خداوندی کے سایہ میں پلنے والا۔ شکل اور صورت میں اس کے سے ہو پو شتاب۔ کریم ابن کریم ابن کریم۔ وہ نبی۔ دماغ عظیم۔ نبی موعود۔ نوحیسیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ غرض اس نے جو یہ کہا۔ "انا سید ولد آدم"۔ تو درحقیقت سچ کہا

اعلیٰ ترین اخلاق

خود دعوے کیا کہ بعثت لا تقم مکادم الاخلاق کلام خداوندی نے تصدیق کی کہ انک لعلی خلق عظیم۔ اور اہل عمر میں حضرت ندیمہ رضی اللہ عنہا نے گواہی دی۔ کہ تو وہ شخص ہے جو صلہ رحمی اور ہمان نوازی کرتا ہے۔ اور جو نایاب اخلاق میں وہ تجربہ میں پاتے جانتے ہیں۔ اور ہر مصیبت کے وقت لوگوں کے لئے سینہ سپر ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کیا تو نہیں ہلاک ہو سکتا ہے مرنے کے بعد راز دار عایشہ رضی اللہ عنہا نے گواہی دی۔ کہ کان خلقہ القرآن۔ وہ تمام باتیں جنہیں قرآن بڑا کہا ہے۔ آپ میں نہ تھیں۔ اور جس کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ سب آپ کیا کرتے تھے۔ پھر تمام قوم نے آپ کو صادق اور امین کا خطاب دے رکھا تھا۔ قرآن نے آج تک دنیا کو چیلنج سے رکھا ہے فقد لبثت فیہ کہ عمر آمن قبلہ اخلا تعلقون کوئی گناہ یا عیب میرا نبوت کے دعوے سے پہلے ثابت کرو قیصر کے ربار میں کفار کا لیڈر اور قریش کی فوج کا جنرل ابوحنینہ اقرار کرتا ہے۔ کہ ہم نے کبھی آج تک اس شخص کو جھوٹا بولتے نہیں سنا۔

ایک ایک خلق بیان کروں تو ایک کتاب بن جائے۔ صورت دو تین پر اکتفا کرتا ہوں۔ شجاعت۔ حین کے موقع پر مخالفت تیر اندازوں کے حملے سے سختی سب علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ اکیلا دشمنوں کے سامنے

آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اور پکار کر کہتا جاتا ہے۔ میں وہ نبی ہوں۔ اس میں جھوٹ نہیں۔ عبدالمطلب کا بیٹا میں ہی ہوں۔ ایک غزوہ میں آپ اکیسے ایک جگہ سو جاتے ہیں۔ دشمن کا سردار سر پر بیچ جاتا ہے۔ اور تلوار سونت کر جگاتا ہے اور کہتا ہے۔ بتا اب اس وقت کون تجھے بچا سکتا ہے۔ وہ شجاعت مجسم ایسے ایسے ہی کہتا ہے۔ اللہ۔ اور اس دہرہ اور رعب اور سبت سے کہتا ہے۔ کہ دشمن کے ہاتھ سے ڈر کے مارے تلوار گر پڑتی ہے۔ علی رض شیر خدا جیسا پادار انسان فرماتا ہے۔ کہ آنحضرت ہمیشہ لڑائی میں سب سے زیادہ خطرناک مقام پر ہوا کرتے تھے۔ اور آپ کے ارد گرد وہی لوگ کھڑے ہو سکتے تھے۔ جو بٹھے بہادر ہوں۔ اور دشمن کی سخت یورش کے وقت ہم آپ کی پناہ لیا کرتے تھے۔

مخفوا اور رحم۔ ۲۱ سال کے دن رات مظالم سہنے کے بعد آپ کہ میں فاسخانہ حیثیت سے داخل ہوتے ہیں۔ کعبہ کے صحن میں کھڑے ہیں۔ بڑے بڑے رؤسا اور اکابر کفار قریش ہوتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ بتاؤ۔ تم سے اب کیا سلوک کیا جائے۔ وہ اپنی بے بسی دیکھ کر یہی کہتے ہیں کہ آپ شریف اور کریم ہیں۔ جو کہیں گے۔ بہتر کریں گے۔ حکم ہوتا ہے۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ نہ صرف یہ کہ کوئی سزا نہیں ملے گی۔ بلکہ تمہارے کئے پر ملامت بھی نہیں کروں گا۔ دشمن جانی ابو جہل کا بیٹا مسلمان ہو کر آیا۔ تو حکم دیا۔ کہ اس کے باپ کا ذکر بڑے الفاظ میں کوئی نہ کرے۔ کیونکہ طبعاً اس سے بیٹے کو رنج پیدا ہو گا۔ چاہتے تو ایک ایک کی گردن اڑوا دیے مگر باوجود اذیتا ہونے کے اور حق کے ہونے کے پھر وہ نمونہ عفو اور کرم کا دکھایا۔ کہ دنیا اس کا مثل لانے سے عاجز ہے۔ طائف کے اوباش کئی میل تک پیچھا کرتے چلے آئے فرلتے۔ کہ مجھے ہوش نہ تھا۔ کہ کدھر جا رہا ہوں۔ سر سے پیر تاک ہو ہمان تھا۔ حکم آہی آیا۔ کہ اگر چاہو۔ تو ابھی عذابا نزل کر دوں۔ فرمایا نہیں مجھے امید ہے۔ کہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے۔ جو ایک خدا کی عبادت کریں گے۔

اقد کا میدان ہے۔ سر زخمی ہو گیا۔ چہرہ میں زردہ گھس گئی۔ چار دانت سامنے کے ٹوٹ گئے۔ اس وقت دعا ہو رہی ہے۔ کہ اے رب میری اس قوم کو بخش دے۔ کیونکہ یہ نادانی سے مخالفت کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ساری عمر کبھی آپ نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا۔ آپ پر دو نو قسم کے زمانے آئے۔ پہلا جوانی۔ مغلوبیت۔ مصیبت۔ مخالفت اور مقلی کا۔ پھر حکومتی فتوحات۔ بادشاہی۔ عزت اور دولت کا۔ دو زمانے

کمال جذب یعنی قوت قدسی

اذھب انت و درک فقامتلا اناھمنا قاعدون
 حضرت موسیٰ کے ماننے والوں نے کہا۔ اور ۳۰ روز پہرے کے بدلہ
 اپنے خداوند کو بکڑا دیتا اور چار سپاہیوں کے ڈر سے
 تین دفعہ سح نامہ صری پر لعنت کرتا۔ یہ نمونہ ہے جو دنیا کے
 دو بڑے مفکر رہنماؤں کے صحبت یافتہ اصحاب نے دنیا کو
 دکھایا۔ باقی سب ان سے نیچے ہی ہیں۔ مگر جو نمونہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے سچی قربانیوں اور
 جان نثاریوں کا پیش کیا ہے۔ اس کا ہزاروں حصہ بھی نہیں
 تاریخ میں کسی جگہ نظر نہیں آیا :

عبداللہ ابن سلول مناقق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی بے ادبی میں کچھ باتیں کہیں۔ اس کے لڑکے کو اس کا علم ہوا
 تو حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر آپ حکم دیں۔ تو میں
 خود اپنے باپ کا سر اڑا دوں۔ حالانکہ میں اپنے باپ کا بڑا
 خدمت گزار ہوں۔ احد کی جنگ میں صحابہ نے جو جان نثاری
 کے نمونے آپ پر تصدق ہونے کے پیش کئے۔ وہ تاریخ و
 میں اب تدریس کے قابل ہیں۔ ایک دفعہ حضرت عمر
 کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی
 بیسیوں سے ناراض کیا ہے۔ آپ اس وقت الگ بالافغان
 پر تھے۔ حضرت عمر نے مزاج پرسی کو گئے۔ دربان نے انکو
 اندر نہ جانے دیا۔ وہیں سے آواز دی۔ یا رسول اللہ!
 عمر اپنی بیٹی حفصہ کی سفارش کے سے نہیں آیا۔ اگر اشارہ
 ہوتا۔ تو حفصہ کا سر کاٹ کر قدموں میں لادالوں۔ غرض
 ایک شراب عشق محمد تھی۔ جو تمام صحابہ نے پی لکھی تھی
 یہی وجہ ہے کہ آپ کا ہر قول و فعل ہر حرکت و سکون انہوں
 نے عاشقانہ نظر سے دیکھا۔ اور ہم تک پہنچا۔ وہ شیخ
 رسالت کے پروانے تھے۔ اور آپ کی قوت قدسی کا نمونہ
 پس ثابت ہوا۔ کہ جیسا کہ آپ کی جسمانی اور اخلاقی حالت
 نہایت خوب اور عالی تھی۔ اسی طرح آپ کی روحانی قوت
 بھی کمال درجہ کا جذب اور اثر اپنے اندر رکھتی تھی :

شراب شرب کی گھٹی میں پڑی تھی۔ مگر گھر بنتی تھی۔
 اور کم از کم پانچ وقت پیا جاتی تھی۔ آپ کا نقیب حکم پا کر
 نکلا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ آج سے شراب حرام۔ اسی وقت
 مدینہ میں متنی شراب تھی۔ سب لندھا دی گئی۔ گلیوں میں پاش
 کے پانی کی طرح بہتی تھی۔ پھر پتہ نہ لگا۔ کہ شراب کہاں گئی
 وہ عادی شرابی کس طرف غائب ہو گئے۔ لوگوں نے برتن تک
 توڑے۔ جن کی رگوں میں بجائے خون کے شراب دو ڈاکڑی
 تھی۔ ان کے منہ سے پھر کسی نے اس کا نام بھی نہیں سنا۔
 کیا یہ تعجب نہیں۔ کہ ایک فرد و مدائن پر لڑنے عرب کے ان

میں اپنے وہ کمال اخلاق کا دکھایا۔ کہ دنیا جیت گئی
 بدندان سے۔ پہلے زمانہ میں صیا عفت۔ صدق۔ امانت
 صبر۔ وقار۔ قناعت۔ استقلال اور استقامت۔ بیخوف
 تبلیغ۔ اووالعزمی وغیرہ اخلاق نہایت نمایاں طور پر
 ظاہر ہوئے۔ اور دو ستر زمانہ میں رحم۔ کرم۔ بخفو
 بخشش۔ سخاوت۔ ثابت قدمی۔ ایثار۔ چشم پوشی
 شجاعت۔ اطاعت قانون۔ پابندی عہد۔ علم۔ خاکساری
 اور دنیاوی راحت و آرام سے کنارہ کشی جین معاشرت
 غرض کہاں تک بیان ہو سکے

ذوق تالف قدم ہر کجا کہ سے مگر
 کرشمہ دامن دل می کشد کہ عا اینجاست

کمال علم

علم انسان کی بہترین زینت بلکہ مدعاے انسانیت ہے
 آدم کا کمال اس کا علم ہے۔ علم کی اتنی پیمائش کہ تمام عمر خدا
 سے ریت زدنی علم کا ہی سوال رہا۔ اگر علم کا اتھاہ
 سمندر دیکھنا ہو۔ تو قرآن اور احادیث کا مطالعہ کرو۔ پھر
 ان جو امح الکلم کو دیکھو۔ جو اپنے بیان فرماتے ہیں۔ اور
 جن میں ایک ایک فقرہ میں علوم کے خزانے ہیں۔ پھر آپ کی
 زندگی کو دیکھو۔ کہ بے نظیر جرنیل۔ بے نظیر خلیفہ بے نظیر
 مرشد۔ بے نظیر مفتی۔ بے نظیر مجسٹریٹ۔ بے نظیر مدرس
 بے نظیر فائدہ۔ بے نظیر باپ۔ بے نظیر دوست۔ بے نظیر
 مدبر۔ بے نظیر مبلغ۔ غرض کوئی شعبہ زندگی کا ایسا نہ تھا
 جس میں آپ کا کمال حسن ظاہر نہ ہو۔ پھر نہ حکم دیا۔ اس میں
 حکمت تھی۔ پھر علم کا وہ سمندر کہ اسلام کا ہر شعبہ آپ کے
 اقوال اور افعال کی بنا پر قائم ہوا۔ پھر آج تک پیشگوئی
 آئندہ کی پوری ہوتی چلی آرہی ہیں۔ پھر قیامت۔ برزخ۔ حشر
 نشر۔ جنت و دوزخ کا تفصیلی علم۔ پھر سب سے زیادہ ضروری
 اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کا علم جو گویا دنیا میں بالکل
 موجود ہی نہ تھا :

کمال تعلیم

جو تعلیم اور شریعت آپ دنیا کے لائے۔ اس میں ایسی خصوصیات
 ہیں۔ جو کسی اور تعلیم میں نہیں ہیں۔ وہ آسان ہے۔ وہ عالمگیر
 ہے۔ وہ مکمل ہے۔ وہ مدلل ہے۔ یہ چاروں باتیں دنیا
 کی کسی بہتر سے بہتر شریعت یا تعلیم میں بھی پائی نہیں جاتیں
 یا تو ان میں مشکل اور ناقابل عمل باتیں ہیں یا وہ مختص القوم
 یا مختص الممالک ہیں۔ یا وہ غیر مکمل ہیں یا وہ بے دلیل زبردستی
 منوائی جاتی ہیں۔ ان کے ساتھ عقلی دلائل نہیں بیان کی گئے

ایندوں۔ گنواروں۔ جاہلوں۔ مشرکوں۔ تو ہم پرستوں جھوٹوں
 ڈاکوؤں۔ قاتلوں۔ شرابیوں۔ چوروں۔ ترانیوں۔ غاصبوں
 خانتوں۔ کینہ و رددوں۔ بے باؤں۔ مفلسوں۔ مفردوں۔ ہرگز
 بے غیرتوں اور قستہ بردازوں کو تھوڑے عرصہ میں تھی۔ نیک
 صالح۔ صدیق۔ عقلمند۔ عالم۔ غنیف۔ منظم۔ مدبر۔ امین۔ باحیا
 دیندار۔ شجاع۔ صاحب اخلاق حسنة۔ امیر۔ حاکم۔ بادشاہ اور
 اہل اللہ بنا کر دنیا کا استاد۔ فتح اور صلح بنا دیا۔ جسے اللہ علیہ
 وآلہ وسلم

کمال کامیابی

آپ کی کامیابی بھی بے نظیر اور مستقل تھی۔ آپ کے دعویٰ کے
 وقت تمام شہر تمام قوم اور تمام ملک آپ کا مخالف تھا۔ اور
 جو ظلم آپ پر یا آپ کے ماننے والوں پر کئے گئے۔ وہ سکرانہ
 کے روٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر ۲۳ سال کے قلیل عرصہ
 میں تمام ملک عرب آپ کے آگے اپنا سر جھون کر دیا۔ اور
 لا الہ الا اللہ کے سوا اور کوئی بت یا معبود اس سر زمین
 میں باقی نہ رہا۔ مخالفین اور ان کے حمایتی جتنے معبود تھے۔ سب
 ہار گئے اور پیروں میں آگے۔ یہ تو فوزی کامیابی تھی :

مقبول کامیابی یہ کہ اسلام تمام متمدن اور مہذب دنیا پر
 قلیل عرصہ میں پھیل گیا۔ اور جڑ پکھوڑ گیا۔ پھر سب پر کامیابی یہ
 دنیا سے شرک کا نام اٹھ گیا۔ اس وقت تمام مذہبی قومیں جو وہ
 کی مدی اور ایک خدا کی قائل ہیں۔ اور یہ پھیل اس کا اللہ اکا اللہ
 کی آواز کا نتیجہ ہے۔ جو ۱۳۰۰ سال ہوئے۔ عرب کے ریگستان کے
 بلند ہوئی تھی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ علاوہ توحید کے اسلام کے
 دوسرے اصول اور مسائل علی طور پر دوسری قومیں مفید
 سمجھ کر اپنے اہل داخل کر رہی ہیں۔ مثلاً طلاق۔ فسخ۔ شراب
 اور نشوں کا ترک کرنا۔ مشورہ سے کام کرنا۔ گوشت خوری
 سو پروردگ تمام۔ مردوں و عورتوں کا الگ الگ رکھنا
 وراثت میں لڑکیوں اور عورتوں کو حصہ دینا۔ خستہ کرنا
 حلال حرام کی تمیز۔ رشتوں میں۔ کھانوں میں۔ سکائی میں وغیرہ

ایک عظیم الشان کامیابی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ اور کسی انسان کو دنیا میں حاصل نہیں
 ہے۔ وہ یہ کہ آپ پر کروڑوں انسان ۱۳۰۰ سال سے ہرگز
 ہر وقت اور ہر گھڑی زمین کے ہر ملک اور ہر حصہ میں روئے
 بھجھتے ہیں۔ اور آپ کے لئے خاص رحمتیں اور خاص برکتیں
 کدعا کرتے ہیں۔ اگر دعا کوئی چیز ہے۔ اگر اس میں کوئی اثر
 ہے۔ اور انسان کی توجہ میں کوئی طاقت ہے۔ اور کوئی خدا
 اس زمین و آسمان کا ہے۔ جو دعاؤں کو سنتا اور انکو قبول

شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب نسی قاسم علی خان صاحب امپوری)

یارِ بادہ مضامین سے شایانِ محمد

ہر لفظ سے ہو جلوہ نما شانِ محمد

دل میں ہو وہ نورِ نوح تابانِ محمد

کھل جائیں زبان سے گلِ بستانِ محمد

ہر مصرعہ نظم ایک علمدارِ نشا ہو

ہر شعر ہو آئینہ احسانِ محمد

ہو نظم میری نعتِ محمد کا سینما

ہر حرف تماشائے گلستانِ محمد

وہ زینتِ کونین ہے ایوانِ سات

بے خالق کونین شتاخوانِ محمد

لے مر جیا شوریدہ سرانِ محمد

لے صلی علیٰ نورِ نمایانِ محمد

ہے شور یا میکدہ مصطفوی کا

نور و ناپ ہے اب نالہ ستانِ محمد

افلاک بھی ہیں وجد میں ہے رقص میں عالم

بل بے اثرِ نعمتِ زندانِ محمد

لولاک لہا سے یہ سدا گو بخ رہی ہے

وہ کون ہے جس پر نہیں احسانِ محمد

کچھ نکتہ افلاکِ حمیدہ پر نہیں ہے

ہر جن کی رگ رگ میں ہے ریحانِ محمد

لے دیدہ مدہوش لگا سر مہتی میں

ہر خوبی پہ ہے منت احسانِ محمد

وہ ذاتِ مقدس نہیں دنیا میں نظر

لیکن ہے عیاں حسنِ غلامانِ محمد

غیروں کے سلوک آپ کا اختیار ہے پوچھو

اپنے تمہیں سو جان سے قربانِ محمد

ہر مدعی علم و ہنر خلقِ و کرم کا

بیکر سے ہے استادِ دبستانِ محمد

جیواں بھی بھلائی کو نہیں بھولتا ہرگز

انفوسِ بشر بھولے جو احسانِ محمد

ہٹ جائے ذرا چودہ صدی پیچھے زمانہ

اکھ جائے ذرا دیر لو یہ خوانِ محمد

پھر دیکھو درندہاں جہاں میں کہیں انسان

پھر سمجھو کہ کیا چیز ہے قرآنِ محمد

میں چوٹ پہ ڈنکے کی یہ کہتا ہوں کہ دانش

شاہوں سے فزوں میں گدایانِ محمد

وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ثبوت کے لئے یہی مشاہدہ کافی ہے۔ کہ آپ کی بعثت سے آج تک کسی اور نبی کے متبع نہ ہوئے۔ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ مجھے اپنے نبی کے فیض سے آپ کا کلام اور الہام کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ فیض آپ کے آنے کے بعد صرف امتِ محمدیہ کے ہی مخصوص اور محدود ہو گیا ہے۔

جس میں آج تک ہزاروں لاکھوں ایسے گذرے ہیں۔ اور موجود ہیں۔ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے فیض دروازہ کلامِ الہامی کھلا۔ اور خدا تعالیٰ کا دصال اور قرب نصیب ہوا۔ پس اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ کہ آپ لوگوں کو خدا سے ملاتے اور ہر کلام کرتے ہیں اور آپ کی مخالفت۔ آپ کی مشائخ آپ کی متابعت اور آپ کی محبت خدا تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ ہے۔ جتنا جتنا کوئی اخلاق میں۔ عادات میں۔ عبادات میں علم میں۔ محبتِ الہی میں آپ کا مشاہدہ ہوتا جاتا ہے۔ اتنا ہی خدا کے نال اس کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر مقام وصل الہی یعنی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتا ہے۔ اور یہی وہ شفاعت ہے۔ جو دنیا میں نالوں کے لئے آپ کے فیض سے جاری ہے۔ اور آخرت میں یہی ایک پٹے پیمانہ پر ظاہر ہوگی کسی اور نبی کا اتباع آپ کے شخص کو اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں بنا سکتا۔ نہ کسی اور شریعت پر عمل کرنا اسے کسی درجہ کا دارث کر سکتا ہے۔ اب یہ رستہ محمد اور صرف محمد میں ہو کر مل سکتا ہے جسے شوق ہو اور ضرورت ہو۔ وہ لٹے۔ اور اسی دروازہ کے رستہ سے محبوبان کے دربار میں حاضر ہو۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

یحببکم اللہ۔ ہم خود گواہ ہیں کہ اس زندہ نبی کے فیض سے یہ زمانہ بھی محروم نہیں رہا۔ اور حضرت مسیح موعود اور مہدی مہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا پتہ بڑی شان اور تجلی سے دنیا میں ظاہر ہوا۔ والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ وعلیٰ المبعوثین

کیا تیرا در سے تو کیا چیز ہے و نتر حق بیوی کا کیا کیا ہے یفرمانِ محمد کس نے یہ بتایا تمہیں فرق حق و باطن شاہد نہیں کیا آج یہ فرقانِ محمد

یہ سلطنتِ احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

کرتا ہے۔ تو پھر یہ بھی یقینی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کوئی شخص ایسا نہیں۔ جو اس فیض اور نعمت سے بہرہ یاب ہوا ہو۔ آپ کو دنیا میں سب سے افضل اور سب سے زیادہ موردِ رحمت الہی ثابت کرنے کے لئے یہی اور صرف یہی ایک خصوصیت کافی تھی۔ اگر اور کوئی نہ بھی ہوتی۔ پس جو شخص یا یوم یا مذہب دعا کا قائل ہے۔ اسے اس کا بھی قائل ہونا پڑے گا۔ کہ محمد رسول اللہ دنیا میں اکیلا انسان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی خاص رحمتوں اور برکات کا مورد ہے۔ اس کے برابر تو کیا کوئی اس کا پاسنگ بھی نہیں ہے۔

مخلوق پر کمالِ شفقت اور خالق کے کمالِ محبت مضمون لیا ہو گیا۔ کیونکہ حکایت لذیذ بود۔ دراز تر گنتم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخلوق پر شفقت پر لعلک یا خح نفس الایکوا مومنین گواہ ہے۔ انسان تو انسان جانور تاک آپ کی شفقت سے محروم نہیں کہ زندہ در گور کرنا آپ نے بند کیا۔ عورتوں اور لڑکیوں کو اپنے ورثہ دیا۔ مشد کرنا آپ نے موقوف کیا۔ غلاموں اور دیوانوں عورتوں غرض ہر گے ہوئے انسان کو اٹھا کر اپنے آگے بڑھایا پھر کفار کا یہ کہنا کہ محمد اپنے رب کے عشق میں دیوان ہو گیا ہے اس محبت کے سمجھ لینے کو کافی ہے۔ جو آپ کو اپنے خدا سے تھی۔ یہاں تک کہ دم دصال بھی بالرفیق الاعلیٰ کے ہی کلمات منہ سے سنانی دیتے۔

کمالِ حسن و ہی دل پسند ہے۔ جو عارضی نہ ہو۔ بلکہ دیر پا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف حسنِ جسم تھے۔ بلکہ احسانِ مجسم بھی تھے۔ آپ کی خوبیاں آپ تک ہی محدود نہیں تھیں۔ بلکہ ان میں یہ بھی کمال ہے۔ کہ جو شخص جتنا جتنا آپ کی اتباع اور محبت کے ساتھ ان کو اختیار کرے۔ اتنا اتنا وہ بھی متبیل بارگاہِ الہی ہو جاتا ہے۔

جب سے اس جہاں میں آپ کا وجود ہوا سنت الہی یہی ہو گئی۔ کہ درگاہِ الہیت میں داخلہ کے لئے پہلے ہی پوچھا جاتا ہے۔ کہ تم محمد کی امت میں ہو یا نہیں۔ دوسرا سوال یہ ہوتا ہے۔ کہ محمد سے کتنی مشابہت پیدا کی ہے۔ ان دونوں سوالوں کے تسلی بخش جواب پر اتنا اتنا احدیت میں داخلہ کی اجازت ہوتی ہے۔ اور حسابِ مراتب جگہ ملتی ہے۔ تمام پہلی شریعتوں کے طومار لپیٹ گئے۔ اور تمام گذشتہ انبیاء کا سکہ منسوخ ہو چکا۔ اب صرف ایک شریعت تاریخِ الوقت اور ایک نبی زندہ نبی ہے۔ اور تا قیامت زندہ رہے گا اور

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

یہ سلطنت احمد والا ابدی ہے ہے مگر وہی طرح سے میدانِ محمد ہے احمد موعود وہی سیدِ دلا محمود ہے سردارِ جوانانِ محمد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کیلئے کامل نمونہ ہیں

(حضرت مولانا مولوی شہیر علی صاحب - بی۔ اے کے قلم سے۔)

غرض ایسے شخص کے لئے جو دنیا میں کامل نمونہ پیش کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہو۔ یہ ضروری ہے کہ اس کی زندگی اس طرح پر واقع ہوئی ہو۔ اور اس کو ایسے حالات میں سے گزرنا پڑا ہو کہ اس کو تمام انسانی اخلاق کے احسن اور اکمل طور پر ظاہر کرنے کا موقعہ ملا ہو۔ تاہم تمام انسانوں کے لئے اور زندگی کے تمام شعبوں کے لئے اور ہر ایک قسم کے حالات اور معاملات میں ایک کامل نمونہ عملی زندگی میں دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ مثلاً اگر اس کے ہاتھ میں کبھی مال نہیں آیا۔ تو وہ سخاوت میں کیا نمونہ دکھائے گا۔ اور اگر وہ کسی خطرہ میں نہیں ڈالا گیا۔ تو وہ شجاعت میں کیا نمونہ دکھا سکتا ہے؟

یہ وہ شرطیں ہیں۔ جن کا عقلاً ایک ایسے شخص میں پایا جانا ضروری ہے جو دنیا کے لئے بطور ایک کامل نمونہ کے مبعوث کیا گیا ہو۔ اور جس شخص میں یہ دونوں باتیں کامل طور پر نہ پائی جاتیں وہ اس بات کا حقدار نہیں۔ کہ اسے دنیا کے سامنے بطور کامل نمونہ پیش کیا جائے۔

اب ہم ان تمام مادیان دین پر نظر کرتے ہیں۔ جن کو مختلف قومیں بطور کامل نمونہ کے دنیا کے آگے پیش کرتی ہیں۔ اور ان میں صرف ایک ہی ایسا وجود دیکھتے ہیں۔ جس میں یہ دونوں شرطیں اکمل اور اتم طور پر پائی جاتی ہیں۔ اور وہ اکیلا انسان نبی عربی فداہ امی و ابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تمام قوموں کے ہادیوں میں ہی ایک مقدس وجود ہے۔ جس کی زندگی میں لالہ نقائے نے ان دونوں شرطوں کو جمع کر دیا اور صرف آپ ہی کی ذات بابرکات ہے۔ جن کی زندگی کا کوئی ٹکڑا تاریکی کے پردہ کے نیچے چھپا ہوا نہیں ہے۔ جن کی زندگی کے تمام ضروری حالات ولادت سے لے کر وفات تک تاریخ میں محفوظ ہیں۔ جن کے بچپن کے اخلاق اور عادت کی گواہیاں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جن کے زمانہ شباب کا پاکیزہ رویہ ایسے لوگوں کی شہادتوں سے ہم تک پہنچ چکا ہے۔ جن کو دن رات آپ کی مہر زندگی کے مطالعہ کا موقعہ ملتا تھا۔ اور جن میں نہ صرف آپ کے قریبی رشتہ دار شامل ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے باوجود مخالفت نہر ہی آپ کی پاکیزہ زندگی کی شہادت دی۔ اور ان شہادت دیتے دلوں میں ابو جہل اور امیہ بن خلف جیسے دشمن بھی شامل ہیں۔ اور پھر زمانہ بعثت سے لے کر وفات تک کے حالات ایسی تفصیل کے ساتھ ہمارے پاس موجود ہیں۔ کہ اس کی مثال تمام گذشتہ انبیاء میں سے کسی کی زندگی میں بھی قطعاً نہیں ملے گی۔ آپ کے دن کے افعال اور آپ کی رات کی زندگی نہایت باریک تفصیل کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ کا شب و روز کا عہد آمد ایسی صفائی کے ساتھ ہمیں نظر آ رہا ہے۔ کہ گویا ہم خود اس زمانہ میں موجود اور آپ کی زندگی کے حالات کو

کی زندگی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور اگر دولت مند لوگ اس سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیں۔ کہ مالدار ہو کر ان کو کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اور کس طرح اپنے اموال کو یہی۔ مساکین اور بے کسوں کی امداد کے لئے صرف کرنا چاہئے تو ایسے شخص کی زندگی ان کے لئے کوئی عملی نمونہ مہیا نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اگر ایک شخص ہمیشہ اپنے ظالم دشمنوں کے ہاتھ سے دکھ اٹھاتا رہا ہو۔ اور کبھی اس پر کوئی ایسا وقت نہ آیا ہو کہ اس کو اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا ہو۔ تو ایسا آدمی اس امر میں تو بے شک نمونہ بن سکتا ہے۔ کہ دشمن کے جو رستم کو کس طرح صبر سے برداشت کیا جائے۔ لیکن اس کو اس بات کا عملی نمونہ دکھانے کا موقعہ نہیں ملا۔ کہ اگر اس کو اپنے خونی دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوتا۔ تو وہ ان سے کیسا سلوک کرتا۔ اور کیسے اخلاق کے ساتھ ان سے پیش آتا۔ آیا اس وقت اس کے انتقام اور غضب کی آگ بھڑک کر ان کو جلا دیتی یا وہ لاتنزیہ علیکم الیوم کہہ کر ان سے محنتانہ سلوک کرتا؟

اسی طرح اگر ایک شخص ہمیشہ محکومی کی حالت میں رہا ہے اور کبھی حکومت کرنے کا اس کو موقعہ نہیں ملا۔ تو ایسا شخص اعلیٰ کے لئے اچھا یا بُرا نمونہ تو پیش کر سکتا ہے۔ لیکن اولیٰ الامر لوگوں کو اس کے نمونہ سے کسی فائدہ کے حاصل کرنے کی توقع رکھنا حاصل ہے۔ وہ کسی امر میں بھی اس سے کسی قسم کا سبق حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ وہ امور ملک داری اور انتظام سلطنت میں ان کے سامنے اپنا کوئی نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ اور نہ وہ قواعد صلح و جنگ میں ان کو اپنے عملی نمونہ سے کوئی سبق سکھا سکتا ہے۔ نہ وہ قوانین کے وضع کرنے میں اس سے کسی قسم کی رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور نہ وہ قوانین کے نافذ کرنے اور عدالت گسٹری میں اس کے نمونہ کی پیروی کر سکتے ہیں۔ اور نہ امور سیاسیہ و تعلقات بین الاقوام میں اس سے کوئی سبق سیکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح اگر ایک شخص نے ہمیشہ خلوت کے گوشہ میں اپنی زندگی گذاری اور اس کو عام لوگوں کے ساتھ کوئی واسطہ اور معاملہ نہیں پڑا۔ تو ایسے آدمی سے اگر عابد اور نادان لوگ کچھ فائدہ اٹھائیں۔ تو اٹھائیں۔ لیکن دنیا اپنے روزمرہ کے معاملات اور تعلقات میں اس سے کسی قسم کی روشنی حاصل نہیں کر سکتی؟

عقلاً کوئی شخص تمام بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ کہلانے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ مندرجہ ذیل دو شرطوں کو پورا نہ کرتا ہو۔

اول۔ اس کی زندگی کے حالات اور اس کا روز و شب کامل تفصیل کے ساتھ دنیا کی نظر کے سامنے ہو۔ اس کے گرد و پیش کے حالات اور کس طرح ان حالات کے ماتحت اس نے اپنی زندگی بسر کی۔ ان سب امور کا مفصل علم ہمیں حاصل ہونا چاہیے۔ اس کی زندگی کا کوئی حصہ ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔ نمونہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ دوسرے لوگ اس کی نقل کریں۔ جس کے حالات کا ہی ہمیں پورے طور پر علم نہ ہو۔ اسے ہم اپنے روزمرہ کے کاموں کے لئے کس طرح اپنا نمونہ بنا سکتے ہیں۔ کامل نمونہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی کامل تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔ اس کا اٹھنا اور بیٹھنا۔ اس کا سونا اور اس کا جاگنا۔ اس کا چلنا اور پھر تاعرف اس کا دن رات کا ہر ایک عمل ایک متحرک تصویر کی طرح ہمیں نظر آتا ہو۔ پھر اس کی زندگی کا کوئی بڑا حصہ گمنامی کی تاریکی میں پڑا ہوا ہو۔ ایسا شخص ہمارے لئے کامل نمونہ نہیں ہو سکتا جس کی زندگی کے اکثر یا ایک بڑے حصہ پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہو۔ اور صرف چند سال کے لئے وہ دنیا کے سامنے ظاہر ہو کر پھر دنیا سے غائب ہو جائے۔ اور ان چند سال کے حالات بھی ایسی تفصیل کے ساتھ محفوظ نہ ہوں۔ کہ اس کی شب و روز کی زندگی ایک آئینہ کی طرح ہماری نظر کے سامنے ہو۔

دوسرے۔ اس کی زندگی ایسے حالات میں سے گزری ہو کہ وہ زندگی کے ہر ایک پہلو کے لئے نمونہ بننے کی قابلیت رکھتی ہو۔ مثلاً اگر ایک شخص نے اپنی ساری زندگی تجرد میں ہی گزار دی وہ ایسے لوگوں کے لئے جو متاہل ہوں۔ کیا نمونہ پیش کر سکتا ہے اور اہل و عیال والے لوگ اس کے عملی نمونہ سے کیا سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی اگر ایک شخص ہمیشہ ناداری اور غربت کی حالت میں مبتلا رہا ہو۔ اور اس نے مالدار ہو کر کبھی اپنا نمونہ دنیا کے سامنے پیش نہ کیا ہو۔ تو ایسی صورت میں غربا اور مساکین تو بے شک اس سے کچھ نہ کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ غربت کی حالت میں اس نے کوئی قابل تقلید نمونہ پیش کیا ہو۔ لیکن ایسے لوگ جو افلاس کی مصیبت میں مبتلا نہیں۔ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ پس پہلی شرط ایک بے نظیر
 رنگ میں آپ کے مبارک وجود میں پوری ہوتی ہے +
 پھر میں طرح آپ کی مبارک ذات میں پہلی شرط ثابت
 حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی۔ اسی طرح ایک معجزانہ رنگ
 میں دوسری شرط بھی صرف آپ کی ہی زندگی میں پوری ہوئی
 نظر آتی ہے۔ علیم و خیر خدا کے دست قدرت نے آپ کو
 ایسے انقلابات میں سے گزارا کہ ۲۳ سال کے مختصر عرصہ میں
 آپ نے زندگی کے ہر ایک شعبہ میں نوع انسان کے لئے
 ایک کامل نمونہ پیش فرمایا۔ اور کوئی انسانی خلق نہیں جس
 کے ظاہر کرنے کا آپ کو پورا پورا موقع نہ دیا گیا۔ جب اس
 پہلو سے ہم آپ کی زندگی پر نظر کرتے ہیں۔ تو خدا کی قدرت
 کا ایک ہاتھ نظر آتا ہے۔ جیسا قرآن شریف اس لحاظ سے
 ایک معجزہ ہے۔ کہ باوجود ایمان کے وہ تمام الہی حقائق پر جاو
 ہے۔ اور کوئی دینی حقیقت ایسی نہیں۔ جو اس میں نہ پائی جاتی
 ہو۔ اسی طرح آپ کی نبوت کی زندگی بھی اس لحاظ سے ایک
 معجزہ ہے۔ کہ ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں آپ نے زندگی
 کے ہر ایک پہلو کے لئے اور انسانوں کے ہر ایک طبقہ کے لئے
 ایک پاکیزہ اور کامل نمونہ دنیا کی پیروی کے لئے چھوڑا۔ اور
 تمام انسانی اخلاق میں سے کوئی ایسا خلق نہیں جس کا عملی
 نمونہ عین موقع اور محل پر آپ کی زندگی میں نظر نہ آتا ہو۔
 آپ ایک یتیم کے طور پر ایک شریف لیکن غریب خاندان
 میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی آپ میں ایک خاص وقار پایا جاتا
 تھا۔ پانچ گھر میں آپ اپنا کھانا بھی کبھی انگ کر نہیں لیتے تھے۔
 آپ کو اپنی معاش کے لئے مزدوری سے عار نہ تھی۔ چنانچہ آپ
 نے خود بعد میں فرمایا۔ کہ میں چند قراریٹ لے کر اہل مکہ کی بکریاں
 چرایا کرتا تھا۔ آپ نے بعد میں تجارت شروع کی۔ اور دیانت داری
 راست بازی۔ معاملہ کی صفائی۔ اور عہد کی پابندی میں خاص
 شرت حاصل کی۔ آپ کے ارد گرد۔ بت پرستی۔ شراب نوشی
 قمار بازی۔ اور طرح طرح کی بدکاریوں کا بازار گرم تھا۔ لیکن
 آپ کی زندگی ہر ایک قسم کے عیب سے پاک اور صاف رہی۔
 اور آپ نے اپنے ہم وطنوں سے امین اور مدوق کا خطاب حاصل
 کیا۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اور اپنے بزرگوں کی فرمائندگی
 اور صلہ رحمی اور ہر ایک قسم کی نیکی میں آپ معروف رہے۔ اور
 ہر ایک قسم کے پسندیدہ خلق سے آپ متصف تھے۔ ۲۵ سال
 تک آپ مجرور رہے۔ اور یہ زمانہ آپ نے نہایت عفت اور
 پاکیزگی کے ساتھ گزارا۔ اس کے بعد آپ نے ۴۴ سالہ بیوہ
 سے شادی کی۔ اور ۵۰ سال کی عمر تک آپ نے نہایت قناعت
 سے اس کے ساتھ نباہ کیا۔ آپ کا پال چلن ایسا پاکیزہ تھا۔
 کہ نیک فطرت لوگوں نے آپ کا دعویٰ سنتے ہی آپ کی صداقت

کا اقرار کیا۔ اور بد فطرت لوگوں کو بھی یہ گناہ چڑھا۔ کہ ہم آپ
 کی تکذیب نہیں کرتے۔ لیکن ہم آپ کے لئے ہونے والے رین کو
 قبول نہیں کر سکتے۔ دعویٰ نبوت کے بعد آپ کی سخت مخالفت
 کی گئی۔ آپ کو اور آپ کے متبعین کو سخت دکھ دیا گیا۔ اور
 اللہ تعالیٰ نے ان شدائد اور تکالیف کے زمانہ کو ۱۳ سال تک
 لمبا کر دیا۔ اور آپ کے خیر خواہ چچا اور آپ کی نگہ ساریوی کو
 بھی آپ سے جدا کر لیا۔ اور آپ کے لئے کوئی ظاہری پناہ کی
 جگہ نہ چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لئے کیا۔ اور اس
 تکلیف کے زمانہ کو اس قدر لمبا اس لئے کر دیا۔ تا آپ کا
 صبر اور استقامت دنیا پر پورے طور پر واضح ہو جائے۔ آخر
 آپ نے خدا تعالیٰ کے اذن سے اپنے متبعین سمیت ایک
 دور کے شہر میں جا کر پناہ لی۔ مگر دشمن نے وہاں بھی چھپا نہ چھپا
 بلکہ تمام ملک عرب کو آپ کے خلاف بھڑکا دیا۔ تب اگرچہ آپ
 کی جماعت کمزور اور قلیل تھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ سے اذن
 پا کر آپ نے اپنی حفاظت کے لئے اور اسلام کو دشمن کے ہاتھ
 سے بچانے کے لئے دشمن کا مقابلہ کیا۔ اور باوجود اپنی جماعت
 کی قلت اور بے سروسامانی کے آپ نے اپنے کثیر التعداد اور
 زبردست دشمن کو جو بار بار آپ کے مقام ہجرت پر چڑھ کر
 آتا تھا۔ ایسی شکست دی۔ کہ اس کا سارا زور اور اس کا سارا
 ٹھنڈ ٹوٹ گیا۔ اور آخر عاجز اور لاچار ہو کر اس نے آپ
 کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ تب آپ نے نہایت فراخ دلی
 سے ان کے سارے جرم معاف کر کے اور ان کے سارے
 مظالم اور جوہر و نقدی کو فراموش کر کے ان کو بھائیوں کی
 طرح اپنے گلے لگا لیا۔
 آپ نے نہ صرف مکہ کے قریش کو مغلوب کیا۔ بلکہ سارے
 ملک عرب کے دشمن قبائل کو زیر کیا۔ اور جنوب سے لے کر شمال
 تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک امن اور آزادی کا مسک
 بٹھا دیا۔ آپ نے جس بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ جن
 مذاہب سے ان کو مغلوب کیا۔ اور جس طریق سے چند سال کے
 عرصہ میں دھٹیوں اور درندوں کی زمین میں امن کی حکومت
 قائم کی۔ جو جو فرمان جنگ کے دوران میں دشمن اور قیدیوں
 سے سلوک اور عہد و پیمان اور صلح و آشتی کے بارے میں جاری
 کئے۔ اور جس شرافت اور شجاعت کے ساتھ جنگ کو چلایا اور
 جس نیک نیتی اور امن پسندی کی روح کے ساتھ صلح کے
 معاہدے کئے۔ اور جس دیانتداری اور راستبازی کے ساتھ
 ان کی پابندی کی۔ اور جو حسن سلوک مغلوب دشمن کے ساتھ
 کیا۔ یہ سب امور مذہب سے عہد سلطنتوں کے لئے اس
 وقت سے لیکر اب تک ایک قابل تقلید نمونہ ہیں۔ اور آئندہ
 بھی رہیں گے۔

جب آپ نے اپنے وطن محبوب سے ہجرت کر کے مدینہ
 اپنا مرکز بنایا۔ اور وہاں کی غیر مسلم آبادی سے باہمی تعاون اور
 مذہبی آزادی کے اصول پر ایک معاہدہ کیا۔ اور بعد میں عرب
 کے تمام قبائل کے ساتھ جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے آپ کو اپنا
 مرکز مضبوط کرنا پڑا۔ اور بعض گرد و نواح کے قبائل کو مغلوب
 کر کے ان کے ساتھ صلح کا عہد و پیمانہ کیا۔ اور امن کے قیام
 کے لئے بعض ضابطہ و قوانین کا اجراء کیا۔ تو اس طرح رفتہ رفتہ
 مدینہ ایک اسلامی سلطنت کا دار الخلافہ ہو گیا۔ اور حالات نے
 آپ کو ایک بادشاہ کی حیثیت دیدی۔ تو اس وقت آپ کے
 کام کا دائرہ نہایت وسیع ہو گیا۔ اور آپ کے تعلقات بڑھ گئے
 اس وقت آپ کے کئی کام تھے۔ مذہبی ہادی اور رہنما۔ اور
 اخلاقی داعی اور سوشل ریفارمر ہونے کے علاوہ حکومت اور
 سیاست کے تمام شعبوں کی باگ ڈور آپ کے ہی ہاتھ میں تھی
 آپ ہی بادشاہ تھے۔ اور آپ ہی کمانڈر انچیف اور سپہ سالار
 تھے۔ آپ ہی شارح اور قوانین کا اعلان کرنے والے تھے۔
 آپ ہی ان قوانین کو جاری کرنے والے اور آپ ہی جج اور
 آپ ہی مجسٹریٹ تھے۔ آپ ہی سیاسی اور پولیٹیکل خدمات کو
 پورا کرنے والے تھے۔ اور جو جو آپ کی سلطنت کے حدود
 وسیع ہوتے گئے۔ تو ان آپ کے کام کا دائرہ بھی وسیع
 ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ سرحدی حکومتوں کے ساتھ تعلقات قائم
 کرنے کی نوبت آگئی۔
 ان کاموں کے علاوہ آپ کے سوشل تعلقات بھی وسیع
 ہوتے گئے۔ اور آپ کے فرائض کی تقسیم اور آپ کے کاموں
 کا دائرہ ایسا وسیع ہو گیا۔ کہ ان کو کسی حد بندی کے اندر لانا
 ایک محال امر ہے۔ مگر جیسا کہ تاریخ گواہی دیتی ہے۔ آپ نے
 ان بے شمار فرائض کو نہایت ہی احسن طور پر ادا کیا۔ اور ہر ایک
 امر میں ایک ایسا نمونہ پیش کیا۔ اور ایسے اصول قائم کئے۔ جو
 تمام انسانوں کے لئے قابل تقلید اور ہر ایک پہلو سے کامل ہیں
 ان مختلف شعبوں کے علاوہ تعلقات کے وسیع ہونے
 جانے کی وجہ سے آپ کو ہر ایک قسم کے خلق کے اظہار کا موقع
 ملا۔ آپ نے ہر ایک موقع پر عین محل اور موقع کے مطابق ہر
 ایک خلق کا نمونہ دکھایا۔ آپ بادشاہ ہوئے۔ مگر آپ نے
 اپنے لئے کوئی شان و شوکت کا سامان نہ کیا۔ بلکہ پہلے کی
 طرح سادہ زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ کے پاس اموال آئے
 مگر آپ نے اپنے لئے ایک جہ بھی جمع نہ کیا۔ بلکہ سارے کے
 سارے اموال غریبوں۔ بیواؤں اور یتیموں کی مدد کے
 لئے خرچ کر دیے۔ اور اپنے لئے ہمیشہ درویشانہ زندگی پسند
 فرماتے رہے۔
 غرض جیسی کامل وہ کتاب ہے۔ جو آپ پر نازل ہوئی

رحمۃ اللعالمین

از جناب حکیم برہم صاحب - ایڈیٹر اخبار شرق گوگھڑو

جناب امام صاحب جماعت احمدیہ نے اقوام مند کو ایک موقعہ دیا ہے کہ وہ ۱۶ جون کو حضرت رسالت مآب صلعم کا ذکر خیر کر کے ثواب دارین حاصل کریں +

چونکہ حضور اقدس صلعم رحمۃ للعالمین ہیں جن کے وجود مسعود کی وجہ سے اہم سابقہ کے انبیا کی بعثت کی طرح دنیا پر وہ آفتیں اور مصیبتیں نہیں نازل کی جاتی ہیں جو آندھیوں اور صیب صداؤں اور طرح طرح کی خونخاک اور بولک تباہیوں کے ذریعہ سے نازل ہوا کرتی تھیں اور انسانوں کی صورتیں اور شکلیں مسخ نہیں کی جاتی ہیں۔ اس لئے جناب امام صاحب نے ہر قوم کو شریک فرمایا ہے کہ غیر مسلم بھی کچھ نہ کچھ شکر احسان عام کا ادا کر سکیں۔ ہمارے اس دعوے کا ثبوت کہ حضور انور صلعم کی رحمت عالم ہے۔ اس دنیا میں ہم اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں کہ ہزاروں ختم کی گراہیاں تمام اقوام میں موجود ہیں اور خود مسلمانوں میں بیوروٹیوں کی طرح بہت سی برائیاں سراست کر چکی ہیں۔ لیکن اعلیٰ حضرت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں اور التجاؤں کا یہ اثر ہے کہ ہماری صورتیں مسخ نہیں ہوتیں۔ ہم پر ابد عام کی گھٹائیں چھانی رہتی ہیں۔ لیکن برستی نہیں۔ اللہ صلی علی محمد و علی آل محمد و علیہم

خدا تعالیٰ کی عنایت ہے کہ عیسائی اور یہودی اور ہندو اصحاب میں ایسے اصحاب گذر چکے ہیں اور اب بھی موجود ہیں جو

اعلیٰ حضرت اقدس و اعظم صلعم کے محامد میں شاکستہ رہتے ہیں۔ اور ہر قوم و مذہب کے عقائد و حکمائے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں جو تاریکی تمام دنیا پر چھانی ہوئی تھی۔ وہ اسی آفتاب رسالت کی نور افشانی سے مٹی اور حریت و مسادات کا سبق حضور نے تمام دنیا کو چھایا۔ اور آج بھی جو لوگ آزادی کا دعوے کرتے ہیں۔ وہ سب سے پہلے کا نشانہ نبوت پر جھگ جاتے ہیں۔ اور تمام دنیا میں اُس جہان آرا کا پر تو نور افشان ہے۔ اور افریقہ۔ امریکہ اور تمام یورپ کے جاہل اور عالم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بے شک و شبہ اسلام کی تعلیم کا مقابلہ مذاہب عالم کی مذہب نہیں کر سکتی۔ اور خدا تعالیٰ نے اسی نظرت پر دنیا کو پیدا کیا۔ اور یہی نظریہ مذہب ہے۔ اور اسی پر ہر مملکت پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے ماں باپ کے رنگ اور طور طریق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔

خدا شناسی اور خدا کی توحید کا علم ہم کو حضور اقدس صلعم ہی نے دیا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ہم

ایسا ہی کامل وہ انسان تھا جس پر وہ کتاب اناری گئی۔ جیسا آپ کی لائی ہوئی تعلیم کامل ہے۔ ویسا ہی آپ کا عملی نمونہ بھی کامل ہے۔ گویا آپ نے اس کامل تعلیم کو اپنے عملی نمونہ میں پورا کر کے دکھا دیا چنانچہ ایک غیبی زکیتہ خاتون نے جس کو دن رات آپ کے عملی نمونہ کا نامیت قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملتا رہا۔ آپ کی نسبت فرمایا: کان خلقہ القرآن۔ جیسے تمام درجہ کے لوگوں کے لئے قرآن شریف میں کامل ہدایت موجود ہے۔ ایسا ہی آپ کی زندگی میں ہر طبقہ کے انسانوں کے لئے کامل نمونہ موجود ہے۔ آپ کی زندگی بچوں کے لئے بھی ایک کامل نمونہ ہے۔ جو انوں کے لئے بھی اور بوڑھوں کے لئے بھی۔ غربا کے لئے بھی اور امراء کے لئے بھی۔ رعایا کے لئے بھی اور حکام کے لئے بھی۔ درویشوں کے لئے بھی اور بادشاہوں کے لئے بھی۔ مذہبی رہنماؤں کے لئے بھی اور سوشل ریفارمرز کے لئے بھی۔ مہمان وطن کے لئے بھی اور سیاسی اور پولیٹیکل انسانوں کے لئے بھی۔ زاہدوں اور عابدوں کے لئے بھی اور دنیا کے کاروباری انسانوں کے لئے بھی مزدوروں کے لئے بھی اور تاجروں کے لئے بھی۔ مجردوں کے لئے بھی اور متاثریوں کے لئے بھی۔ فوجی جرنیلوں اور سپہ سالاروں کے لئے بھی۔ اور مدبران ملک اور اصحاب صل و عقدہ کے لئے بھی۔ بنی نوع کے ہمدردوں اور بہی خواہوں کے لئے بھی۔ اور مصیبت زدوں اور مساکین کے حامیوں کے لئے بھی۔ دانشوران قانون اور منشیوں کے لئے بھی۔ جوں اور مجسٹریٹوں کے لئے بھی۔ غرض آپ کی زندگی تمام بنی نوع انسان کے لئے اور تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے ایک کامل اور مکمل نمونہ ہے۔ اور کوئی انسانی خلق نہیں جس کا اعلیٰ اور بہترین نمونہ آپ کی زندگی میں نظر نہ آتا

زندہ نبی

”سچی محبت اس جاہ و دلال کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ آسمان پر تم نجات یا نہ لگے جاؤ۔ اور یاد رکھو۔ نجات وہ چیز نہیں ہے جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی لاشوں دکھائی ہے۔ نجات یا نہ کون ہے۔ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں۔ اور آسمان کے نیچے نہ اُس کے ہم رتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اور اُس کے ہمیشہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اُس کے افاضہ تشریحی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔ اور آخر کار اُس کی روحانی شفیع رسالی سے اس سچ موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عملت کی تکمیل کے لئے فرضی تھا۔“ (کشتی نوح۔ مصنفہ حضرت سید موعود)

شکر و شکرانہ سے سچ کے ہمیشہ۔ اور اگر ہم یہ کہہ دیں کہ خدا تعالیٰ کو اپنے مادی برحق رسول قبول صلعم کی وجہ سے چھپانا اور سبنا تکہ گناہ نہیں۔ اور اسی لئے کسی دل گرفتہ اور شہیدائے جہاں محمدی نے یہ لکھا ہے۔

باخدا دیوانہ باش و با محمد موشیار
اس ایک مصرع میں جو برقی نشا میں چھپی ہوئی ہیں۔ وہ ہمیشہ دل کو روشن کیا کرتی ہیں۔

آج کل کے جھگڑے اور مذہبی بھڑکے سے نہیں ہیں۔ ہمیشہ یہ ہوا کرتا ہے۔ اور اس اختلاف سے بہت بڑے بڑے مراحل سے بھی ہوئے ہیں۔ مگر جو فرقی لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ گو حرز جان بنائے ہوئے ہیں۔ وہ باوجود سخت اختلافات کے نہ انہم کی عنایت اور رسول اللہ صلعم کی رحمت سے دور نہیں ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہماری زبان اور ہمارے قلم سے چالیس پینتالیس برس کے اندر ایک حرمت بھی کسی لکھنے والے کے عقائد کے خلاف نہیں ٹھکرایا۔ اور فرزند احمدیہ کی بہت کچھ شکر صفت ہم اسی لئے کیا کرتے ہیں کہ ان کے اعمال و عبادت اور اسمائیت کی شان بہت زیادہ سبق آموز ہے۔ اور اس وقت جو تحریک انہوں نے پیدا کی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس سے کتنا عظیم اثر غیر اقوام پر ہوگا۔ اور جس وقت یہ دنیا میں ایک لاجواب کتاب کی صورت میں سامنے آئیں گے۔ تو ہر مسلمان کے دل پر کیسا اثر ہوگا۔

غرض کہ جماعت احمدیہ خصوصیت کے ساتھ اسلام کی خدمت کر رہی ہے۔ اگر یہ اعتراض کے جواب میں نہ معروف ہو۔ تو اس کے خلوص کا درجہ بہت بہت بڑھ جائے۔ مگر تبلیغ عقیدہ کے لئے معتزین کا جواب دینا بھی لازم ہے۔

مگر ہم بذات خاص مناظرے اور ڈیفنس دونوں کے خلاف ہیں۔
از ماہر جز حکایت مہر و وفا پیرس

کامل انسان

وہ انسان جو سب سے زیادہ اور انسان کامل تھا۔ اور کامل نبی تھا۔ اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا۔ جس سے روحانی بعثت و حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی۔ اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین۔ فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
انعام الحجۃ سالکیم صلاہ منصفہ حضرت سید موعود

محسن کا ایک حسان

(ترجمہ جناب مفتی محمد صادق صاحب قادیان سابق مبلغ اسلام ٹیلیوڈ)

دنیا میں کروڑوں انسان آئے۔ اور چلے گئے۔ پر مبارک ہیں وہ بیس رساں استیساں جنہوں نے دنیا میں قدم رکھ کر دنیا کی حالت کو بہتری کی طرف ایک تغیر دیا۔ اور جن کے قدم ہیمنت لزوم سے انسان کی فلاح و بہبودی میں ایک نمایاں ترقی ہوئی ایسے مبارک وجودوں میں سے سب سے بڑھ کر حضرت فخر عالم محسن جہان رہبر انسان رحمۃ اللعالمین محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کا احسان عام اور فیض بے انتہا نہ صرف ہر دھم پر بلکہ تمام ممالک۔ ہر قوم و ملت اور سب زمانے پر ہے۔ اور ان کی زندگی کا سہارا اس میں تھا کہ مخلوق میں ایک ایسا اعلیٰ پایہ کا انسان ہونے والا تھا۔ اور متاخرین کا فخر اس میں ہے۔ کہ وہ اس کی غلامی سے وابستگی کا شرف حاصل کرنے والے ہوئے۔ بیون در طیون جنتیں اور برکتیں اور فضل اور سلام اللہ اور اس کے فرشتوں کے اس پاک وجود پر ہوں۔ آمین۔ تم آمین۔

حضرت سر درو عالم کے الطاف اور احسانات جو نبی نوع انسان پر ہیں۔ ان کا اعداد و شمار کون کر سکتا ہے۔ جن قوموں کو یہ فخر حاصل نہیں ہوا۔ کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر حضور کی غلامی میں علانیہ طور پر داخل ہو جائیں۔ وہ بھی باوجود اپنے آبائی اور نسبی مذہب کی جگہ بندیوں میں مقید رہنے کے اپنے دستور العمل اور قوانین میں حضرت فاطمہ النبیین کے راسخ کردہ قوانین کو داخل کرنا ضروری جان رہے ہیں۔ خواہ وہ الموران کے اپنے مذہب کے کتنے ہی مخالف اور منافق ہوں۔ ہزار ہا باتوں میں سے مثال کے طور پر میں صرف ایک بات اس وقت پیش کرتا ہوں۔ حضرت شاہ دو عالم کے ظہور پر فیوض سے قبل دنیا بھر میں شراب پینے کا عام رواج تھا۔ یہود۔ عیسائی۔ ایرانی۔ ہندو۔ چینی جا پانی کوئی اس نقص سے پاک نہ تھا۔ نہ کسی مذہب میں شراب کی ممانعت کا کوئی حکم تھا۔ سب اس موزی اور ناپاک چیز کو شیر مادر کی طرح حلال جانتے تھے۔ خوب پیتے تھے۔ اور مدہوش رہتے تھے۔ دنیا سے اس ناپاکی کے دفعیہ کے واسطے سب سے پہلے خیاں سب سے پہلا قانون حضرت فاطمہ النبیین نے جاری کیا۔ اور اپنی مروتی قوت سے مسلمانوں کی ساری جماعت میں سے اور اپنی زندگی میں سارے ملک عرب سے اس بدی کو عملی رنگ میں دور کر دیا۔

اللہ اللہ وہ کیا ہی اعلیٰ اور برتر ہستی تھی جس نے دنیا کو اتنے بڑے عذاب اور دکھ سے بچانے کے واسطے ایک ایسے عظیم الشان قانون کی بنیاد رکھی۔ اور دنیا کے خیالات میں ایک ہر اصلاح کی طرف چلا دی۔ اور ایک شاندار جماعت کو اس پر عمل پیرا ہونے کی قوت و روحانیہ عطا فرمادی۔

اللہم صل وسلم وبارک علی محمد وعلی آل محمد اذک حمید

اسی اصلاحی لہر نے رفتہ رفتہ تمام روئے زمین پر ایسا اثر کیا۔ کہ یورپ و امریکہ کی عیسائی دنیا جس کی مذہبی مقدس رسومات میں بھی شراب پینے کا حکم تھا۔ اور عین عبادت گاہوں میں شراب کی چسکی لی جاتی تھی۔ وہ بھی سوچنے لگی کہ شراب پینا ٹھیک نہیں۔ جا بجا ایمپرنس سوسائٹیاں بننے لگیں۔ کروڑوں امراء نے اپنے بیش قیمت عطیات کے ساتھ ایسے انسٹی ٹیوشن قائم کئے جن میں بڑے بڑے لائق ڈاکٹر اور ماہرین شراب کی کیمیاوی ترکیب پر ادراش کے استعمال کے نتائج پر طبی رنگ میں غور کرنے لگے۔ اور بہت سی تحقیق و تدقیق کے بعد انہوں نے فتویٰ جاری کیا۔ کہ اس کا پینا انسانی جسم اور روح کے واسطے سخت مضر بلکہ ہلک ہے۔ اس کو قانوناً حرام کر دیا گیا اور اس کا بنانا اور پینا جرم قرار دیا جائے۔ کروڑوں روپیہ کے خرچ اور صدیوں کے تجارب اور مشاہدات کے بعد یورپ امریکہ کے حکماء اور فلاسفروں نے جو علم حاصل کیا۔ اور اس پر عمل کرنا انسانی زندگی کے واسطے نہایت ضروری سمجھا۔ وہ علم پہلے سے قرآن شریف کے کلام پاک میں موجود تھا۔

اور حضرت حجت حق و آیت رحمن آقا مسلم و ہدی محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج سے تیرہ سو سال قبل اس پر اپنی امت کو عمل پیرا کر چکے تھے۔ اس نبی عربی کے پاس کوئی بے بارے ٹری Laboratory نہ تھی۔ اس فرس اور کیمسٹری کی کتابوں کا مطالعہ نہ کیا تھا۔ اس نے دنیا میں پھر کر شراب پینے والوں کے حالات اور سوانحات کے سٹیٹس جمع نہ کئے تھے۔ پراس کے پیارے اور بھولے منہ سے جو حکمت کا موتی ٹپکا آج دنیا کے سب سے بڑے دانا اور عقلمند کہلانے والے اس کا بچہ اصلاحی کام کے تاج میں لگا رہے ہیں۔

امریکہ جو اس وقت ہر مذہب دنیا میں سب سے آگے بڑھا ہوا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی نے سب سے پہلے پیش قدمی کی۔ اور اس کی پارلیمنٹ کے قانون سازوں نے باوجود عیسائی پادریوں کی سخت مخالفت کے اپنے ملک کے واسطے یہ قانون بنا دیا۔ کہ شراب قانوناً حرام ہے۔ اور اس کا بنانا بیچنا اور پینا ملکی اور قانونی جرم ہے۔ عیسائی پادری اور عیسائیت کے لفظی دلدادہ بھتیجے روتے چلاتے رہے۔

کہ شراب کی بڑی ضرورت گرجے کے اندر عشاء ربانی کی رسم کے واسطے ہے۔ بغیر شراب کے کمیونین جو اتحاد الہی کی سب سے بڑی عبادت ہے۔ ادا نہیں ہو سکتی۔ اس کو ہرگز منفع نہ کیا جاوے۔ بلکہ بعض پادری صاحبان نے گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ بھی وعظ کیا کہ دیکھو بھائیو۔ شراب تو ایسی اچھی چیز ہے۔ کہ خود خداوند یسوع مسیح بھی پیا کرتے تھے۔ اور آپ کے حواری بھی بڑے شوق سے نوش جان فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ایک شادی کے موقع پر برائیوں کے واسطے شراب کی کمی ہو گئی تھی۔ تو خداوند کی ماں نے سفارین کی۔ اور خداوند یسوع نے اپنی مادر مہربان کی سفارش کو قبول کرتے ہوئے ایک معجزہ کے ذریعہ سے پانی کو شراب بنا دیا اور برائیوں نے پیا اور خوشی سنائی پھر جب خداوند نے شراب کو جائز رکھا۔ تو اب کسی کا کیا حق ہے۔ کہ شراب کو ناجائز قرار دے اور عیسائی کہلا کر یسوع کی مخالفت میں قدم اٹھائے۔ بعض پادریوں نے اس طرح بہت شور مچایا۔ لیکن جو دانا پادری تھے وہ محققین علوم کے موید بنے اور انہوں نے کہا۔ کہ یہ سچ ہے۔ کہ انجیل میں یہ سب باتیں درج ہیں۔ لیکن اول تو سو جوہ انجیل میں بعض باتیں الحاقی ہیں۔ دوم جب ہم صد ہا سالوں کے تجربوں اور سائنس کی تحقیقاتوں سے ایک شے کو انسانی جسم کے واسطے نہر قاض اور اس کے اخلاق کے لئے ہلک دیکھ رہے ہیں۔ تو اب انجیل کو کیا کیا جائے۔ ملک اور قوم اور انسان کے واسطے جو امر ہر طرح سے مفید ہے۔ اسے قبول کرنا چاہیے۔ اور اس پر عمل پیرا ہو جانا چاہیے۔ خواہ وہ انجیل کے مخالف ہو۔ یا موافق ہو۔ غرض ان جو شیشے پادریوں کی بات نہ مانی گئی۔ جو چاہتے تھے۔ کہ شراب ملک کے اندر جاری رہے۔ اور امریکن کانگریس اور اس کے صدر نے قانون بنا دیا۔ کہ شراب بنانا بیچنا اور پینا جرم ہے۔

جب عاجز راقم ملک امریکہ میں داخل ہوا۔ تو اس قانون کے اجرا کا وقت آگیا تھا۔ کیونکہ جب کبھی کوئی ایسا قانون بنا جاتا ہے۔ جس کا اثر ملک کی تجارت پر پڑتا ہے۔ تو اس کے لئے کافی ہمت دی جاتی ہے۔ اس قانون کے واسطے بھی دو سال کی ہمت دی گئی تھی۔ اور جب یہ ہمت ختم ہوئی تو شراب پینے والوں نے ایک آخری رات بہت شراب پینے اور شراب کو اوداع کرنے میں گذاری۔ تمام گلی کوچوں میں شرابی لوگ جھگرنگا رہے تھے۔ اور شراب کو دلا کر کرنے کے حکمت کار رہے تھے۔ اور ایک ہنگامہ برپا تھا۔ مگر جب وہ رات ختم ہوئی تو ملک بھر میں امن ہو گیا۔ شراب کی سب دکانیں یک دم بند ہو گئیں۔ اور شراب خانے سب مقفل ہو گئے۔ اور پولیس قانون پر عمل نہ کرنے والوں کو گرفتار کرنے لگی۔ یہ سب کچھ ہوا۔ اور خوب ہوا۔ لیکن قانون میں وہ طاقت

زندگیاؤں نبی خزانہ

(از جناب لوی ذوالفقار علی خاں صاحب برادر اکبر علی برادران)

ادب و مہذبہ اور مدد کس نیاز
مدح او خود فخر ہر مدحت گری

ہست او در روضہ قدس و جلال
وز خیال با و جاں بالا ترے

اے خدا بروے سلام ماراں
ہم برا خوانش زہر پیغمبرے

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک۔

مدارج اوج و رفعت۔ مجاہد حسنہ۔ اعمال قدسیہ۔ تعلیم اعلیٰ۔

اخلاق فاضلہ۔ معجزات منیظیرہ۔ تاثیرات دائمیہ۔ برکات عالمیہ۔

قوت قدسی اور زندگی جاوید کے متعلق خیال کرنا اور کچھ

لکھنا اسی کا کام ہے۔ جس نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہو۔

آنکھوں سے دیکھنا یہ نہیں کہ اس کے وجود پاک اور روتے روشن

کا شاہدہ کیا ہو۔ یہ تو مجھے بھی فخر حاصل ہے۔ کہ اس کے بردہ

کامل و دائم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے

اصل دیکھنا وہ ہے۔ جسے دل کی آنکھوں سے دیکھنا کہتے ہیں۔

یعنی جس نے انوار الہیہ اپنے دل میں پیدا کر لئے ہوں۔ اور اس کا

سینہ الیا منور ہو گیا ہو۔ کہ انوار باہنی اور سیرت حقیقی کے تمام

باریک پہلو اور مدارج روحانی کا مطالعہ کر کے۔ پس جب تک

وہ نظر باریک میں پیدا نہ ہو جس طرح و بیج کا صحیح اندازہ کون

کر سکتا ہے۔

آنحضرت نبی کریم کی خوبیاں اور مدارج اعلیٰ کا صحیح علم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے

ضلعائے کرام کو حاصل تھا۔ اور ہے۔ اس نے اس میدان تجلیات

میں قلم اٹھانا انہیں کا کام تھا۔ اور انہوں نے ہی انجام دیا ہے۔

ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

آنحضرت سردر کائنات و فخر موجودات کی شان میں جو بیہ فرمایا

ہے۔ صحیح ہے۔ اور عین اصل ہے۔

”منتہائے معرفت علم رخت“

اللہ تعالیٰ کی معرفت تمام اسی کو ہو سکتی ہے۔ جس نے

مخبر رسول اللہ صلعم کا صحیح مقام اور اصلی درجہ رفعت دیکھ لیا،

یہی وہ اعلیٰ اور ارفع مقام ہے۔ جس کے دیکھنے کا شوق حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو بیتاب کئے ہوئے تھا۔ اور وہ اپنے معراج

روایت ہے۔ کہ جب حضرت سردر کائنات نے

اپنی مسجد مبارک میں شراب کا حکم سنایا۔ اور سامعین نے

سر تسلیم خم کیا۔ تو ایک صحابی مسجد سے اٹھ کر اپنے گھر کو جاتا

ہوا راستہ میں بلند آواز سے پکار کر یہ اعلان کرتا گیا۔ کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی ممانعت کا حکم سنایا ہے۔ اب

کوئی نہ پیئے۔ جو سنتا گیا۔ اس پر عمل کرنے کا عزم کرنا گیا۔ اور

پھر اس نے شراب کو نہ چکھا۔ رو بھائی اپنے گھر میں بیٹھے تھے

ایک نے اس آواز کو سنا۔ اور اپنے دوسرے بھائی سے ذکر

کیا۔ اس نے جواب دیا۔ اچھا۔ جب یہ حکم ہے تو ہم اس پر عمل

کریں گے۔ پہلے نے کہا۔ بھائی ہمارے گھر میں ایک مشکا شراب

کا ہے۔ اسے گرا دینا چاہیے۔ دوسرے نے کہا۔ ایسی جلدی

کیا ہے۔ جب مسجد میں جائیں گے۔ اس کی بابت دریافت کریں

اگر فی الواقع ایسا ہی حکم ہے۔ تو واپس آکر گرا دیں گے۔ پہلے

نے کہا۔ نہیں میرے بھائی تم غلطی کرتے ہو۔ اگر ہم مسجد میں

گئے اور دریافت کیا۔ اور فی الواقع ایسا ہی ہوا۔ اور ہم نے

واپس آکر شکے کو گرایا۔ تو ہم دوسرے مسلمانوں سے اس

شراب کے لینے میں پیچھے رہ جائیں گے۔ میں اسے برداشت

نہیں کر سکتا۔ اس کو تو بھی توڑو۔ اگر حکم نہ ہوا۔ تو واپس آکر

ایک اور مشکا خرید کر نامشکل نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے ناشی

اٹھائی اور شکے کو توڑ دیا۔

سبحان اللہ۔ کیا پاک جذبات تھے۔ اس پہلوان

حضرت رب جلیس نے اپنے تابعین میں عمل متقبل کی کیا

روح پھونک دی تھی۔ کیسا تزکیہ اس نے اپنی جماعت

کا کر دیا۔ مجھ کیا تھا۔ ایک اکسیر تھا۔ مٹی بھی اس کے ساتھ چھو کر

سونابن جاتی۔ وہ جو دنیا میں سب سے جاہل مانے جاتے تھے

محمد کے طفیل علوم و فنون میں دنیا کے استاد بن گئے۔ اس

وادی غیر ذی شعے کے رہنے والے جن کی خشکی اور بے آبادی

کے سبب کوئی بادشاہ ان کو فتح کرنا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ وہ

اس مجھ پاک کے صدقے دنیا بھر کے فاتح اور مہذب بنے۔

وہ کیا کشش تھی۔ وہ کیا قوت تھی۔ وہ کیا جذب تھا۔ کہ

پیائے مجھ کے منہ سے بات نکلتی اور ہزاروں لاکھوں کے دلوں

میں جا کر ایسی بیٹھتی۔ کہ پھر آسے کوئی نکال نہ سکتا۔

بنی نوع انسان پر۔ بلکہ بے زبان جانوروں۔ چرند پرند بلکہ

اشجار و اثمار پر محمد کی رحیم و کریم ہستی کے بے حد احسانات ہیں۔

لیکن اگر اور کچھ نہ ہوتا۔ تو صرف شراب نوشی کے اثر و ہاک و دنیا

سے خارج کرنے اور ہلاک کرنے کا جو کار بنایا اس رحمۃ للعالمین

کیا ہے۔ یہی اس امر کے واسطے کافی ہے۔ کہ مخلوق قیامت تک اس

محسن کی مدح کے گیت گائے۔ اور اس پر صلوة و سلام بھیجتی رہے

اللہم صل وسلم وبارک علی محمد وعلی آل محمد انک حمید مجید

کہاں جو مذہب میں ہے۔ قانون کی اطاعت لوگ وہاں تک کرتے

ہیں۔ جہاں تک گرفتاری کا خوف ہوتا ہے۔ لیکن مذہب انسان

کے دل پر اثر کرتا ہے۔ اور کسی خوف سے نہیں۔ بلکہ اپنے دین کی

محبت سے انسان اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ یہ خوبی اور یہ برکت

ظاہری قوانین کو حاصل نہیں۔ اس واسطے امریکہ میں قانون

بن جانے کے باوجود شراب بنانے والے اور بیچنے والے اور پینے

والے موجود رہے۔

انہی دنوں میں جبکہ عاجز راقم امریکہ میں تازہ وارد ہوا تھا

اور *Law of Prohibition* یعنی قانون

مانعت شراب جاری ہو چکا تھا۔ میں ایک شہر کے ایک خانقاہ

میں بطور کرایہ دار مہمان کے ٹھہرا ہوا تھا۔ اور کھانا بھی انہی کے

ہاں کھاتا تھا۔ کیونکہ وہاں کے رواج کے مطابق عموماً کھانا کرایہ

میں شامل ہوتا ہے۔ تو ایک صبح جب میں اپنی خواب گاہ کے کمرے

سے جواد پر کی منزل میں تھا۔ صبح کے ناشتہ کے واسطے بیچ آیا۔

تو میں نے دیکھا۔ کہ مالک مکان جو ایک بڑھی عورت تھی وادیا مچا

رہی تھی۔ مینے اس سے ہمدردی سے پوچھا۔ کہ میم صاحبہ آپ کو کیا

تکلیف ہے۔ وہ چلا کر بولی اور اپنے بڑھے فاونڈ کی طرف جو

سامنے کرسی پر بیٹھا تھا۔ اشارہ کر کے کہنے لگی۔ اس بڑھے کو

دیکھو۔ یہ ہر رات شراب پی کر اور دست ہو کر ٹھہکتا ہوا آہر آتا

ہے۔ اور میری جان اس نے تنگ کر رکھی ہے۔ اسے نہ شرم ہے

نہ حیا ہے۔ مینے کہا میم صاحبہ۔ یہ عجیب بات ہے۔ جو میں آپ

سے سن رہا ہوں۔ میں تو اخباروں میں روز پڑھتا ہوں۔ کہ

ملک میں قانون مانعت شراب پاس ہو گیا ہے۔ نہ کوئی بنا سکتا

نہ پی سکتا ہے۔ وہ بولی۔ اور صاحب۔ آپ اجنبی ہیں۔ آپ کو کیا معلوم

آپ اب پہلے سے بھی زیادہ شراب خرید سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ

جانتے ہوں۔ کہ وہ کہاں سے لینی چاہیے۔ اور آپ کی جیب میں

روپیہ ہو۔

غرض قانون تو بن گیا۔ مگر قانون پر اب عمل کون کرے۔ قانون

سازوں میں وہ قوت قدسیہ نہیں۔ جو اس مڑکی نفس میں تھی۔

جس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ کہ شراب نہ پیو۔ اور وہ الفاظ عرب

کے باویشیں اور بادہ نوش لوگوں کے دلوں میں جا کر بیٹھ گئی

وہ جو پانچ وقت دن میں بلاناغہ شراب پیا کرتے تھے۔ وہ ایک

دم اس شراب کو چھوڑ کر پانچ وقت اللہ تعالیٰ کی حضوری میں

عبادت و دعا کے نشوں میں سرمست ہونے لگے۔ اللہ اکبر کیا

روحانی طاقت تھی۔ اس محمد مصطفیٰ اس دستگیر نانوایاں کی

بیس نے شراب کے بھوت کو ایک ہی حملے میں سارے

ملک سے خارج کر دیا۔ اور اگر دنیا اس کے کہنے پر چلتی تو

سفر ہستی سے یہ بدکاری اسی طرح مٹ جاتی۔ کہ آج آثار قدیمہ

کے مجتہد کو بھی اس کا نشان نہ ملتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب جبکہ ہزاروں ہزار طرح کے وسوسوں میں رنگ میں ہستی باریتعالیٰ کے متعلق پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اب جبکہ دشمنانِ صداقت انبیاءِ ایزدی چوٹی کا زور لگا کر سائنس کے کوششوں سے اور کواکب کے علوم سے وحی الہی اور کثوف درو یا کو باطل کر رہے ہیں۔ اور معجزات انبیاء کو محض قصہ پارسیہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو زندہ مذہب ثابت کر دیا۔ اور بروز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرما کر مسیح موعود اور صمدی موعود کے مبارک لقب دیکھا اور خاتم النبیین کا متبع بنا کر نبی کا منصب قائم فرمایا۔ اور اسلام کے ایک فرزند کو تمام دنیا کے آگے پہلوان بنا کر کھڑا کر دیا کہ وہ بائبل بلند منادی کرے۔ کہ سے آؤ لوگو کہ میں نور خدا پاؤں گے۔ لو تمہیں طور تلسی کا بتایا ہم نے اس نے کہا کہ میں خدا ناما ہوں۔ اور وحی الہی کا واسطہ ہوں۔ اس نے اپنے کلام معجزانہ سے دشمنانِ اسلام کی فوج کو درہم برہم کر دیا۔ پادروں اور پینڈتوں کو شکست دے کر دیا۔ ایلیگزینڈر۔ ڈوئی آف امریکہ اور پینڈت آف بنگلہ جبرائیل الدین جمہونی اور صمد اور انسان اس کی صداقت کے گواہ بن گئے۔ لاکھوں کی زندگیوں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی موتیں۔ زمین آسمان۔ حجر و شجر خشکی و تری۔ امن و جنگ غرض کہ بے شمار نشانات اس پہلوان رب جلیل نے دنیا کو دکھائے۔ فلسفیوں کے فلسفہ خشک کو باطل کیا۔ علماء کی ترقی کو قرآن کی صداقت کا گواہ محمد رسول اللہ صلعم کے علوم صافی کا نتیجہ اور رحمت باریتعالیٰ کا سبب بنایا۔ زندہ خدا کی ہستی کو پردہ غیب سے باہر لاکر کھڑا کر دیا اور دکھا دیا کہ محمد رسول اللہ کا ہی مذہب سچا مذہب ہے جس میں اب بھی باخدا لوگ ہیں۔ اور قیامت تک رہیں گے۔ اور اپنے وجود کو اور اپنی جماعت کے ہزاروں قہری نفوس کو جو خدا نے زندہ کا ثبوت ہیں۔ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ خود سینہ پر ہاتھ مار کر دنیا کو چیلنج دیا۔ کہ آؤ میرا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ خدا کے ماتھے کا تم کو تیرا لگ جائے گا! اپنی جماعت ایسی چھوڑی۔ کہ جواب تک اور ہمیشہ قیامت تک خدا نامی کا دعوے کرے گی۔

۱۹۱۶ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح اید اللہ نے شملہ میں نہایت بلند آواز سے تمام دنیا کے لیڈروں کو بلکار کر کہا تھا۔ کہ اگر اسلام کی صداقت کے لئے نشان مانگ کر صداقت دیکھنا چاہتے ہو۔ تو آؤ تھر پریش کرو۔ کہ تمہاری قوم تمہارے ساتھ اسلام میں داخل ہوگی۔ تو پھر جس نبی کا نشان و معجزہ مانگو گے مجھے یقین ہے۔ میرا خدا تم کو دکھا دیگا۔ پس اگر ہمت ہے۔ تو آؤ اور میرا میں کھڑے ہو۔ لیکن کس کی ہمت تھی۔ کہ کھلے ہوئے نشانات کی موجودگی میں جن کے گواہ میں او پر بیان کر آیا ہوں۔ اس شیر خدا کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا۔ یہ وقتی اعلان نہ تھا۔ بلکہ دائمی اعلان ہے۔ کہ خدا اسلام کے لئے ہر صدی میں ایسے وجود پاک پیدا کرے گا جو دشمنانِ اسلام کو صداقت اسلام دکھایا کر بیٹھے۔ اور کہا کریں گے کرامت گرچہ بے نام و نشان است بیابن گرز غلمان محمد

خاتم النبیین کی پاکیزہ زندگی

کا ایک خاص پہلو

از جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب۔ سونی پت
عیاشیوں اور ان کی نقل میں آریوں نے آنحضرت صلعم پر یہ الزام لگایا ہے۔ کہ آپؐ نمود بائبل عیاش تھے۔ اس ذلیل الزام کے رد کرنے کے لئے ہمیں کہیں دور جانے یا باریک در باریک ترانہ اور دلائل لانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حکم سے آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ہم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور آپ کے اقوال اور افعال اور قرآن مجید کی اندرونی گواہی سے ہی ثابت کر دیں گے۔ کہ ایسے الزامات لگانا متعصب دشمن کی محض کور فطرتی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ انبیاء کی ذات مثل آئینہ کے ہوتی ہے۔ اور ان میں معترضین کو اپنی یا اپنی قوم ہی کی حالت نظر آتی ہے۔ جن قوموں نے دنیا کو ظلم و ستم اور تلوار کے زور سے زیر کیا۔ وہ آنحضرت پر تلوار کے جبر کا تمام لگاتارے ہیں اور جن قوموں میں بے حیائی۔ بدکاری۔ زنا اور فسق و فجور بکثرت رائج ہے۔ وہ آپ پر عیاشی اور شہوت پرستی کے الزام لگاتارے رہتے ہیں۔

عرب کی زنا کاری کس نے دور کی؟

عرب میں بدکاری کی وہ کثرت تھی۔ کہ خدا کی پناہ۔ نہ صرف زنا کرتے تھے۔ بلکہ فحش سے اعلیٰ الامعان بیان کرتے تھے۔ رٹھیاں۔ چکلے اور بدکاریوں کے اڈے اور جیسے باقاعدہ ہر قوم اور قبیلہ میں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ کے پاس مدینہ میں ایک وفد آیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ ہم لوگ زنا کار بہت ہیں۔ آپ صرت اس کی اجازت ہم کو دے دیں۔ اور سب طرح ہم مسلمان ہو جائے ہیں۔ مگر آپ نے نہ صرف ان کو اجازت نہ دی۔ بلکہ عرب کے ایک سر سے دوسرے سرے تک بے حیائی اور بدکاری کے سبیل کو بند کر دیا۔ چند سال کے عرصہ میں ایسا نیست و نابود کر دیا۔ کہ تنہا عورت آؤٹ پر بیٹھ کر شمال سے جنوب تک سفر کرتی تھی۔ اور اُسے خدا کے خون کے سوا اور کسی کا خوف نہ تھا۔ یہ نمونہ ملک کے ملک اور ساری مسلمان قوم کو یکدم عظیم کر دینے کا کوئی مصلح کسی زمانہ میں نہیں دکھا سکا یہ تو صرف ایک ہی بے نظیر پاکیزہ عیاشیت کی توت قدسی تھی جس نے ایسا کر دیا۔ ورنہ ایسی حیرت انگیز کامیابی کسی انسان کا کام نہ تھا۔ جہاں یہ ممکن ہے۔ کہ ایک عیاش دنیا سے عیاشی کے سختی کو پلٹ دے۔ اور بدکاری کی جگہ پاک بازی لوگوں کی خلقت میں داخل کر دے۔

عیاشی کے لوازمات

جو لوگ عیاش ہوتے ہیں۔ وہ کبھی اپنے آپ کو۔ حلال عیاشی میں محصور اور محدود نہیں رکھتے۔ بلکہ جب طبیعت اور حالات مطابق ہو جائیں۔ تو یہ عیاشی۔ زنا کاری تک نوبت پہنچاتی ہے۔ اور عیاش طبع لوگ بغیر شراب اور رقص و سرور کے اس عیاشی اور بدکاری سے پوری لذت نہیں اٹھا سکتے۔ پس کیا کوئی عقلمند خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ شخص جس نے اپنی قوم اپنے ملک اپنی امت میں سے زنا کاری بلکہ بد نظری تک کو اڑا دیا۔ شراب اور رقص و سرور کو ممنوع قرار دیدیا۔ وہ خود عیاش ہو سکتا ہے؟

رسول کریم کی پاکیزہ زندگی

آپ نے ۲۵ سال کی عمر یعنی پوری جوانی کی تکمیل تک کمال عفت سے اپنی زندگی گذاری۔ کوئی بدکاری نہیں کی کسی قسم کی بے حیائی کے ترکب نہیں ہوئے۔ کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ نبوت کا دعوے کرنے پر بلکار کر تمام قوم کو چیلنج دیا۔ کہ میں نے تم میں ہی اپنی ساری عمر بسر کی ہے۔ بتاؤ تو سہی۔ کونسا گناہ بھی میں نے کیا ہے۔ اور یہ چیلنج قرآن مجید میں آج تک موجود ہے۔

۴۰ سالہ عورت سے شادی

پھر اس عمر میں شادی ۴۰ سالہ عورت سے ہوئی۔ تو ایک بیوہ ۴۰ سالہ عمر کی عورت سے۔ جس کے دو خاوند فوت ہو چکے تھے۔ اور اس بی بی کے ساتھ ۲۵ سال کمال عفت اور وفاداری گزارے جب حضرت خدیجہ فوت ہو گئیں۔ تو آپ کی عمر ۵۰ سال تھی۔ یعنی بڑھاپا آ گیا تھا۔ عرب میں تعدد و ازدواج کی رسم عام تھی۔ آپ اشرف قوم اور رئیس شہر تھے۔ کیا کوئی اور جوان عورت نہ کر سکتے تھے؟ مگر نہیں۔ باوجود قوی مضبوط ہونے کے آپ نے ایک ضعیفہ سے ہی زندگی بسر کی۔

سودہ اور عائشہ سے نکاح

خدیجہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت سودہ اور حضرت عائشہ سے نکاح کیا۔ سودہ خود ضعیفہ تھیں اور خوش شکل بھی نہ تھیں۔ مگر ان کے خاوند صحابی تھے۔ اور ان کے فوت ہونے کے بعد آپ نے یہی مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کے اس تنگی کے اوقات میں میں خود ہی سودہ رمن سے نکاح کر لوں۔ یہ آپ کا محض احسان تھا۔ عائشہ رمن سے شادی ایک خواب کی بنا پر تھی۔ نکاح ہو گیا۔ اور عائشہ رمن مدینہ میں آکر نکاح کے تین چار سال بعد رخصت ہوئیں۔

باقی ازواج مطہرات

باقی کئی بی بیوں جو آنحضرت صلعم نے مدنی زندگی کے پچھلے دنوں میں کیں۔ وہ سب کی سب بیوہ تھیں۔ کسی کا ایک خاوند مر چکا تھا۔ کسی کے دو۔ اور ہر ایک بچتہ عمر کی تھی۔ اور ان سے نکاح کی وجوہات مجملاً یہ تھیں۔

(۱) عورتوں میں سے نہ سب کی تعلیم کا پھیلاتا ہے
 (۲) بعض کو صرف احسان و مروت کی وجہ سے نکاح میں لانا
 (۳) بعض کو اس لئے کہ تعلقات کی وجہ سے وہ سب قوم
 اسلام لے آئے۔ مثلاً حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا
 (۴) آپ کے گھر میں رہنے کے اوقات کے اخلاق اور عادات
 اور عبادات کے متعلق لوگوں کو علم دینا۔
 (۵) نقد و ازدواج کرنے والے امت کے لوگوں کے لئے
 نمونہ قائم کرنا ہے
 (۶) بعض عورتوں کا کفیل آپ کے سوا کوئی نہیں بنا سکتا تھا۔
 (۷) بعض کفر اور جاہلیت کی رسوم کو توڑ کر دکھانا۔ جیسے
 زینب کے معاملہ میں ہے

غرض آپ نے ساری عمر میں صرف ایک کنواری عورت سے
 شادی کی۔ اگر عیش پرست ہوتے تو ہزاروں کنواریاں حاضر تھیں
 اگر عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی عیش اڑانا مقصود تھا۔ تو اٹھ اور بیویاں
 کر کے ان کی باری ۹ دن کے بعد کیوں کر لیتی ہے

حضرت عائشہ کی گوہری

اسے معترض بہ عمد عائشہ رضی اللہ عنہا
 کی حدیث صحیح بخاری کی جو
 نہایت صحیح کتاب ہے تیرے برخلاف پیش کرتا ہوں۔ تاکہ تو
 شرمندہ ہو۔ اور تجھے معلوم ہو۔ کہ خود عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک دنیا
 میں سے زیادہ اپنی شہوت پر ضبط اور قیفر رکھنے والا وہ
 وجود تھا۔ جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 آنحضرت کے متعلق بیان فرماتی ہیں۔ کان اصالحکم لاریبہ
 یعنی آنحضرت صلعم بہت زیادہ اپنی شہوت پر قابو رکھنے
 والے تھے

یہ بیوی کی گوہری ہے اور اس بیوی کی گوہری ہے جس
 کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ یہ اُس بی بی کی گوہری
 ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کو عیش پرست کہا جاتا ہے۔ یہ آپ کی
 وفات کے بعد آپ کے عظیم الشان کیرکٹر پر ایک تہائی واقف
 کی خود پیش کردہ گوہری ہے۔ یہ گوہری لاکھ گوہری سے بڑھ کر ہے
 پس کیا کوئی ہے۔ جو اسے قبول کرے؟

عائشہ سے محبت کی وجہ

لوگوں نے اس کی بہت
 دوست کہتے ہیں۔ وہ نہایت ذہین اور دین کی عالم تھیں۔ اس
 لئے آپ کو ان سے زیادہ محبت تھی۔ دشمن کہتے ہیں۔ رہے تو جوان
 اور حسین تھیں۔ اس لئے آپ کو ان سے محبت تھی۔ حالانکہ خود
 آنحضرت کا قول موجود ہے۔ اور بخاری جیسی مستند کتاب میں موجود
 ہے۔ کہ کئی دفعہ عرض کیا۔ آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اور بی بیوں سے
 کیوں محبت نہیں۔ فرمایا جب میں اور وہ پاس ہوتا ہوں۔ تو
 خدا کا کلام لانے والا فرشتہ میرے پاس نہیں آتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے

پاس ہوں۔ تو آجاتا ہے۔ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی جسمانی اور روحانی طہارت
 ایسی اعلیٰ ہے۔ کہ جبرائیل ان کے پاس آنے سے نہیں جھکتا۔
 دوسروں کی اس اعلیٰ پیمانہ اور مرتبہ کی نہیں ہے۔ اب معاملہ باہل
 صاف ہو گیا۔ کہ عائشہ کی محبت کی تہ میں ہی خدا ہی کی محبت تھی۔
 کیونکہ محبوب ازلی اور اصلی کا کلام نازل ہوتا تھا۔ عائشہ کی محبت
 عائشہ کی جوانی اور حسن کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ خدا کے کلام کے
 نزل کی وجہ سے ہے۔ گویا خدا ہی کی وجہ سے یہ تعلق ہے انسان
 حسن کی وجہ سے نہیں۔ نہ کسی نفسانی غرض سے۔

دوسرے اخلاق اور حالات

(۱) ایک دفعہ
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ کہ آنحضرت کے اخلاق کیسے تھے۔ حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ کان خلقہ المقدان۔ یعنی آپ کے
 اخلاق قرآن کے مطابق تھے۔ جو بات قرآن میں بری کوئی گئی
 ہے۔ وہ آپ نے کبھی نہیں کی۔ اور جن باتوں کا قرآن نے حکم
 دیا ہے۔ آپ ان پر ہمیشہ عمل کرتے تھے۔ اب اس گوہری کے بعد
 ہم قرآن کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہاں عیاشی کے بارے میں کیا حکم ہے
 اول تو تمام قرآن ایسے احکام سے بھرا پڑا ہے۔ کہ ذرا نہ کرو۔ بلکہ
 نہ کرو۔ کسی بے حیائی ظاہری اور باطنی کے پاس نہ پہنکو۔ دوسرے
 قرآن میں نکاح کے بارے میں حکم ہے۔ کہ مرد یا عورت نکاح
 شہوت رانی کے لئے نہ کرے۔ بلکہ تقویٰ کے لئے اور اپنے
 نفس کی حفاظت کے لئے کرے۔ قرآن مجید میں صاف شرط نکاح
 کی یہ ہے۔ کہ غیور مسلمان تھیں۔ یعنی اسے مسلمانوں کا نکاح
 شہوت رانی کے لئے ہرگز نہ کر۔ بلکہ شہوت کو روکنے اور قبضہ میں
 کرنے کے لئے کر۔ پس اگر آپ کے اخلاق عین قرآن کے احکام
 کے مطابق تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا۔ تو اس میں بھی کچھ
 شک نہیں۔ کہ آپ عیاشی یا شہوت پرست نہ تھے۔ کیونکہ قرآن
 کے رُوسے عیاشی اور شہوت رانی منع اور حرام ہے۔ نہ صرف غیر
 سے۔ بلکہ اپنی بی بی سے بھی ہے

(۲) آپ کے سالے عبداللہ بن عمر جو آپ کے فرزند اور گھر
 میں آنے والے اور بڑے اہل عقل اور اہل علم صحابی ہیں۔
 فرماتے ہیں۔ لسم یکن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاحشاً
 ولا متفحشاً (بخاری) یعنی آنحضرت ہرگز فحش گویا فحش اختیار
 کرنے والے انسان نہ تھے۔ یعنی کوئی فحش یا بے حیائی کی بات یا
 کام نہ آپ سے سنا گیا۔ نہ آپ میں دیکھا گیا۔ پس ایسا شخص جو حیا
 اور پاکیزگی مجسم ہو۔ اس کی بات کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ عیاشی یا
 شہوت پرست تھا۔ کیونکہ ان باتوں کے لئے بے حیائی اور فحش ضروری
 ہے۔ بلکہ پہلا زینہ ہے۔ مجھے اپنے پیشہ کی وجہ سے بہت عیاشی
 لوگوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ
 عیاشی اور بے حیائی اور فحش کوئی لازم لزوم نہیں۔ اور بغیر فحش اور

بے حیائی میں داخل ہونے کے عیاشی آدمی عیاشی اور شہوت پرستی
 کر ہی نہیں سکتا ہے

(۳) دوسری میں آپ کے حیا کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک دفعہ آپ
 کے چچا عباس نے آپ کو نکح کر دیا تھا۔ تو اس فرط حیا سے
 بے ہوش ہو گئے تھے۔ اور بڑھاپے میں حیا کا یہ حال تھا۔ کہ وہی
 راز دار عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت میرے سامنے بے پردہ نہ
 ہوتے تھے۔ نہ مجھے اپنے سامنے بے پردہ کرتے تھے۔ صحابہ کی
 شہادت ہے۔ کہ آنحضرت جوان کنواری لڑکی سے زیادہ حیا دار
 تھے۔ ان شہادتوں کے مقابلہ میں کسی بے حیا کا آپ کو عیاشی یا
 شہوت پرست کہنا کس طرح مان لینے کے لائق ہے۔ جس شخص
 کو اس کے رشتہ دار اس کے عزیز واقارب اس کی بی بی اس کے
 دوست درجہ اول کا حیا دار کہتے ہیں۔ کس کا حق ہے۔ کہ وہ اس
 کی حیا داری پر عورت رکھے۔ سوائے اُس کے جو خود ہی بے شرم ہو۔

اسلامی نقد و ازدواج کیساتھ عیاشی منافی ہے

اگر آپ نے ساری بی بیوں
 بن چیں جن کو حسینہ جلیلہ کی
 تھیں۔ اور شہوت رانی کے لئے
 کی تھیں۔ تو صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رغبت کے کیا معنی؟ اور اگر
 عائشہ ہی کی طرف رغبت تھی۔ تو پھر بہت ساری بی بیوں کر کے۔
 اپنے آپ کو ہر وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنے سے محروم کر دینے
 کے کیا معنی؟ غرض کسی پہلو سے اس اعتراف کو لو۔ یہ ٹھیک ٹھیک
 ہی نہیں۔ آپ کا نقد و ازدواج ایک عظیم الشان قربانی تھی۔ جو
 آپ نے صرف اسلام کی تبلیغ اور طبقہ نسوان میں دین پھیلانے
 اور اپنے حالات کے نشر و اشاعت کے لئے برداشت کی تھی۔ اور
 اس نقد و ازدواج کی وجہ سے ہمیشہ آپ تکلیف میں رہے۔ کبھی
 وہ راحت نہ پائی۔ جو ایک بی بی والے پاتے ہیں۔ مگر چونکہ آپ
 امت کے لئے نمونہ اور اسوہ تھے۔ اور انصاف اور عدل میں دنیا
 میں پہلا نمونہ تھے۔ اس لئے آپ نے یہ سب تکلیف ہماری
 خاطر برداشت کیں

آپ کے زمانہ کے مخالفوں

قرآن مجید میں تمام وہ
 اعتراضات جو آنحضرت
 نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا
 کی ذات پر کفار اور اہل
 کتاب کیا کرتے تھے۔ مذکور ہیں۔ کہیں شاعر کہا ہے۔ کہیں مجنون
 کہیں کاہن۔ کہیں وعدہ آہی پر اعتراض۔ کہیں کتب قدیمہ کی
 پیشگوئیوں کے متعلق۔ غرض ایک ہی فرست ان اعتراضات
 کی ہے۔ جو آپ کی ذات پر کئے گئے ہیں۔ مگر کسی نے اس زمانہ
 میں آپ پر شہوت پرستی اور عیاشی کا اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ
 مدینہ میں یہودی بہت مدت تک رہے۔ اور ضمیر میں تو وہ آپ کی
 وفات کے وقت بھی موجود تھے۔ اور کبھی اعتراض کرنے سے
 نہیں چھوکتے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس یہ اعتراض اس زمانہ کی ہی ایجاد ہے۔ کیا یہ بے
دخوف آپ کی زندگی پر نظر ڈال کر نہیں دیکھتے کہ عیاش آدمی تو
سارا دن گھر میں ہی پڑا ہوتا ہے۔ اور اپنی مشوقہ کے قدموں
سے لگا رہتا ہے۔ نہ یہ کہ تمام دن باہر گزارے۔ اور پھر رات کو اپنی
محبوب عورتوں سے الگ ہو کر اتنی عبادت کرے کہ ٹانگیں اور پیر
سوج جائیں۔ اور لوگوں کو کنا پڑے۔ کہ یا رسول اللہ اتنی عبادت
نہ کریں۔ دیکھئے تو آپ کے پیروں پر کھڑے کھڑے دوام آگیا ہے
کیا یہ عیاش کی علامت ہے۔ کیا کبھی کسی نے یہ بھی کہا۔
کہ یا رسول اللہ آپ اپنی بیویوں کے پاس نہ بھیجے رہا کریں یہ
مناسب نہیں۔ افسوس ہے ایسے معترضوں پر اگر وہ آپ کی
زندگی کا حقیقی پہلو دیکھتے اور آپ کے عشق و محبت کا اصلی مرجع
معلوم کرتے۔ تو ایسے بیہودہ اعتراض کبھی زبان پر نہ لاتے۔

آپ کا دنیا سے تعلق

آنحضرت خود اپنا تعلق دنیا
سے یوں بیان فرماتے ہیں
کہ میرا اور دنیا کا بس اتنا تعلق ہے جیسے کوئی شخص اونٹنی پر
پر سوار کسی ضروری کام کو جا رہا ہو مگر جی کموم اور دھوپ اور
لوہی شدت کی وجہ سے جنگل میں ایک درخت کو دیکھ کر ذرا کی
ذرا اس کے سایہ میں سسٹاے تاکہ گھری بھر دم لے کر پھر آگے اپنے
کام کو روانہ ہو۔ پس جس شخص کے دنیاوی تعلقات اور دنیاوی
راحت و آرام کا یہ حال ہو۔ اور اپنے مشن اور کام کا اتنا فکر ہو۔
اس پر عیاشی اور شہوت رانی کا الزام لگانا کسی نہایت درجہ ظلم
بلع موذی کا ہی کام ہے۔

آخری عمر میں آپ بادشاہ بھی تھے

آخری عمر میں تمام عرب آپ کا
مطیع ہو چکا تھا۔ اور آپ کے
ایک اشارہ پر تمام آرام کے
سامان آپ کے لئے مہیا ہو سکتے تھے۔ مگر آپ نے کبھی بھی
دنیاوی لذات کی طرف رُخ نہیں کیا۔ گھر میں ہمیشہ خرچ کی
تنگی ہی رہتی تھی۔ اسلامی فتوحات شروع ہوئیں۔ اور اموال آئے
تو بی بیوں مطالبہ کے لئے حاضر ہوئیں۔ کہ اب تو عام مسلمان
بھی تنگ حال نہیں رہے۔ آپ ہمیں روٹی پکڑاؤ تو ذرا فراغت
سے دیا کریں۔ آپ نے اس مطالبہ کو بھی برا سمجھا۔ بلکہ ناراض
ہو کر علیحدہ بلاخانہ میں رہائش اختیار کر لی۔ حضرت عمرؓ پوچھے
آئے۔ تو دیکھا کہ گھر میں صرف ایک بوری بٹا ہے جس کے نشاں
آپ کے جسم پر پڑ گئے ہیں۔ یہ حالت شہنشاہ دو عالم کی دیکھ کر
عمرؓ روئے۔ آپ نے فرمایا۔ عمر کیوں روتے ہو۔ عرض کیا۔
تیسرے دوسرے تو مزے کریں۔ اور آپ کا یہ حال۔ آپ نے فرمایا۔
ان کے لئے دنیا ہمارے لئے آخرت۔ ہمارا دنیا کی لذتوں سے
کیا کام۔ کیا یہ شخص عیاش تھا؟
عیاش ہوتا۔ تو جو مال آئے تھے۔ پہلے اپنی عورتوں کو دیتا

کہ لو تم اچھے اچھے کپڑے بناؤ۔ عمدہ عمدہ زیور پہنو۔ بن سوز کر رہو
مکانوں کو سجاؤ۔ سبیں بچھاؤ۔ تاکہ ہم عیش کریں۔ اور شہوت پرستی کے
لطف اٹھائیں۔ برخلات اس کے وہ صرف نان و نفقہ میں دنیا
زیادہ کا مطالبہ کرتی ہیں۔ تو آپ ناراض ہوتے ہیں۔ بلکہ ان
کے ہاں جانا تک چھوڑ دیتے ہیں۔ ایک ماہ کے بعد جب پھر اترتے
ہیں۔ تو ایک ایک کو یہ حکم سنایا جاتا ہے۔ اگر تم کو دنیا کی لذتیں
اور اس کی زینت درکار ہے۔ تو آؤ۔ تم کو مال دے کر رخصت
کردوں۔ اور اگر تم کو خدا کی ذات اور اس کا رسول اور آخرت
کا گھر درکار ہے۔ تو پھر اسی حالت میں رہنا پڑے گا۔ اور اگر کوئی
کام بھی بے حیائی کا تم کرو گی۔ تو تمہیں دو گنا عذاب ملیگا۔

پھر فرمایا۔ بناؤ سنگار جاہلیت کے زمانہ کے تمہارے لئے
منع ہیں۔ تم تو نمازیں پڑھا کرو۔ اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور قرآن
پڑھتی رہا کرو۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ تمہاری ساری کمزوریاں
اور برائیاں دور کر کے تمہارے دلوں کو ہر طرح پاکیزہ اور مطہر
کر دے۔ کیا یہ ایک عیاش کا کلام ہے۔ کیا ایک شہوت پرست
کا یہ رویہ ہو سکتا ہے۔ کیا وہ جو عورتوں کو بے حیائی کے بدلے
دو گنا عذاب سے ڈراتا ہے۔ وہ خود ان سے بے حیائی اور
شہوت پرستی میں مبتلا رہتا ہوگا۔ العجب تم العجب

آپ کے گھروں کی حالت

آپ کے گھروں میں دو دو بیٹے جو لھانہیں جلتا تھا۔ کبھی کچھ دو دو
پی لیا۔ کبھی کچھ چھوڑے کھائے۔ کبھی روزہ رکھ لیا۔ یا فاقہ ہی
منالیا۔ ہم نے آپ کے زمانہ میں نہ کبھی جی بھر کر کھانا کھایا۔ نہ پیٹ
بھر کر پانی پیا۔

ایک دفعہ ایک مہمان آیا۔ تو گھر تھے۔ سب میں باری باری
آدمی گیا۔ اور خبر لایا۔ کہ کچھ کھانے کو نہیں ہے۔ صرف پانی ہے۔
دھکو تو حاضر ہے۔ خندق کی لڑائی کے دنوں میں بعض لوگوں
نے مہوگ کی شکایت کی۔ اور کرتہ اٹھا کر دکھایا۔ کہ پیٹ سے
پتھر نیدھا تھا۔ تاکہ تسکین رہے۔ آنحضرتؐ نے ان کی شکایت
سن کر اپنا کرتہ اٹھایا۔ تو دو پتھر منبہ تھے۔ یہ آپ کا فقر اور
اختیاری فقر ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ تارک الدنیا اور
تارک اللذات تھے۔ اور آپ نے اپنی ازواج کو بھی اپنے ہی
رنگ میں رنگ دیا تھا۔

دوسروں کو نصیحت

آپ ہمیشہ جوانوں کو پاکیزگی اور
عفت کی نصیحت کرتے رہتے تھے
اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے جوانو! نکاح کرو۔ ورنہ روزے دکھو
کیونکہ روزہ شہوات کو کاٹتا ہے۔ اور ہر قسم کی بے حیائی سے بچو
اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کثرت سے روزے
رکھا کرتے تھے۔

قرآن مجید کے احکام

قرآن مجید نے نہ صرف
غیر مسافین کو لکھنا اپنی
بی بیوں سے بھی عیاشی کو منع کیا ہے۔ بلکہ فرمایا ہے۔ کہ
نساء و کم حدیث لکھو۔ عورتیں تمہاری کیفیتیاں ہیں۔ یعنی نہ
صرف یہ کہ تم عورتوں کو شہوت رانی کی غرض سے نہ استعمال کرو
بلکہ ان کو کھیتی سمجھا استعمال کرو۔ اور سوائے بر محل اور با موقعہ
تعلق کے نامناسب زیادتی جائز تعلقات کی بھی نہ کرو۔ غرض اودھا
کا پیدا کرنا اور شہوات کا قابو میں رکھنا اور تقویٰ اللہ اور آپس
کی مودت اور رحمت ہو۔ نہ کہ نفسانی جذبات کا بے قابو کر دینا۔
پھر قرآن مجید نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر قسم کے فحشا
سے منع کرتا ہے۔ اور نماز بھی اسی لئے تم پر مقرر کی گئی ہے۔ کہ

تم ہر قسم کی بے حیائی سے بچو۔ غرض قرآن جو خیال معترضین کے
خود آنحضرتؐ کے دماغ کا اختراع اور آپ کی تصنیف ہے۔ ہر طرح
کی شہوت رانی عیاشی اور بے حیائی سے منع کرتا ہے۔ پس مصنف
جو اس کا عامل اور اس پر دنیا کو عمل کرائے والا تھا۔ خود کیسا شخص
ہوگا۔ ایک یورپین مصنف لکھتا ہے۔ کہ کیا یہ تمہاری بات نہیں
کہ تمام کتب سماویہ میں سے صرف قرآن ہی ایسی ایسی کتاب ہے
جو ہر قسم کے فحشا اور بے حیائی کتابوں سے قطعاً پاک ہے؟ ورنہ آؤ
کتب سماویہ کو لے کر دیکھو۔ تو انسان حیران ہی رہ جاتا ہے۔

ورخت اپنے پھولوں

آنحضرتؐ نے جو تفسیر عظیم الشان
تمام عرب میں عفت کے
سے بچانا جاتا ہے
معلق پیدا کر دیا۔ وہ بے نظیر
ہے۔ مگر وہ لوگ جو آپ کی صحبت میں رہے۔ ان کے حالات
اگر اس معاملہ میں بیان کئے جائیں۔ تو دنیا حیران رہ جائے۔ مختصر

ایک دو مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔
(۱) ایک صحابی تھے۔ وہ زمانہ جاہلیت میں ایک عورت پر کمزور
عاشق تھے۔ اور اس کے ہاں آیا جایا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد وہ مدینہ
مکہ کسی کام کو آئے اس عورت نے ان کو دیکھ کر نہایت محبت سے بلایا۔
مگر انہوں نے کہا۔ ہاں کہ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اور ہمارے ہاں
یہ کام حرام ہے۔ میں تمہارے پاس ہرگز نہیں آسکتا۔ اس نے کہا۔ مگر
انکار کرو گے۔ تو ابھی غل مچاتی ہوں۔ یہ کہہ کر اسے تمہارے خون کے
پیاسے میں اچھڑا دیں گے۔ اور مارے جاؤ گے۔ ورنہ میرے گھر میں اندر
آ جاؤ۔ انہوں نے کہا۔ بلا سے جان چلی جائے۔ مگر ایمان نہ جائے۔ اس
عورت نے غل مچا دیا۔ مگر خدا نے ہی بچا رہے کی حفاظت کی۔ اور وہ شخص
دہاں سے نکل آئے۔ ورنہ جان جاتے میں کس نہ تھی؟

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک دن زمانہ فتنہ عرب
میں زنا کاری لائق تحمیل قتل تھا۔ اور ایک اب ہماری یہ حالت ہو گئی
ہے۔ کہ خدا کی قسم شہر کے ہونڈار کی لاش کو سو گھننا مجھے بہت محبوب ہے
بہ نسبت اس کے کہ نامحرم عورت کی خوشبو کو سو گھنوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) ایک صحابی کو نکاح کی بہت ضرورت تھی۔ بہ ہزار مشکل ان کو بی بی بی دیکھ کر وہ خوش شکل نہ تھے وہ اسے سسرال سے گھر میں لانے کے لئے جوڑہ خریدنے بازار گئے۔ کہ رستہ میں ہی یہ ڈھنڈور پٹتا ہوا سنا کہ اسے مسلمانو جہاد کو چلو۔ آنحضرتؐ جہاد میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ اسی جوڑہ کے روپیہ سے انہوں نے گھوڑا اور ہتھیار خریدے اور سیدھے لشکر میں جا ملے۔ اور اسی لڑائی میں شہید ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کے پیرو اس طرح اپنی خواہشات اور دنیاوی آرام اور حظ کو خدا کے لئے قربان کرنے والے ہوں۔ وہ خود کیسا ہوگا؟ بتائیے۔

(۴) آپ کے صحابہ کی تو یہ حالت تھی۔ کہ بیان کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہم اپنی جائز خواہشات کو بھی ڈر کے مارے پورا نہ کر سکتے تھے۔ خدا ہمیں اپنی آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد اور حالت ہوئی۔ ورنہ وہ زمانہ تو ادھر ہی تھا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک مسئلہ

رہا یہ مسئلہ کہ احادیث میں آتا ہے کہ آپؐ ایک دفعہ ایک دن میں سب بی بیوں کے پاس گئے۔ سو یہ آپؐ کی قوتِ مردمی کا ثبوت ہے۔ نہ کہ شہوت پرستی کا کیونکہ یہ روز روز نہیں ہوتا تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ خدا کے شیر اس طاقت میں بھی سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور جوانی میں تو آپؐ کی طاقت اس سے بھی بدرجہا زیادہ ہوگی۔ مگر پھر آپؐ کا ضبط بھی دیکھو۔ اگر یہ شہوت نہ ہوتا۔ تو کوئی کہہ سکتا۔ کہ جوانی میں اس لئے کوئی گناہ نہ کیا۔ یا ایسی خدیجہ پر اس لئے قانع رہے کہ طاقتِ رجولیت ہی معمولی تھی۔ اور ستر بی بی انہیے چادری والا معاملہ تھا۔ سو اس کا رد کر دیا۔ کہ طاقت تو خدا نے ان کو اتنی دی تھی۔ مگر صرف ضبط اور تقویٰ کی وجہ سے وہ مخفی رہی۔ اور دیکھو۔ اب بڑھاپے میں بھی ایسی ہے۔ کہ ایک وقت میں ۹-۹ گھروں میں ہوائے ہیں۔ حالانکہ کوئی اور ہو۔ تو دیوانہ ہو جائے۔ حضرت سید محمد و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قوت کی بابت لکھا ہے۔ کہ انبیاء کو خدا کی طرف سے بطور انعام کے خاص طور پر عطا کی جاتی ہے۔ چنانچہ مجھے بھی جالیس مرد کی قوت عطا کی گئی ہے۔ پس جس طرف جسمانی حسن و طاقت اور شجاعت اور روحانی قوت قدمی میں آپؐ نے نظیر تھے۔ اسی طرح قوتِ مردمی میں بھی آپؐ کو کمال تھا۔ اور اگر کبھی کسی اس کا اظہار نہ کرتے۔ تو بعض دعوے بلا دلیل کیوں کر مانا جاتا۔

شیر حق ہر سمیت از رب جلیل
 این چنین شیرے بود شہوت پرست
 شہوتہ نشان از سر آزادی است
 خود بخون آن یکے و دنیائی است
 گرچہ دو گویا است ہر دور افتار
 کار پا کال بر بدل کردن قیاس
 دشمنان پیشش چو رو باہ ذلیل
 ہوش کن اسے رو بہ ناچیز دست
 نے اسیر آن چو تو آن قوم مست
 داں و گدازوغہ سطرانی است
 لیک فرقتے ہست در دے آشکا
 کار ناپاکاں بود اسے بدحواس

کاملے گرز ن بدار دھند ہزار
 پس گرفتہ در حضور او فتور
 کامل آں باشد کہ با فرزند وزن
 با تجارت یا ہمہ بیع و شرا
 این نشان قوت مردانہ است
 صد کنیزک صد ہزاراں کا ہوا
 نیست آں کامل ز قربت ہست دور
 با عیال و حملہ مشغولے تن
 یک زماں غافل نہ گداز خدا
 کمالاں را بس ہمیں پیانہ است
 (مسح موعود)

عجب وقوفی

بڑی بے وقوفی بعض مقررین کی یہ ہے کہ وہ حسن معاشرت کا نام شہوت پرستی رکھتے ہیں۔ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ دنیا میں بے نظیر اخلاق والا انسان اپنی بی بیوں سے کیسا سلوک کرے گا۔ سمجھنے کو تو یہی فقرہ کافی ہے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

اصول اردو

دوست دشمن ہر شخص افراری ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی تمام زندگی اور زندگی کا ہر دن اور دن کا ہر ایک لمحہ اسی دھن اور کوشش میں بسر ہوتا تھا۔ کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کا نام دنیا میں بلند ہو۔ مخلوق غیر اللہ سے شرک کرنا چھوڑ دے اور خالص توحید روئے زمین پر قائم ہو۔ آپؐ کو آسمان میں زمین میں ہوا میں پانی میں قدرت کے تغیرات میں روزمرہ کے واقعات میں مبارکی بارش۔ گرمی کی لو اور جاڑوں کی سردی میں۔ گھاس کے پتے میں۔ اونٹ کے بال میں۔ مخلوقات کی پیدائش اور ہلاکت میں غرض کون و مکان کے وجود اور ہر تغیر و تبدل میں ایک ہی قدرت والی ذات کام کرتی نظر آتی تھی۔ جو ہر احتیاج اور نقص سے پاک۔ ہر حسن اور خوبی سے مزین۔ ہر علم اور قدرت سے آراستہ تھی۔ اسی ذات کا عشق تھا۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذرہ ذرہ میں پرچ گیا تھا۔ اس کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اور اس کے نام اور عزت اور محبت اور عبادت کے قیام کے لئے اس عاشر نے اپنے تئیں ساری عمر ذلکے رکھا تھا۔ مالک کی مرضی میں غلام کی مرضی۔ مالک کی ناراضگی میں غلام کی ناراضگی۔ مالک کی فرمانبرداری میں غلام کی راحت تھی۔ یہ حالت عشق کی اس درجہ کو پہنچ سکتی تھی۔ کہ دشمن بھی کہتے تھے۔ کہ محمدؐ اپنے رب کے عشق میں دیوانہ ہو گیا ہے۔ اس کا ہر قول و فعل۔ ہر حرکت و سکون اسی معشوق کی رضا کے لئے تھا۔ یہاں تک کہ جس وقت موت کے سکرات غالب تھے۔ اور دم بدن سے نکل کر گلے میں انگ رہا تھا۔ اس وقت بھی وہ بالرفیق الالعی لکھ رہے اپنے محبوب کے نام کی تسبیح جب رہا تھا۔ پس جب ایسا عشق ہو۔ ایسی محبت ہو۔ ذرہ ذرہ میں وہ محبوب، ازنی و ابدی رچ گیا ہو۔ دوست دشمن سب گواہی دے اطمینان۔ کہ یہ عاشق ہے۔ اس لئے اپنا ذرہ ذرہ معشوق کی محبت اور کام میں فنا کر رکھا ہے۔ تو پھر ایسے شخص کی بابت یہ اعتراض ہو ہی کہاں سکتا ہے۔ کہ اس کے لئے دنیا میں کوئی اور نسبتی کا سامان باقی ہے۔ اگر وہ خدا کا عاشق تھا۔ تو پھر دنیا دار ہو سکتا ہے۔ نہ عیاش۔ نہ بادشاہی اور حکومت کا طالب۔

ہو سکتا ہے۔ نہ عزت اور مال کا گاہک جب حقیقی عشق آتا ہے۔ تو اور چیزیں خاک بلکہ خاک سے بھی بڑھ کر ناپاک ہو جاتی ہیں۔ ایسا شخص جب کوئی کام کرتا ہے۔ وہ صرف مالک کے حکم سے اس کی رضا کے لئے نہ کہ اپنے نفس اور عیش اور لذت کے لئے۔ کیونکہ لذت تو ساری معشوق اور دلدار کے وصل میں ہے۔ نہ کہ دوسرے لوگوں کے تعلق میں۔ آنحضرتؐ نے جو تعلق اپنی ازدواج سے رکھا وہ صرف خدا کے حکم سے اور امت کو نمونہ دکھانے کے لئے ورنہ اس عاشق کی حقیقی خوشی تو اپنے رب کے وصل میں تھی۔ نہ کہ اس سفلی زندگی میں۔ پس آپؐ کی زندگی کے اس اصلی اور تباہی پہلو کو کبھی نہ بھولو۔ کیونکہ اعتراض اسی وقت اٹھتے ہیں۔ جب یہ پہلو نظر کے سامنے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ محمدؐ اپنے رب کا عاشق تھا۔ وہ کسی اور کی محبت میں لذت نہیں پاسکتا تھا۔ چھوٹا ہے وہ جو اس کے برخلاف کہتا ہے۔ کیونکہ خود عاشق ہی کہتا ہے۔ کہ قسرة عینی فی الصلوٰۃ۔ یعنی میری آنکھیں تو اس وقت ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ جب میں نماز میں اپنے رب کے دربار میں حاضر ہوتا ہوں صلی اللہ علیہ

بھلا جب قریش نے آپؐ کو بلا کر کہا تھا۔ کہ اے محمدؐ۔ آپؐ اسلام کی تبلیغ سے باز آجائیں۔ ہم آپؐ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ آپؐ کے لئے بخترت مال جمع کر دیتے ہیں۔ اور عرب میں حسین سے حسین جس عورت کو آپؐ پسند کر لیں۔ ہم اسے آپؐ کے پہلو میں لاکر بٹھا دیتے ہیں۔ تو اس وقت آپؐ نے کیا کہا تھا۔؟ آپؐ نے ان کے استغیث کو ٹھکرا دیا تھا۔ اور یہی کہا تھا۔ کہ عرب کی حسین عورت! اگر چاند اور سورج کی طرح کی حسین عورتیں میرے دہانے اور بائیں لاکر بٹھا دو گے۔ تب بھی میں اپنے خدا کے پیغام کے پہنچانے سے باز نہیں آسکتا۔ اور اس راہ میں اگر میں ہلاک بھی ہو جاؤں۔ تب بھی میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ کیا اسے معترف یہ جواب خود آپؐ کے منہ سے سن کر پھر بھی تو گندے اعتراض رٹے جائیگا خدا تعالیٰ تجھے اور تیرے جلیسوں کو ہدایت دے اور آنکھوں پر سے نقیب کے پردے اٹھائے۔ تاکہ تجھے اس نور مجسم کی اصلی شکل نظر آجائے۔ جو نہ صرف خود پاک اور مظهر تھا۔ بلکہ جس کے پر تو اور اثر سے لاکھوں کروڑوں انسان پاک اور مظهر بن گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ مدینہ کی پتھری زمین میں چل رہا تھا۔ کہ سامنے سے احد پہاڑی نظر آئی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ابو ذرؓ میں نے عرض کیا۔ جی حضور یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اگر اس احد پہاڑی کے برابر بھی مجھے سونا مل جائے۔ تو میرے دل کی خواہش یہی ہے۔ کہ میں اس کو اللہ کے بندوں میں تقسیم کر دوں۔ کہ تین دن بھی میرے گھر میں وہ سونا نہ رہے۔ ہاں اگر ہے بھی تو قرصہ کے ادا کرنے کے لئے۔ (بخاری)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نصب العین کیاتھا؟

دین حق یا دنیائے دنی؟

(از جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ ایڈیٹر الحکم)

ایڈیٹر صاحب الفضل نے خاتم النبیین "غیر کیلئے خاکسار عرفانی کو مضمون لکھنے کی تحریک کی۔ پیرانہ سالی اور شدت گری بہت پست کئے دیتی تھی۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیضانِ عظیم کی ایک لہر ہے۔ کہ میرے جیسے کمزوروں کو بھی قوت عطا کر دیتی ہو مندرجہ عنوان سوال نے گذشتہ تیرہ صدیوں سے دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے مختلف ممالک اور مختلف طبقہ کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرۃ اور سوانح کے مختلف پہلوؤں پر اسی نقطہ خیال سے بحث کی ہے۔ اور دوستوں اور دشمنوں نے اپنے اپنے رنگ میں اس سے نتائج پیدا کرنے میں لطف اٹھایا ہے۔

حق تریہ ہے کہ یہ سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدسی ذات ہی والستہ نہیں بلکہ دنیا کے ہر نادری اور مسلم کی صداقت اسی سوال کے جواب میں مخفی ہے۔ اور یہ ایک معیار اور محکم ہے جبر بادئی کا کامل ہی صحیح ترتیب ہے۔ دنیا میں جس قدر نادیان مذہب گذرے ہیں۔ وہ بنی اسرائیل کے بنی ہوں۔ یا ہندو دھرم اور دیگر بلاؤں کے رہا بنی ہوں۔ ان سب میں یہ فضیلت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ کی سیرۃ اور سوانح کے تمام واقعات اور حالات محفوظ ہیں جہاں دوسرے نادیان مذہب پر اس کلیہ میں ہم ایمان بانیب کے طور پر لیتے ہیں۔ کہ ان کا نصب العین دین حق تھا۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک خارف کی طرح حق الیقین کے طور پر متحد یا نہ رنگ میں کہتے ہیں۔

آپ کا نصب العین دین الحق ہی تھا نہ کچھ اور

یہ اتفاقی بات نہیں تھی۔ بلکہ منشاء ازبندی ہی تھا کسی مقدس نبی اور برگزیدہ معلم کے حالات کی تفصیل میں جاؤ۔ تو راستہ بندیدگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے یہ عجیبی فضیلت دے کر تری بخشی۔ کہ آپ کی زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی آسمان میں محفوظ چلا آتا ہے۔ اور میں تو اپنے ذوق کے موافق واللہ اعلم بالصواب میں اتنا اس کے ایک یہ سچی ہی سمجھا کرتا ہوں۔ اور بعض اوقات اس گفتگوں لطف اٹھاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کی ذات کو لوگوں کے حتمہ اور دشمن کی دست برد سے محفوظ رکھا آپ کی پاک سیرۃ اور سوانح کو بھی انھیاری کی دست برد سے بچائے رکھا۔ اور کوئی واقعہ آپ کی زندگی کا محفوظ نہیں ہونے دیا۔ اور ہر ناہنجی کیوں جبکہ آپ دنیا کے لئے

بطور ایک امثال کے پیچھے گئے تھے۔

حیثیہ کہ فرمایا۔ وَلَکُمْ فِیْ سَمِیْعِی اللّٰہُ اَسْوَءَ حَسَنَہٗ تِلْکَ جہاں دوسرے انبیاء اور راستبازوں کے متعلق اس سوال کا جواب ایمان بانیب کے رنگ میں دیا جاتا ہے۔ پاکوں کے سرکار اور راستبازوں کے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس سوال کا جواب آپ کی زندگی کے واقعات دیتے ہیں

آؤ! اس سوال کو آپ کی زندگی کے واقعات میں دیکھیں۔ کہ فاران کی چوٹیوں پر نہ رہا ہونے والا معلوم جس کی آمد دسہزار قدوسیوں کیساتھ پیشگوئی کے طور پر بیان کی تھی۔ دنیا اور اس کے لوازمات کا شرف اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ یا آپ کی تمام کمال سماجی کا محک صرف خدا کا دین تھا۔ اگر میں قرآن مجید کی روشنی میں اس سوال کا جواب دوں۔ تو بات بہت آسان ہے۔ اور مجھے قل ان صلواتی ولسکمی وحبیبی وعلی اللہ سرب العالمین بڑھ دینا چاہئے۔ لیکن اس سے کسی پٹریٹ دہریہ۔ اور ایشلسٹ پر اتمام حجت نہیں ہو سکتا۔ وہ قرآن مجید کو فرد ایک دعویٰ اور محتاج دلیل قرار دیتا ہے۔ اس سبب سوال کا جواب دینے کیلئے ہمیں آپ کے واقعات زندگی کی کتاب پر غور کرنا ہوگا یہ ایک کھلی تاریخی صداقت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں دو زمانے آئے ہیں۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ آپ دنیا اور اس کے مالوفات اور لوازمات سے تہمت دست محض تھے۔ اور دنیا اپنی تمام خوشنمائوں اور سامانوں کے ساتھ آپ کو صرف یہ ایک بات میرا آسکتی تھی کہ آپ اعلانے کلمۃ اللہ کو ترک کر دیں۔ اور ایک طالب دنیا کے لئے یہ کچھ مشکل امر نہیں ہو سکتا تھا۔ دنیا کے مدبر اور سیاسی چارہ ساز متفق اللفظ ہو کر یہ فتویٰ دیں گے۔ کہ ایسے وقت میں اس عزت و حکومت اور دولت کے تمام لوازمات کو جو صرف چند باتوں کے کہنے سے رک جانے پر میرا جلتے ہوں۔ اور اگر نہ کیا جاتا ہے علاج میں دنیا سازوں کی دشمنی میں خودکشی کے مترادف ہے۔ مگر میں دکھاؤں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں دنیا کو لات مار دیتے ہیں۔ اور دنیا اپنی تمام شرکوں اور ذلتوں کے ساتھ آپ کے سامنے آتی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے حکمت الحق کے مقابلہ میں ٹھکرا کر دے کر دیتے ہیں۔

دوسرے وقت آپ کی زندگی میں آج کہہ دینی دنیا اور کئی شان شوکت کی زندگی کے لوہے نہیں بلکہ آپ کی فرمانبرداری کو دنیوی ہو کر آپ کے قدموں میں آتی ہو..... گواہی دیتی ہے کہ اسے عملاً ٹھکرا دیا حقیقت میں انسانی زندگی کے اہتمام اور اتقان کی وقت ہے۔ اور آپ کو سامنے یہ دونوں تھانی پرچھے اور آپ دونوں

حالتوں میں رہنا ہے الہی اور تبلیغ کبریت کو مقدم سمجھا بیلا وقت دہ تھا جبکہ آپ تبلیغ رسالت پر مامور ہوئے۔ اور خدا نے قدر فرمایا کہ طریق مامور ہو کر آپ نے عجب مشرکوں اور بت پرستوں کو
لا الہ الا اللہ

کی دعوت دی۔ یہ دعوت کیا تھی! ایک باطل سوز کی تھی۔ جس نے مشرکین عرب میں ایک آگ لگا دی۔ اعلان دعوت کے ساتھ ہی بت پرستی کی مذمت اور وہ بھی نہایت شدت کے ساتھ۔ اور غیرت دلانے والے الفاظ میں شروع ہوئی۔ بہت ممکن ہے کہ وہ لفظ فصیح کا طرزیہ ابتدا نرم ہوتا ہے۔ لیکن مدت کی فطرت عربی نخوت اور جاہلیت کی حسیت تو جہی گئے نہ دیتی۔ جب تک ضرب کاری نہ ہوتی پس بتوں کی مذمت اور شرک کی فحاشی ایسے طہر ہوئی۔ کہ وہ جان کے لاگو ہو گئے۔ ابتدا سے اسلام میں عرب اور کئی مسلمانوں پر جو سختیاں کی گئیں۔ ان کی تاریخ اور تفصیل خون سے لگی ہوئی ہے۔ میں اس میں اس وقت جانا نہیں چاہتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام تکالیف کو برداشت کر کے اپنے منصب تبلیغ دعوت میں پہلے سے زیادہ جوش اور محنت سے کام لیتے اور یہ ایام آپ کی زندگی اور بعثت کے نصب العین کی بلندی اور پاکیزگی کے شاہد اول ہیں۔

آپ کو اور آپ کے جان باز فقہا کو جہانی۔ الی۔ اور ذہنی تکالیف میں کمی نہ کی گئی۔ اور کئی اذیت اور ستم باقی نہ رہا۔ جو آپ پر اور آپ کی جماعت پر نہ توڑا گیا۔ مگر کیا یہ تکالیف وشداید آپ کو اپنے کام سے روک سکے؟

اگر عزم اتنا بلند اور پاک نہ ہوتا تو ان عافیت کو توڑنا ہی ضرورت تھی اب اسی حالت میں ایک مرد اور آنا ہے جب تریں کہ ان تمام کوششوں میں ناکام ہے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ دنیا کی تکالیف اور مظالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اشاعت مذہب تبلیغ تر حید چھوڑ نہیں سکتے۔ تو انہوں نے دنیا کے مدبروں کی طرح ایک نیا پتہ ابد لا۔ اور انہوں نے فور کیا۔ کہ وہ کیا اسباب ہو سکتے ہیں کہ جو ایک نوجوان کو اس بت کہہ کی تخریب پر آمادہ کرے ہیں۔ یا جو دیکھ وہ خود اسی خاندان کا ایک فرد ہے۔ جو متولیان کعبہ کی حیثیت سے ذی وجاہت اور صاحب عزت ہے۔ وہ دنیا اور اس کے مالوفات سے بچا رہی تھے۔ ان کی نظر بند اور دل باک نہ تھا۔ اسلئے انہوں نے عام انسانی فطرت پر غور کر کے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ

اس تمام دعوت تبلیغ کا مقصد حید محض دنیا اور اس کے مالوفات ہی نہیں ہے وہ دنیا میں اپنے گرد پیش دنیا کا بھی نصب العین دیکھتے اور سمجھتے تھے اسلئے اگر لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ سمجھا تو عام مذاق اور عرف عام کے نقطہ نظر سے غلط سمجھا تو واقعات اور حقائق نے اسے غلط ثابت کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی وہی غرض ہوگی جو اوروں کی ہوتی ہے اور ایک چالیس سالہ لڑکانے کے لئے اپنی تمانوں اور آرزوؤں کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتہائی سختی بتانا چاہئے جو اپنے گرد پیش وہ دیکھتے تھے۔ اس نے وہ اپنی اس تحقیقات اور سختی پر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک ڈیپوٹیشن بھیجا تجویز کیا۔ اس ڈیپوٹیشن کا سردار ایک ایسا شخص منتخب کیا گیا جو اپنی قادیان کا اور عیاد بیانی کیلئے ہی نہیں بلکہ قوم میں اپنی عزت اور تہ کے لحاظ سے بھی ممتاز الیہ تھا۔ چنانچہ عبید بن ربیع قریش کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اور خلافت قبول نہایت ملائمت اور شیریں کلامی سے کہا۔

لے فرزند برادر باقم صاحب اوصاف حمید اور عالی خاندان ہو پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے مسجودوں کو برا بھلا کہتے ہو اور انہی پر ستش کی وجہ سے ہمیں احمق اور پاگل بتاتے ہو۔ اور قوم میں تفرقہ ڈالتے ہو۔ اس سے کیا مقصود ہے؟ کیا کہہ کر ریاست؟ کیا کسی بڑے گلے میں شادی؟ کیا دولت کا ذخیرہ ہم یہ سب کچھ جمیا کر سکتے ہیں۔ اور اس پر راضی ہیں۔ کہ تم کو اپنا سردار اور فرمان روا تجویز کر لیں اور اسی طرح اطاعت و فرمانبرداری کریں گے جس طرح بادشاہوں کی کی جاتی ہے۔ لیکن ان باتوں سے باز آؤ۔ اور ہمارے مسجودوں کو برا بھلا چھوڑ دو۔ عبیدہ کس اس مشن میں جی سی کامیابی کا یقین تھا۔

لیکن ان سب ترغیبات کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جلالی شان کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکام پڑھ کر تباہ اور اپنے عظیم الشان مقصد کی کامیابی اور دشمنوں کے خامب و فاسد رہنے کی پیش گوئیوں پر مشتمل آیات اللہ کی تلاوت کی۔ تو اس کی جبروت اور غصہ کی انتہا نہ رہی جن تکالیف میں سے آپ اور آپ کی جماعت گذر رہی تھی۔ وہ انسان کو ذلیل سے ذلیل شرائط پر صلح کرنے پر مجبور کر رہی ہیں۔ مگر جب مشرکین نے کامیابی کی یہ صورت نہ دیکھی۔ تو انہوں نے ترفیہ سے کام لیا۔ اور حقیقت میں انسانی دماغ اپنی لغت کشی اور جان بازی کا مقصد جاہ و دولت اور نام و نورد کی خواہش اور تقاضا نفس اور عیش و عشرت کے جذبات کے اور کیا تجویز کر سکتا ہے انہوں نے یہ صورتیں پیش کیں۔ اور یہ ڈیپوٹیشن پورے طور پر ناکام و نامراد واپس ہوا۔

مضمون نہایت لذیذ اور دل آویز ہے۔ اور حدیث محبوب و راز ترمذی کی فصاحت رکھتی ہے۔ مگر میں انحصار سے کام لینا چاہتا ہوں۔ اور پڑھنے والے کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ غور کرے کہ ان حالات میں فطرت کا اقتضا کیا ہے؟ یہ تیز ہی چیزیں انسانی زندگی کی مالومات ہیں۔ کہ مگر آسائش و آرام میرا حصہ ہے۔ یہ بات مال و دولت پر موقوف ہے۔ پھر بقائے نفع کو چاہتا ہے۔ اور پھر انسان چاہتا ہے کہ اپنے ہم بندوں میں ممتاز و مقتدر ہو جسکی صورت کمال حکومت و مملکت ہی ہی باتیں کہنا جو ہر انسان کی عام زندگی کا نصب العین ہوتی ہیں بلکہ یہ

کہنا بالکل درست ہے۔ کہ انہیں کے مجرمانہ نام دنیا ہے پس علیہ عرب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس چیز کو رکھا جسکو دنیا کی نقل کا ایک فلاسفر یا مدبر تجویز کر سکتا تھا چنانچہ انک میں عمائد عرب کے ڈیپوٹیشن پر غور کرتا ہوں۔ جس ہرگز تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ قریش کے اس قدر کی حرکت کوئی حمید ساری یا دوسرے کسی تھی۔ اور اس سے انکو کچھ فائدہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتیاز مال و دولت۔ طاقت و قوت دنیوی جماعت سے تہدیدت محض تھے۔ وہ کوئی خطرناک طاقت اور قوت آپ کے پاس تھی۔ جو آپ قریش کے خلاف استعمال کر سکتے تھے جس سے بچنے کیلئے عمائد کہہ کو اس قسم کی حمید سازیوں اور کوہ خدر سے کام لینا پڑتا نہیں نہیں قریش کہہ کا یہ ڈیپوٹیشن بالکل ناقصانہ عقل انسانی کے موافق تھا۔ اور اس کی تہ میں جن نیت کام کرتا تھا۔ وہ اپنے عقل و فکر کے موافق امن اور صلح کا صحیح راستہ اختیار کر کے آیا تھا۔ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں ہم کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بلند اور متعظیم کا اظہار ہوتا ہے دیکھو وہ شخص جو انتہائی مصائب کا نشانہ بنا یا گیا ہے۔ اور جو صرف ایک لفظ نہیں کہنے سے ان مصائب سے اپنے آپ کو اور اپنی کمزور اور مظلوم جماعت کو نجات دلا سکتا تھا۔ وہ اس دعوت و تبلیغ کو ترک نہیں کرتا۔ ان بندگان خدا کو قربان کر دینا آسان سمجھتا اور خود ان تکالیف جان ستاں میں سے گذرنا لذیذ ترین یقین کرتا ہے۔ مگر ان کی بات نہیں مانتا۔ اور پھر جب دنیا اپنی تمام فوقی بھڑک فریوں کے ساتھ اسکے سامنے لائی جاتی ہے۔ اور ایک معاہدہ صلح مرتب ہوتا ہے وہ یا جوہر امن و سلامتی کا بادشاہ رحمت اللعالمین ہونیکے خدائے وحید کے نام کو بلند کرنے کے کام کو دنیا کے بدلہ ترک نہیں کرتا۔ وہ اس وقت ان تینوں چیزوں کا محتاج ہے۔ اسکے پاس حکومت و دولت نہیں اور دنیا میں کل انسانی کوششیں اسی مطلوب اور مقصود کی تلاش میں ہر وقت لگی ہوئی ہے۔ اگر اس کا مقصد دنیا ہوتی۔ اس کا نصب العین حکومت اور نفسانی لذت ہوتی۔ تو وہ ایک فائن خانہ شان سے وفد قریش کی درخواست کو قبول کر لیتا۔ اور دنیا کا کوئی مدبر اور سیاسی حکیم اس پر اعتراض نہ کرتا۔ مگر آپ کا نصب العین چونکہ یہ نہ تھا۔ اسلئے آپ نے قطعاً اسکی پردہ نہیں کی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی نظر بلند اور آپ کا مقصد عظیم تھا۔ دنیا اور اس کی شان مشغولت سے آپ کو کوئی الفت اور تعلق نہ تھا۔ یہ واقعہ ایک روشن دلیل ہے اس امر کی کہ

آپ کا نصب العین دنیائے دنی نہ تھا بلکہ دین حق تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جواب عمائد قریش کے سردار کو دیا وہ دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا۔ اور آپ کے کمالات کی ایک بین اور وضع تاریخی شہادت ہوگا۔ اس قدر کی ابھی ایک اور کڑی باقی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب سے

عمائد قریش جس قدر برا فروختہ ہو سکتے تھے وہ ظاہر ہے۔ انہوں نے اسے اپنی سخت توہین اور ذلت سمجھا۔ اور وہ آخری فیصلہ کے لئے آپ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے۔ اور اس کو الٹی میٹم دیا گیا۔ کہ یا تو آپ کا ساتھ چھوڑ دو۔ یا پھر ہم سے جنگ کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر کہا کہ لے فرزند برادر! اب میں صنہیف ہو گیا ہوں۔ مجھ پر اس قدر بوجھ نہ ڈال جسکو میری صنہیف اور بوسیدہ ہڈیاں نہ اٹھا سکیں۔ تم ظاہر ان لوگوں کے مسیور ہو کر برا کہنا چھوڑ دو۔

قلب صمیم اور آنکھ دوہریں لیکر غور کرو! ایک طرف بکسی با بے بسی اور بے زاری ہے۔ اور دنیا جو اپنی تمام شانوں کے ساتھ آہی تھی۔ اسے اس طرح پر لٹا مار دی ہے۔ اب جو رہا سہا سہارا اور غمگسار ابوطالب کی صورت میں تھا۔ وہ بھی جارہا ہے۔ یہ ایک سخت امتحان اور امتحان کا وقت ہے۔ آپ کا نصب العین اگر دنیا ہوتی تو بیچارہ عبید بن ربیع ہی کی آڈ کو قبول کر لیتے۔ اور اگر اسے روکیا تھا۔ تو

ابوطالب کے مشورہ کا احترام کرتے مگر آپ کا نصب العین کچھ اور تھا۔ آپ نے صاف اور سادے الفاظ میں جو جواب دیا ہے۔ وہ دنیا کی تاریخ میں ابداً بلا دیکھنے لائے بغیر نہ لگا سکتا ہے بتا دیا کہ دنیا کا عیش و عشرت اس کی دولت و حکومت تو کیا شاد وہ ایشیا رجن کے وجود سے دنیا کی آسائشیں وابستہ ہیں۔ انکو بھی چھوڑ دینے کو آمادہ ہوا۔ ذرا با با بے چچا اگر آفتاب میرے دل پہنے طرف اور باہتاب بائیں طرف کھ کر روکنا چاہو۔ تو مجھی میں نہیں رک سکتا اس جواب کی لطافت اور نزاکت اور سیر گیری کا لطف وہ لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو مظاہر قدرت اور اسکے اثرات پر غور کرتے ہیں یا دکائیات پر ان کے طبع اثرات نتیجے سے واقف ہیں مجھے انوس ہے کہ مغرب کے لہا ہوجانیکا فوف مجھے اس طرف جانے سے روکتا ہے۔ صرف اس قدر اشارہ کر دینا کافی ہے۔ کہ نظام عالم میں زمین اور آسمان پر خدے والی مخلوق اور اس میں پیدا ہونوالی اشیاء کا انحصار آفتاب ماہتاب کے ساتھ وابستہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت لطیف پیرایہ میں دعوت حق کے مقابلیہ میں ہر قربانی کو آسان سمجھنا بتا دیا ہے۔

اس واقعہ پر درنہ سچے اور سادے گذر گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ سال تک مکی زندگی کی تکالیف اٹھاتے رہے اور بالآخر خدا تعالیٰ کے حکم و ارشاد سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں جہالتی کہ کا جو رہے بویا بھی مینہ نہ تھا۔ یا بادشاہ بختا تھا حکومت آپ کے قدموں پر تشار ہوتی ہے۔ اور دنیا گزرو مال آپ کے سامنے آتے اور سچے میں ان کے ڈھیر پڑے ہیں۔ مگر یہ خدا کا محبوب اور عذابی کو اپنا محبوب و مطالب اور مسیور و یقین کرنے والا۔ عالی ہمت انسان نرد جو ہر گے اس ڈھیر پر ایک نظر کرتا اور غریبا اور مساکین ہر چیز و انصار میں لٹا دیتا ہے۔ اور آپ کا ہاتھ کھڑا ہوجاتا ہے غور کرو کہ آپ کے گرد پیش ان لوگوں کا مجمع ہے۔ جو آپ کے لئے ہر قسم کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے رسول غیر میں مقبول

ازچودھری ظہور احمد صاحب قادیان

کچھ عرصہ سے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ سماجی اپنی بعض سیاسی اغراض کو مد نظر رکھ کر اسلام اور بانی اسلام (فداۃ الی) پر طرح طرح کے بے بنیاد اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ اس ناپاک چال سے سوائے اس کے انکی کوئی غرض نہیں۔ کہ وہ ان سادہ لوح انسانوں کو جو اسلام کی تعلیم سے پوسے طور پر واقف نہیں۔ بدظن اور متنفذ کر دیں۔ اور اس طرح اسلام کی ترقی جو کہ انکے لئے سومان روح ہو رہی ہے رگ جائے۔

ایسے لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے اور انہیں حضورِ قدس کی صداقت اور حقانیت میں طور پر ثابت کرنے کے لئے مناسب ہے کہ انکی اپنے ہی بھائیوں کی شہادتیں انکے سامنے پیش کی جائیں جنہوں نے پوری تحقیق کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی کے معتقد اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے لہذا ان ہزار بیانات میں سے چند ایک ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۱) حضرت محمد صاحب بانی مذہب اسلام... ہمجند ان بزرگ شخصوں کے ہیں۔ جنہوں نے قانون قدرت کے موافق چہالت اور تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہو کر دنیا میں بہت کچھ صداقت کی روشنی کو پھیلایا۔ اور لوگوں کو روحانی و دنیاوی ترقی کا راستہ دکھایا۔

۱۲) سوانحوی حضرت محمد صفا مصنف پر کا شدیو صفا تنگدل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت کچھ ہی کہیں لیکن جو لوگ انصاف پسند اور کشادہ دل ہیں۔ وہ کبھی محمد صاحب کی ان بے بہا خدمات کو جو وہ نسل انسانی کی بہبودی کیلئے بجا لائے۔ بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے۔ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ پرے درجے کے تنگدل اور ناق شناس لوگ ہیں۔

۱۳) میں مذہب اسلام سے محبت رکھتا ہوں اور اسلامی پیغمبر کو دنیا کے بڑے چہا پرشوں میں سمجھتا ہوں۔ آپ کی سوشل اور نیکیل تعلیم کا مدح ہوں {اللہ حاجت لئے ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب صفحہ ۶۷}

۱۴) ہندو سمجھ کے مجھ کو جہنم دی صدا جیٹ میں گیا تو نہ مجھ کو جلاسا بلو لادو تجھ کو کیوں میری تشہوی کیا وجہ تجھ پہ قابو جو شعلہ نہ پاسکا کیا نام ہے تو کون ہو نہ یہ تیرا کیا جیران ہوں میں غذاب تجھ تک جا سا میںے کہا یہ جائے تعجب ذرا نہیں واقف نہیں تو میرے دل قی شناس کا ہندو میں میں گھر ہوں تنا خوان مصطفیٰ اس واسطے نہ شعلہ ترا مجھ تک آسکا

قربانی کے لئے مسابقت کرنا فخر یقین کرتے ہیں۔ اگر وہ سارے کا سارا اٹھا کر اپنے گھر لے جاتے اور اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دیتے تو انہیں خوشی ہوتی مگر وہ ان کا محبوب ان کا سلطان و مال سے خالی ہاتھ چلتا ہے وہ دوست کو کوئی غلام تقسیم کر دیتا ہے۔ اور اپنی پیاری بیٹی کو کوئی مائیکے پر لقب الی اللہ کی راہ بناتا ہے۔ یہ واقعات تفصیل چاہتے ہیں لیکن چونکہ تاریخ میں عام ہیں اسلئے میں صرف انکی طرف اشارہ کر کے ہی اس کو ختم کر دیتا چاہتا ہوں۔ اس دولت و اقتدار کے ہمہ گیر میں آپ کو چھٹی تک میرے نہ تھی کہ آپ آرد جو کی بھوسی کو صاف کر سکیں فقط انسان اپنی داد و دہش میں بیویوں کو سب مقدم کر لیتا ہے مگر انہیں اللہ اور اس کا رسول ہی محبوب رہا۔ اور اپنے عمل سے ہی تعلیم کیا۔ زندگی فقیری کی اس شاہی میں گدا دی۔ اور کبھی دنیا کے مال و فانی نے آپ کو اپنی طرف متوجہ نہ کیا۔ دنیا کی عظیم الشان فقہہ فاتون سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا گندم کی روٹی دیکھ کر رو پڑیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہوتے تو انکو کھلاتی۔ آپ نے وفات کو وقت کیا چھوڑا۔ ایک برس سیدہ یوریا تھا جس پر آپ نے وفات پائی۔ اور وہی بستر کا کام لے رہا تھا کوئی متروک نہ تھا۔ در مال اور زرہ تھی جو روٹی تھی۔

میرے دوستوں! دنیا کے ہوشمندو۔ اور بزرگو! خود کو دکھ کر یہ اس شہنشاہ عالم کی وفات ہے۔ جس کا نام لینے پر آج بھی بہت سے سلاطین اپنے جلال کے تخت سے نیچے اترتے ہیں۔ اور آپ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔ اگر اس کا لقب بن دیا اور اس کی متاع ہوتی تو کیا وہ ان زریں متاع کو ماتھ سے دیدیتا۔ اور کیا جب وہ خود بادشاہ تھا۔ مال و متاع اس کے ماتھ کی تاتھا۔ وہ آپ پر ہر مند نہ ہوتا۔ اور عیش و عشرت کے تمام سامان اپنے لئے مہیا نہ کر لیتا؟

یہ ایک لذیذ اور ایمان افزا مطالعہ ہے۔ میں دنیا کے مادہ پرستوں اور طبعیوں اور علم النفس کے سکالان اور سیاست کے نقطہ رسول کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے ان واقعات پر انصاف اور عقل کیساتھ غور کریں۔ اور دیکھیں کہ آپ کا لقب بن کس قدر بلند اور کس قدر مقدس ہے۔

وہ اپنے ماننے والوں کو دنیا کے فاتح اور بادشاہ بنا دیتا ہے لیکن فتوحات اور حکومتیں اس کا لقب بنیں نہیں بلکہ اس کا لقب بنیں ہمیشہ یہ رہا اور رہیگا۔ کہ

خدا لئے قدوس کا نام ابد تک مبارک ہو ایک اور ایک ہی خدا کی پرستش ہو۔ انسان کا ثنات کے کسی فرد کو خدایا خدا کا شریک نہیں سمجھے بلکہ وحدۃ لا شریک خدا کا پرستار ہو کر تمام کائنات پر خلیفۃ اللہ ہو کر حکومت کرے۔ اور دعوت تبلیغ میں انسان کی راہ میں کوئی ترہیب یا ترہیب کسی روک نہ ہو شیطان زمین کے تمام خزانے اور حکومتیں انکو سامنے ہی طرح پیش کرے جہلج اسے مرج کو دنیا کی سائنس دیکھی نہیں لیکن غلام بنیں کے غلام اپنے آقا کے امر و نہی کو نظر رکھ کر اپنے نفس بنیں کو بند رکھیں اور وہ دین الحق ہو نہ دنیا کے دلی آج

دلورام کوٹری۔ نظام الملک علی علیہ السلام حضرت شیخ کی وفات کے چھ سو سال بعد جبکہ عرب کی اخلاقی حالت نہایت خراب ہوئی تھی۔ ہذا پر پیل شہ ع کو حضرت محمد پیدا ہوئے جنہوں نے نبوت پر ہی کو متا دیا۔ اور عرب کے وحشیوں کو نہایت تمدن بنا دیا۔ عام لوگ انکی دیا خندہ می اور سماجی کے سبب انکو امین کہہ کر لپکاتے تھے۔ انہوں نے گراہوں کو سچا راستہ تیا۔ یا۔ اور لوگوں کے اخلاق و اعمال کا اصلاح کی یا

۱۶) حضرت محمد صاحب کا اخلاق نہایت اعلیٰ تھا۔ آپ کے نزدیک دنیا وہی جانتی تھی جو چیز تھی۔ آپ میر غریب کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ کی ذات سر چشمہ خیر و برکت تھی۔ آپ نہایت صابر و انکار پسند تھے یا

۱۷) آخری پیغمبر محمد نہایت سادہ مزاج اور بیٹل فلیق تھے۔ آپ کے دماغی اوصاف غیر معمولی اور آپ کی قوت تجزیہ اعلیٰ درجہ کی تھی۔ آپ بہت تیز فہم تھے۔ طبیعت انکار پسند تھی۔ گفتگو نہایت سنجیدہ قلیل الالفاظ اور کثیر المعانی ہوتی تھی۔ بڑے پر سیر کار اور نیک تھے۔ آپ اپنی وفات تک نہ ہی سرگھا اور گراہوں کو ہدایت فرمانے میں مصروف ہے یا

۱۸) حضرت محمد ایک اولوالعزم اور مقدس ریفارمر تھے۔ انہوں نے گراہوں کو نبوت پرستی سے روکا۔ اور افعال قبیحہ سے منع کیا۔ خدائے واحد کی عبادت اور پرستش کی پاکیزہ تعلیم دی۔ اخوت سہمدردی۔ اور مساوات کے سبق سے انکے دلوں کو بھرنا کر دیا۔ غارتگری اور خونریزی کو ممنوع قرار دیا آپ دنیا میں صد عظیم بن کر آئے تھے۔ اور آپ میں ایک ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی۔ جو قوت بشری سے بہت زیادہ اعلیٰ درجہ ہے یا

۱۹) محمد نہایت انصاف پسند۔ رحمدل اور با اخلاق ریفارمر تھے۔ ان کا کھل اور حیرت انگیز کار نامہ ہے

۲۰) حضرت محمد آپ کے اصحاب میں شاعتین کے ساتھ چھپی لکھنے کے علاوہ یہ صنف بھی پایا جاتا تھا۔ کہ دوسرے اہل مذاہب کیساتھ رواداری اور حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ اہل اسلام کی نظر و منظور فوجوں نے خواہ ملک شام کو فتح کیا ہو۔ یا افریقہ میں علم تخیر لہند کیا ہو۔ یا بحر کو عبور کر کے بحیرہ سود میں پہنچے ہوں۔ غرض وہ جہاں کہیں بھی گئے۔ قرآن کی تعلیم ان کے مد نظر ہی۔ اور انہوں نے کسی قوم کو بھی محض اس بنا پر تہ تیغ نہ کیا۔ کہ وہ اسلام قبول نہ کرتی تھی یا

۲۱) حضرت محمد کا قلب نہایت عارف شفاف اور انکے خیالات ہواؤ ہوں سے بے لوث تھے۔ وہ نہایت سرگرم ریفارمر اور یا خدا بزرگ تھے۔ آج بھی انکی صداقت کا میانی کے ساتھ نظر آتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرورِ دو عالم کی مدح

رازیبانِ فیضِ تبرجمانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میلنگِ اعظم کا استقلال

رازیبانِ خواجہ جن النفاہی صاحبِ دہلوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارک میں بے شمار سبق ہم مسلمانوں کیلئے اور تمام دنیا کیلئے پائے جاتے ہیں مگر تبلیغی کام کرنے والوں کی واسطے حضور کا استقلال اس قابل ہے کہ ہم سب اس پر غور کریں اور اس سے سبق لیں۔

آج جبکہ ہمارے ہاں میل ہے۔ تاہم یہ اخبار ہے اور اس میں بے شمار سبق ہیں۔ ڈاک فائٹ میں اور کئی اور مسلمان بھی ہیں۔ ہم ذرا سی تبلیغی محنت سے گھیر جاتے ہیں۔ بدیل سے دور جانا پڑے۔ موسم اچھا نہ ہو۔ دشمن کی طرف سے کوئی رکاوٹ ڈالی جائے۔ خرچ کی کمی ہو۔ کھانا حبِ نشانات

میلے۔ تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہماری ہمت ہم کو جواب دے دیتی ہے۔ لیکن جب میلنگِ اعظم مسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغی مشق ہو کر دیکھتے ہیں۔ تو ذرا مت ہمتی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں میل بھی نہ تھا۔ نہ اخبار تھا۔ نہ اس شرت میں تھے۔

نہ تیس تیس سو برس تھیں کھانے پینے کی ایسی سائیا تھیں۔ پھر حضور سالہا سال تبلیغ کا فرض ادا کرتے تھے۔ جسے سخت گرمی اور سخت سردی کی حالت میں مکہ کے آس پاس قبائل کے ہاں خود جاتے تھے۔ گامیاں اور پتھر کھاتے تھے۔ مگر ہمت نہ ہاتے تھے۔ حالانکہ برسوں اس تبلیغ کا کچھ نتیجہ نہ نکلا تھا۔ مگر ہم صرف ہفتہ دو ہفتہ کی ناکامی سے مایوس ہو جاتے ہیں۔

لہذا اگر ہم داخلی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں تبلیغی کام کرتے ہیں۔ تو ہم کو کسی مشکل کی پروا نہ کرنی چاہئے۔ اور نتیجہ کی خواہش کے بغیر ہر وقت اور ہر دم کام میں لگا رہنا چاہئے۔ کہ سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کو استقلال کی ہدایت ہوئی ہے۔ ہم کو اسی اعلیٰ استقلال کو سامنے رکھ کر کام کرنا چاہئے۔

انشاء اللہ ہم بھی غالب ہوں گے۔ اور ظاہری نتیجہ کے لحاظ سے غالب نہ بھی ہوں۔ تب بھی ہمارا استقلال اور کام میں لگا رہنا آئندہ نسل کو تبلیغی کام میں مستقل مزاج بنا دینگا۔

مصطفیٰ پر تراجم ہو سلام اور حرمت
 ربطہ جہانِ محمد سے سر جی کس مدام
 اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
 موردِ تہ سب سے اٹھیں غیار کے ہم
 زعم میں آنکھیں سجائی کا دعویٰ میرا
 کافر و ملحد و دجال ہیں کہتے ہیں
 گایاں سکنے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
 تیرے منہ کی ہی قوم میری سپاہیے احمد
 تیری لفت سے معمور میرا ہر ذرہ
 عصف دشمن کو کیا ہم نے کجبت پامال
 نورد کھلا کے تراسب کیا ملزم و خوار
 نقش سستی تیری لفت سے مٹایا ہم نے
 تیرا ہر ذرہ تیری راہ میں آیا ہم نے
 خم کا خم منہ سے لہجہ لگا یا ہم نے
 تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
 لاجرم در پو تپ سر کو تھکایا ہم نے
 آپ کو تیری محبت میں کھلایا ہم نے
 جب سے دل میں تر لفتن جھلایا ہم نے
 نو سے تیرے شیا طین کو کھلایا ہم نے
 تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
 مدح میں تیری شہادتیں گائیں گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آگے سر پہ پیائے آج
 شورِ شہر تیرے کو چہ میں مچایا ہم نے

اس روشن چشم۔ فرخِ حوصلہ۔ کریم النفس۔ معاشرت پسند اور درویش دل نے بادہ نشین (حضرت مسلم) کے خیالات جاہِ طلبی سے کوسوں دور تھے۔ اس شخص کی عظمت میں مترات کی شان نظر آتی تھی۔ اور اس کا شمار ان لوگوں میں تھا۔ جن کا شمار سچائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو فطرتاً بے لوث اور سچے ہوتے ہیں۔

ہیروزا اینڈ ہیروزا در شپ مصنفہ ٹامس کا لائل
 ۱۳۱ ہر انصاف پسند یہ یقین کرنے پر مجبور ہے۔ کہ حضرت محمد کی تبلیغی دہریتِ خالص سچائی اور خیر خواہی پر مبنی تھی۔ آپ ظاہری شانِ شوکت کو بالکل حقیر سمجھتے تھے۔ گھر کے اٹنے اڈنے کام خود کرتے تھے آگ سلگاتے تھے۔ جھاڑو دیتے تھے۔ اپنی جوتیاں گانٹھتے اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ جو ک روٹیاں کھاتے۔ مگر ہانوں کو اچھے سے اچھا کھلاتے۔ ہر اعتبار آپ مقدس بزرگ تھے۔
 (ایڈورڈ گلبن)

۱۳۲ ہر ایک بانی مذہب کی سیرت سے اس کے تحریری مکاشفات کی تکمیل ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت محمد صاحب کی حدیثیں ارقی کی جامع لکھنؤ میں۔ اور انکو افعالِ نبوی کے نمونے۔ حضرت کا مذہب شوک و شہادت سے پاک ہے۔
 (ایڈورڈ گلبن)

۱۳۳ حضرت محمد نہایت با اخلاق اور حمدل بزرگ تھے۔ اعلیٰ خدا پرستی اور عظیم فیاضی سخت تعریف ہے۔ آپ اس قدر انحرار پسند تھے۔ کہ بیماروں کی عیادت کو جایا کرتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے۔ غریبوں سے بہت زیادہ محبت کرتے اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ بکریوں کا دودھ دے دیتے اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے۔ بیشک وہ مقدس پیغمبر تھے۔

(سپینچر آف محمد مصنفہ لین پول)

اس کے علاوہ بیسیوں شہادتیں موجود ہیں۔ اور ہر بار کتب حضور سرور کائنات کی پاک زندگی کے متعلق لکھی جا چکی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے صاف اور متن طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات جن اخلاق عالیہ کی حامل ہے۔ اس کی مثال پیدا ایش عالم سے آج تک دنیا کے ایک فرد بشر کے اندر بھی ملنا محال۔ بلکہ قطعاً ناممکن ہے۔ بلکہ یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہ ہو گا۔ کہ تمام دنیا کے با اخلاق انسانوں کے اعلیٰ اخلاق کو جج کر کے آنحضرت کے اخلاق عالیہ سے مقابلہ و موازنہ کیا جائے۔ تو یہی وہ اس پاک ذات اور عینِ سستی کے اخلاق کیساتھ پوسا نہ آریں گے جس نے کہ جن مخلوق خدا کی بہتری اور برتری کیلئے اپنے آپ کو طرح طرح کی مشکلات اور مصائب میں ڈال لیں ایسے حالات میں سولے شہریرا متعصب لوگوں کے کوئی بھی انسان آپ پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب انتھیا گلی)

پیدائش

ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ سال قبل تری جب سے۔ جو آج سے ۱۳۹۵ سال قبل تری جب سے۔ اور ۱۳۵۸ سال شمسی حساب سے تک عرب کے مغربی ساحل صوبہ حجاز کے ام القری شہر مکہ معظمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نس میں خاندان قریش کے معزز کنینہ بنو ہاشم میں پیدا ہوا۔

شکر کے اس تاریک ترین زمانہ میں جہاں خود کعبۃ اللہ میں ۳۶۰ بہت بغرض عبادت اقوام عرب کے موجود تھے۔ اور یہی خاندان اس بت خانہ کا متولی تھا۔ وہاں آپ کے والد کا نام قدرت ازلی نے عبد اللہ یا معبود حقیقی کا بندہ اور اوقات کرنے والا تجویز کیا۔ اور شر و فساد کے ان خطرناک ایام میں جبکہ یہ لوگ بات بات پر آپس میں کٹھ مرتے۔ اور صدیوں بغض و عناد کا سلسلہ جاری رہتا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام آمنہ قرار دیا۔ جو لفظ امن سے مشتق ہے۔ گویا آپ کے وجود مبارک کا خمیر پیدائش سے ہی ایک طرف خالص توحید سے مرکب تھا۔ اور دوسری طرف فطرتاً امن و صلح آپ کے بدن کا جزو عظیم تھا۔

آپ کے دوران حیات میں نبوت سے قبل عموماً اور بعد از نبوت خصوصاً یہ دو امور آپ کے مذہب اور دوزمرہ کی زندگی کے طغراء امتیاز سے۔ یعنی اولاً اللہ اکبر اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دینا اور تبلیغ کرنا اور مخلوق خدا کو فاضل عباد اللہ بنانا۔ جو لفظ عبد اللہ میں مضمر تھا۔

دوم اللہ کے بندوں کو اپنے رب کی عبودیت کی طرف من و آشتی و محبت سے دعوت و تلقین کرنا اور کفر و شرک سے پناہ اور نجات دینا جو لفظ آمنہ میں پوشیدہ تھا۔ ان ہر دو امور کی تحفیں و تکمیل کے واسطے قدرت نے جس مبارک انسان کو چنا وہ ہمارا محمد تھا۔

بیم اور یتیموں کا والی

ہمارے مدوح کے والد کے قریب ہی دار فانی سے گزر گئے۔ اور والدہ چند سال بعد بیکہ آپ ہنوز بچے تھے۔ گزر گئیں۔ اور اس طرح آپ یتیمی کا مانہ عین طفولیت میں وارد ہوا۔ ایک یتیم پر جس قدر مصائب شدائد زمانہ کے ہاتھ سے گذر سکتے ہیں۔ وہاں آپ پر گذرے۔ ہر انسان خوب جانتا ہے۔ کہ عام طور پر اگر مدائعی کا خاص فضل و رحم کسی کے شامل حال نہ ہو۔ تو

بچوں کی زندگی ایام طفولیت اور عالم شباب میں خط ناک حالات میں سے گذرتی ہے۔ بالخصوص جبکہ پوری نگہداشت اور عمدہ تربیت کا موقع بھی میسر نہ ہو۔ ہمارے ہادی کی پرورش صحرا نشین بدوں میں اور مکہ معظمہ کے کفر گڑھ میں ہوئی۔ کوئی حکومت یا قانون کسی جرم کے روکنے کے واسطے موجود نہ تھا۔ فسق و فجور کا بازار گرم تھا۔ مگر قدرت الہی نے جس طریق پر آپ کی فطرت کو بنایا تھا۔ وہ ایسی پاکیزہ تھی۔ کہ آپ طبعاً ان امور سے نفور تھے۔ جو بچے کرتے ہیں۔ یا جوانوں سے سرزد ہوتے ہیں۔ جس وقت آپ نے دعوی نبوت کیا۔ آپ کی عمر کا بہترین حصہ گذر چکا تھا۔ چالیسواں سال تھا۔ آپ سے عمر اور آپ کے ہم عمر دونوں قسم کے لوگ موجود تھے۔ کہ آپ نے وحی الہی میں اپنی بچپن اور عالم شباب کی زندگی کو بطور بے عیب اور بے داغ زندگی کے پیش کیا۔ اور اپنے مخالفوں کو ان الفاظ میں چیلنج دیا۔ کہ لقد لبثت فیکم عمر اقصیٰ قبلہ

اخلا تعقلون یعنی میں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ جو عام طور پر خطرناک حالات سے گذرتا ہے۔ تمہارے درمیان گزارا ہے ذرا اسی کو غور اور تدبر سے دیکھو۔ کیا تم میں سے کوئی ہے۔ جو اس کو داغدار اور بدنام ثابت کر سکے۔ اس چیلنج پر آپ کے شدید ترین مخالفوں کو بھی سخت ناکامی ہوئی۔ اور اب وہیں جیسے اشد ترین مخالف نے بھی کہا انا لانکذب محمد ابل نکذب ما جاء بہ یعنی ہم تم پر جھوٹ بولنے کا الزام نہیں دیتے۔ بلکہ ہم اس کی وحی کی تکذیب کرتے ہیں۔ کہ وہ خدا کا کلام نہیں۔ اس کے بعد آپ کے دشمن امیہ بن خلف کی شہادت ہے۔ واللہ ما یکذب محمد اذ احدث یعنی خدا کی قسم محمد جب بات کرتا ہے۔ تو جھوٹ نہیں بولتا۔ اس کے بعد آپ کے خاندان قریش کے کفار کی متنفقہ گواہی ہے۔ کہ صلح بنی اعلیٰ کذباً۔ یعنی اے محمد ہم نے تجھے جھوٹ بولتے سنی نہیں سنا۔ جب ابوسفیان جیسے مخالف سے ہرقل بادشاہ روم نے دریافت کیا۔ کہ تمہاری محمد کے بارے میں کیا رطنے ہے۔ تو اس نے بھی آپ کی صداقت کا اقرار کیا۔

علاوہ ازیں آپ کے چچا ابو طالب جنہیں آپ کی پرورش اور نگرانی کا کافی موقع ملا شہادت ہے۔ کہ لہم ارمینہ کذبۃ۔ ولا ضحکا۔ ولا جاہلیۃ۔ ولا وقفاً صیح الصبیان یعنی میں نے محمد کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں پایا۔ نہ کسی سے ہنسی اور مذاق کرتے دیکھا۔ نہ جاہلیت کے کام کرتے نظر آیا۔ اور نہ آوارگی و بچوں کی طرف رغبت کرتے پایا۔ یہ آپ کے بچپن کے بارے میں گواہیاں ہیں۔ آپ کی جوانی کا زمانہ کس طرح گذرا۔ آپ نے حضرت قحط خاندان قریش کی ایک بیوہ کے ساتھ تجارت کی۔ آپ نے جس دیانت

اور محنت سے اس کے کام کو انجام دیا۔ اور جو تجربہ انہیں آپ کے چال چلن کا ہوا۔ وہ یہ تھا۔ کہ ایک تو انہوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ انہیں نکاح میں لے لیں۔ دوم جب آپ نے پہلی مرتبہ حضرت جبریل کو غار حرا میں دیکھا اور کشف وحی ہوئی۔ تو آپ نے حضرت فدیحہ سے ذکر کیا اور کچھ پریشانی کا اظہار فرمایا۔ جس پر انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ کلا واللہ لا یخزلیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتصل الکل وتکسب المعدوم۔ تقری الفیف وتعلم علی نواب الحق یعنی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو ذلیل نہ ہونے دے گا جبکہ آپ اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ غربا اور مساکین کو بوجھ کو اٹھاتے ہیں۔ اور وہ عمدہ کام جو اس زمانہ میں معدوم ہیں آپ کرتے ہیں۔ فہماؤں کو آرام دہ آسائش پہنچاتے ہیں۔ اور واقعی صاحب اور تکالیف میں لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔

جب حضرت ابوبکر سے کسی نے آپ کے نبوت کا دعویٰ کرنے کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے بلا تردد تامل کہا۔ ان کا دعویٰ نبوت سچا ہے۔ کیونکہ وہ صادق اور امین ہیں۔ قبل از نبوت مکہ کے گرد نواح کے لوگ آپ کو متفق اللفظ ہو کر صادق اور امین کہتے تھے۔

جمع مذاہب کے بزرگوں کی عظمت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل جس قدر نبی اور رسول گذرے۔ وہ صرف خاص ملک خاص قوم اور خاص زمانہ سے محدود رہے۔ اور دوسری اقوام سے انہوں نے کوئی سروکار نہ رکھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر سابق نبی کی قوم آج سوائے اپنے مذہب کے باقی امداد اس کی طرف منسوب ہونے والی کلام کے سابق رسولوں کی نکتہ چینی اور عیب جو ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ مبارک انسان ہیں۔ جنہوں نے پہلی دفعہ یہ اعلان کیا۔ کہ (۱) میں تمام رسولوں کی نبوت اور رسالت کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیونکہ ان من امۃ الاخلا فیہا نذیر دنیائی ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نذیر اور نبی ہوا ہے۔

۲۔ دسلا منہم من قصصنا علیک ومنہم من لہم نقص علیک یعنی جس قدر رسول گذرے ہیں قرآن میں سب کا ذکر نہیں کیا گیا۔ صرف بعض معروف انبیاء کا ذکر ہے۔

۳۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ لا فرق بین احد من رسلہ کا اقرار کرے۔ یعنی ہر نبی اور رسول کی صداقت اور رسالت پر ایمان لائے۔

پس صرف ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے۔ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلمہ محمد صلی علیہ وآلہ وسلم کے کھل

(از مولوی عبدالحکیم صاحب تلمیذی بکری جٹ احمدیہ نئی دہلی)

مجسمہ بنانا ہے۔ بھلا وہ کب اس کے خلاف جبر و اکراہ اور تعدی کی تعلیم دے سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض سیاہ باطن دشمنان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جہالت یا شرارت سے کہتے ہیں۔

مذہبی آزادی

پہلا انسان ہے جس نے عرب جیسے بے علم اور تاریک ملک میں ہر شخص کو اپنی ضمیر کے مطابق عمل کرنے کا حق دیا۔ اور صاف صاف فرمایا۔ لکھو دینکرو لی دین یعنی ہم کسی انسان کو اس کے ضمیر کے خلاف کسی تعلیم پر پھینچنے پر مجبور نہیں کرتے۔ ہر شخص آزاد ہے۔ جس بات کو حق اور صداقت جانتا ہے۔ اس پر آزادی سے عمل ہو۔ تمہارے واسطے وہ راستہ جو تم کو پسند ہے۔ اور ہمارے واسطے وہ جو ہمیں پسند ہے۔ پھر فرمایا لا اکراہ فی الدین یعنی مذہبی امور کی دعوت اور تبلیغ میں اور اس مذہب پر عمل کرنے میں کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو بربطوں اس کے ضمیر کے مجبور نہ کرے۔

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر مذہب نے اپنی تعلیم کے منوانے میں جبر و اکراہ سے کام لیا ہے۔ ہاں وہ صرف اسلام ہی ہے۔ جو شاعت اور تبلیغ کے واسطے ابتدا سے لیکر آج تک تلوار یا جبر و اکراہ کا محتاج نہیں ہوا۔ اگر مسلمانوں نے تلوار ہاتھ میں لی یا چلائی ہے۔ تو سخت ظلم اور تعدی برداشت کرنے کے بعد صرف اس غرض سے کہ جان کی حفاظت کریں۔ اور مذہبی آزادی حاصل کریں۔ اور بس۔

طریق تبلیغ

ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین کی تبلیغ کے واسطے جو طریق قرار دیتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن یعنی جب کسی اپنے مذہب کی تبلیغ کرے۔ تو لوگوں کو خدا کے مشن کی طرف دعوت دیتے ہوئے ہوش مندانه اور حکیمانہ کلام کرے۔ جو مدلل اور معقول ہو۔ اور لوگوں کے ضمیر کو متوجہ کرنے والا ہو۔ اور جب لوگ تمہاری حکیمانہ کلام کو سکر تمہاری طرف مائل اور متوجہ ہوں تو ان کو بہتر سے بہتر نیند نصیحت کر دو جس سے ان کے دل متاثر ہوں۔ اور جب ان کے دلوں پر اثر ہو اور وہ تم سے کوئی بات دریافت کرنا چاہیں۔ تو ان کو حسن طریق دیکھو اور بہترین پہلو میں سمجھاؤ۔ تاکہ ان کو نفرت نہ ہو۔ آج دنیا میں بعض مذاہب اپنا پرچار کرتے ہوئے سب سے اول دوسرے مذاہب کے مقدس مقاموں اور ان کی پاک کتب پر نکتہ چینی کرتے اور تمسخر اڑاتے ہیں۔ مگر اسلام نے ایسا کرنے کی تعلیم ہرگز نہیں دی۔ بلکہ اس سے روکا ہے۔ ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک طرف تعلق بالمدینہ انسان کا جیسا مرنالہ نظام منظمی پر تھا۔ یعنی اس کا کھانا پینا جلنا پھرنا وغیرہ جیسا ہونا۔ جگنا۔ مرننا۔ جینا خدا کی رضا مندی پر تھا۔ جیسا کہ کہتا ہے۔ ان صلوات ونسکی وحبیبای وحقانی بلدیہ رب العالمین۔ تو دوسری طرف اس نے شفقت علی خلق اسد میں قول۔ عمل سے وہ نمونہ قائم کیا جسکی نظیر نہیں مل سکتی۔ الغرض انسانی ضرورتوں کے تمام شعبوں میں بہتر سے بہتر نمونہ اور تعلیم چھوڑ گئے۔ اور ثابت

کفر آپ کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے تھے۔ لیکن پھر اسی مقدس انسان کے آستانہ پر آکر گرے۔ جو بیکس اور مسکین اور بے زری کی حالت میں مکہ کی گلیوں میں تہنا اور اکیلا پھرنا تھا۔ یہ یقیناً حضرت سرور کائنات مسلم کی ذات بابرکات ہی تھی جس نے ایک آن میں ان کی کایا پلٹ کر انہیں کندن بنا دیا۔ اور ان کو ایسا خدا دکھا دیا۔ کہ باوجود آفتوں اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے کے وہ آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔

ذیل کی باتوں سے باسانی معلوم ہو سکیگا۔ کہ کس طرح رسول خدا صلعم نے نفوس بشریہ کو تہذیب اخلاق کے کمال تک پہنچا کر مذہب۔ علم۔ سیاست۔ اخلاق غرض ہر پہلو سے دنیا کا استاد بنا دیا۔

توحید

صحابہ کرام توحید کے کلمہ کو اس الاموال سمجھتے تھے۔ حضرت عمر بن العاص کی وفات کا وقت آیا۔ تو رونے لگے۔ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ نے پوچھا۔ آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا موت کے ڈر سے؟ بولے خدا کی قسم نہیں بیٹا واقعا بالعلوت کا خوف ہے۔ بیٹے نے تسکین دی۔ اور کہا۔ آپ عمر بھر نیک کام کرتے رہے۔ رسول اللہ کا فیض صحبت پایا۔ اور آپ نے مسرت شام میں فتوحات کیں۔ بولے تم نے ان سب سے بہتر چیز شہادت کا لہ الا اللہ کو تو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو فکیرہ مہنڈائے عذاب کفار تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی جب ان کے آقا صفوان نے ایک گبریلے کی طرف اشارہ کر کے حقارت آمیز لہجہ میں کہا۔ کہ تیرا خدا ہی تو نہیں۔ تو بولے کہ میرا اور تیرا دونوں کا خدا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ بھونک۔

شرک سے بیزاری

حضرت عبداللہ بن عمر نے دیکھا۔ بی بی نے گلے میں گنڈا ڈال رکھا ہے۔ توڑ کے پھینک دیا۔ اور کہا۔ کہ آل عبداللہ شرک سے بے نیاز ہیں۔

حضرت ہند بنت عتبہ جب ایمان لائیں۔ تو گھر میں جو بت نصب تھا۔ اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ اور کہا کہ ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے۔

صحابہ کرام عبادت میں فاضل لذت محسوس کرتے

تھے۔ ایک دفعہ ماہ رمضان المبارک آیا۔ تو صحابہ نے کہا۔ یا رسول اللہ اس مہینے میں عبادت میں فاضل لطف آیا ہے۔ دوسرے مہینوں میں بھی ایسی عبادت بتائیے۔ خود قرآن مجید گوہی دیتا ہے۔ کہ رجال تلہیہم تجارۃ وکلا بیع عن ذکک اللہ کہ صحابہ ایسے لوگ ہیں۔ جن کو تجارت کے کاروبار خدا کی یاد سے نہیں روکتے۔ حضرت عمرؓ کو جس دن زخم لگا۔ اسی رات کی صبح کو

محمد رسول اللہ والذین منحوہ استلواء علی الکفار حیا بینہم تراء صورا کفاسجدا یتنون فضلاً من اللہ ورضواناً کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں دشتیوں میں دیں کا پھیلا تا یہ کیا مشکل تھا کار پر بنا نا آدمی۔ وحشی کو ہے اک معجزہ معنی راز نبوت ہے اسی میں آشکار نور لئے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار روشنی میں ہر تاباں کی بھلا کیا فرق ہو گرچہ بھلے روم کی سرحد سے یا از زنگسار حضرت سرور کائنات صلعم کی پاکیزہ زندگی اور قوت قدسیہ کا اثر مختلف پہلوؤں سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ منجوان کے ایک پہلو یہ بھی ہے۔ جو کہ مذکورہ بالا آیت میں ذات باری تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ محمد صلعم۔ اللہ کے رسول برحق ہیں۔ آگے اس دعویٰ کا ثبوت یوں دیا کہ ان لوگوں کو دیکھو جو آپ کے اخلاق و محاسن کے منظر۔ آپ کی تعلیم و تربیت کی مثال ہیں۔ آپ کی ہدایت و ارشاد کے مخاطب ادل۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے فیض صحبت سے بہرہ یاب تھے۔ اول ادل جب دنیا کے اس سب سے بڑے انسان نے دنیا کو عقائد و اعمال کی اصلاح کی دعوت دی۔ تو ریگستان عرب کے ایک ذرہ نے بھی اس کا جواب نہ دیا۔ لیکن صداقت کے اثر و تربیت پذیری کے جوہر نے چند ہی دنوں میں اس کے آگے پیچھے۔ دائیں بائیں غرض ہر طرف ان جاں نثاروں کی قطاریں کھڑی کر دیں۔ جن کے وجود سے

دیکھو ان کی تاریخ یکسر فالی ہے۔ عرب کے مقابلہ میں عرب کے طبائع کے مقابلہ میں۔ عرب کی قدامت پسندی کے مقابلہ میں عرب کی بت پرستی اور شرک و بدعت کے مقابلہ میں عرب کے ادین کے مقابلہ میں اور دنیا کے کل دیگر مذاہب کے مقابلہ میں آئیے جس طرح اپنے مقدس فرض کو سرانجام دیکر۔ دنیا کی سب سے گری ہوئی۔ وحشی قوم کو جو ساپنوں کے لئے عار اور بھیشٹریوں کیلئے موجب ننگ تھی مشیانہ عانت سے انسان اور انسان ہندوستان اور ہندوستان انسان سے باخلاق۔ اور باخلاق سے باخدا انسان بنایا۔ اس کی نظیر تلاش کرنا حاصل ہے۔ اگر یہ خدا کے تصرف اور اپنی توجہ کا اثر نہ تھا۔ تو پھر وہ کیا چیز تھی۔ جو ان روزوں کو اسلام کی طرف کھینچ لائی۔ جن میں سے اکثر نجات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں نے نماز فجر کے لئے جگایا۔ تو بولے ہاں جو شخص نماز چھوڑ دے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں چھوڑنا اس حالت میں کہ زخم سے خون جاری تھا۔ نماز پڑھی۔

اکل حرام سے قننا

صحابہ کرام اگرچہ تنگ دست اور فاقہ مست تھے۔ لیکن حلال طیب کے سوا اکل حرام سے آلودہ نہیں ہو سکے۔ حضرت امیر معاویہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بہت کچھ مال دجا تا وہ دیکر نیکو بیعت پر آمادہ کرنا چاہا۔ اور اسی غرض سے حضرت عمر بن العاص کو ان کی خدمت میں بھیجا۔ لیکن انہوں نے کہا۔ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ اور پھر کبھی نہ آؤ۔ میرا دین تمہارے درہم و دینار کے معاوضہ میں بک نہیں سکتا۔ میری صرف یہ خواہش ہے۔ کہ دنیا سے جاؤں تو میرا ہاتھ پاک و صاف ہو۔

شراب نوشی سے قننا

شراب کی حرمت کے ساتھ ہی صحابہ کرام نے اس دیرینہ عادت کو اس طرح ترک کر دیا۔ گویا انہوں نے جام و ساعر کو کبھی منہ ہی نہیں لگایا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں ابو عبیدہ۔ ابوطلیحہ اور ابی بن کعب کو شراب پلا رہا تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت شراب کی منادی کر دائی۔ ابوطلیحہ نے مجھ سے کہا کہ نکل کے دیکھو کیسی آواز ہے؟ میں گھر سے نکلا اور پلٹ کے کہا کہ شراب حرام ہو گئی۔ ابوطلیحہ نے مجھ سے کہا۔ تو شراب گرا دو۔ اور لوگوں نے اس کثرت سے شراب گرائی۔ کہ مدینہ کی گلیاں بہنے لگیں۔

سب سے بدکاری اجتناب

صحابہ کرام میں عفت و عصمت کا ایسا احسا پیدا ہو گیا تھا۔ کہ سخت سے سخت نازک موقعوں پر بھی ان کا دامن اس معصیت سے آلودہ نہیں ہونے پاتا تھا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے تھے۔ کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میری ناک بدبو سے بھر جائے۔ لیکن یہ پسند نہیں کہ اس میں کسی اجنبی عورت کی خوشبو آئے۔ حضرت عائشہؓ کے کانوں میں جب داقہ انک کی بھنگ پڑی تو بیہوش ہو کر گر پڑیں۔

شرم و حیا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے کہا کہ آپ حاکم کیوں نہیں کرتے۔ بولے میں پسند نہیں کرتا۔ کہ میری شرم گاہ پر کسی کی نظر پڑے۔ اس نے کہا تو تہ بند باندھ لیجئے۔ بولے میں کسی دوسرے کی شرم گاہ کو کبھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

حضرت عقیق غزوہ خنین سے پلٹے تو بی بی کو سوئی لاکر دیا کہ اس سے کپڑا سینا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کر دیا کہ سب مال غنیمت لاکر اکٹھا کریں۔ انہوں نے فوراً بی بی سے سوئی لے کر مال غنیمت میں داخل کر دی۔

ایک بار عبدالعزیز بن مروان نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو لکھا کہ میرے دربار میں اپنی ضرورتیں پیش کیجئے انہوں نے جواب میں لکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ادب کا

بچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ خیرات اس شخص سے شروع کرو جس کے تم کفیل ہو۔ نہیں تم سے کچھ مانگتا۔ اور نہ اس رزق کو واپس کرتا ہوں۔ جو خدا چاہے تمہارے ذریعہ سے دیتا ہے۔

جانوروں کی شفقت

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ ایک چرواہا ایک بگبگ کو چرا رہا ہے۔ انکو دوسری جگہ اس سے بہتر نظر آئی۔ تو کہا کہ وہاں لے جاؤ۔ کیونکہ قیامت کے دن ہر راعی سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائیگا۔

صبر شہادت

کفار نے جب حضرت حبیبؓ کو شہید کرنا چاہا۔ تو انہوں نے صبر شہادت سے اپنے جان و مال کو بچا لیا۔

اطمینان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ اگر تم کو یہ خیال نہ ہوتا کہ میں مرنے سے ڈرتا ہوں تو ان رکعات کو اور طویل کرتا۔

تحتفظ عن عبد اللہ

بن زبیرؓ جس روز شہید ہوئے۔ اس روز اپنی والدہ حضرت اسما و سلم کے پاس تشریف لے گئے وہ انہیں دیکھ کر بے بسیاقتل کے خون سے ہرگز کوئی ایسی شرط نہ قبول کر لیتا جس میں تنگدلت برداشت کرنی پڑے۔

ساتھ تلوار رکھا کر جانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کی جائے۔

مسکین نوزاری

حضرت عائشہؓ اندر سے ہو گئے تھے اس لئے دروازہ سے ایک دھاگا باندھ رکھا تھا جب کوئی مسکین آتا۔ تو ٹوکری سے کھجوریں لیتے اور دھاگے کے سہارے سے دروازے تک آ کر اسکو دیدیتے۔ گھر والوں کو کہا۔ ہم آپ کا یہ کام کر سکتے ہیں۔ بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین کو دینا بڑی جگہ پر گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

ایک غزوہ میں حضرت عکرمہؓ حضرت عارث اور حضرت ابی بن کعبؓ کے زخم کھانے پر گر پڑے۔ نزع کا وقت تھا۔ ایک شخص پانی لایا۔ اور حضرت عکرمہ کو پلانا چاہا۔ بولے پہلے سہیل کو پلاؤ۔ ان کے پاس آیا تو بولے عارث کے پاس لے جاؤ سب لاکھڑ کسی کے منہ میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گیا۔ اور سب نے تشنہ کمانی کی حالت میں جان دی۔

عفو و درگزر

صحابہ کرام و انکا ظہین الغیظ و العافین عن عقوبت و درگزر الناس کے مصداق تھے۔ ایک بار حضرت صفوانؓ مسجد میں چادر بچھا کر سو رہے تھے۔ ایک شخص آیا۔ اور چادر کو چرا بیجانا چاہا۔ انہوں نے اسے

پکڑا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ تو بولے کیا ۳۰ درہم کیلئے آپ کی ہاتھ کاٹتے ہیں۔ میں یہ چادر اس کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوں قیمت بعد کو اد کر دینگا فرمایا میرے پاس لانے سے پہلے ہی کیوں نہ معاف کر دیا۔

اولاد اور انکی محبت و اور انکی پرورش حضرت جابر بن عبد اللہ کے والد نے متعدد صغیر السن لڑکیوں کو چھوڑ کر انتقال کیا۔ تو حضرت جابر نے ان کی پرورش کی۔

ایک شہیدہ عورت سے شادی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کنواری لڑکی سے کیوں نہیں شادی کی کہ وہ تم سے کھلتی۔ تم اس سے کھیلتے۔ بولے باپ شہید ہوا۔ اور صغیر السن لڑکیاں چھوڑیں اس لئے ایسی عورت سے نکاح کرنا پسند کیا۔ جوان کی خبر گیری کرے ان کے بالوں میں کنگھی کرے۔ اور ان کے تمام کام انجام دے۔

یوں کیا سلوک

صحابہ کرام نہ صرف اپنے عزیز و اقارب بلکہ ہمسایوں تک کیسے نہایت عمدہ سلوک کرتے تھے۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے

ایک شہیدہ عورت سے شادی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کنواری لڑکی سے کیوں نہیں شادی کی کہ وہ تم سے کھلتی۔ تم اس سے کھیلتے۔ بولے باپ شہید ہوا۔ اور صغیر السن لڑکیاں چھوڑیں اس لئے ایسی عورت سے نکاح کرنا پسند کیا۔ جوان کی خبر گیری کرے ان کے بالوں میں کنگھی کرے۔ اور ان کے تمام کام انجام دے۔

صحابہ کرام نہ صرف اپنے عزیز و اقارب بلکہ ہمسایوں تک کیسے نہایت عمدہ سلوک کرتے تھے۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے

خاتم النبیین احسانا ہندوؤں کو

(از شیخ رحمت اللہ صاحب شاگرد اسٹنٹ ایڈیٹر الفضل)

بسم اللہ

آریوں کے مذہبی فلسفہ کی ترقی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ کثرت پرستی و عدت پرستی میں تبدیل ہو گئی۔ انور۔ ہندوؤں کے اس مذہبی عقیدہ میں یہ اہم تبدیلی دکھانے کے بعد اب یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ ہندو تمدن میں کہاں تک اسلامی تعلیم کی اتباع ہو رہی ہے۔

نکاح بیوگان

نکاح بیوگان ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو آج آریہ سماج میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ سوامی دیانند صاحب بانی آریہ سماج اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: "برہمن۔ کھشتری اور ویش درنوں میں کھشت یونی عورت اور کھشت دیویج مرد کا پنروادہ نہ ہونا چاہیے۔" (سیتا رتھ پرکاش باب صفحہ ۱۳۰)

مگر اس حکم پر ہندوؤں کا سب سے روشن خیال طبقہ آریہ سماج کہاں تک عمل پیرا ہے۔ اس کے لئے آریہ اخبار تیج ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۷ء کے حساب ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔ "ایک صحت در عورت کو ماں بنت کے حق سے روکنا ایک نہایت ہی شدید ظلم ہے۔ جو اس پر روا رکھا جاسکتا ہے مگر یہ ظلم ہم اپنی زندگی کے ہر ایک منٹ میں کر رہے ہیں" سوامی دیانند کے پیروؤں کی ان کے صریح حکم سے ایسی علانیہ روگردانی اور قرآن پاک کی تعلیم و انکحوا لایا حی منکم (۱۸-۴) کہ اپنی بیواؤں کا نکاح کر دیے۔ عمل اس بات کا بین ثبوت ہے۔ کہ ہندو دھرم کی تعلیم سے جسے سوامی جی نے پیش کیا۔ ہندوؤں کو جن تکالیف کا سامنا ہو رہا تھا۔ ان کا علاج انہوں نے تعلیم اسلام میں پایا۔ اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر ایک ایسا عظیم اثران احسان ہے۔ جس کو فراموش کرنا ان کی پرلے درجہ کی بے مروتی کا ثبوت ہو گا۔

طلاق

پھر قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ جب مرد اور عورت کا اکٹھا رہنا کسی وجہ سے مشکل ہو رہا ہو۔ تو وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا لا جناح علیکم ان تطلقتم النساء ناقابل برداشت حالات میں عورتوں کو طلاق دینے میں گناہ نہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات قدسی صفات اور حضور کی اقدس و اکمل تعلیم پر ہندو خواہ کس قدر بھی اعتراض کریں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جس قدر فائدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم سے یہ قوم اس وقت اٹھا رہی ہے۔ اتنا یہ اپنے مذہبی پیشواؤں کے طرز عمل اور ان کی تعلیم سے بھی نہیں اٹھاتی۔ ہندو تمدن ہندو دھرم میں اس قدر خامیاں اور نقائص ہیں۔ کہ اس پر عمل پیرا ہو کر یہ قوم کبھی ہندو اقوام میں شمار نہیں ہو سکتی۔ اس وجہ سے مجبور ہو رہی ہے۔ کہ اپنی مذہبی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اور اس سے صیرفا پہلو تہی کر کے اسلام کی تعلیم پر گامزن ہو۔ تا ان تباہ کن اور اخلاق سوز اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ جو ہندو دھرم کی تعلیم کی متابعت کا لازمی نتیجہ ہیں۔ ذیل میں چند ایک امور پیش کر کے یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ ہندو قوم کس طرح اپنے مذہبی احکام کو خیر باد کہہ کر علانیہ اسلامی تعلیم پر کار بند ہو رہی ہے۔

توحید

اسلام دنیا میں پہلا اور آخری مذہب ہے۔ جس نے خدا تعالیٰ کی توحید کو صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور شرک فی التوحید کو ایک گناہ عظیم اور ناقابل معافی تصور ٹھیک کر دیا اور وحدت کا سبق دیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء (۵-۳) اس کے مقابلہ میں آج سے چند سال ہی قبل ہندو دھرم کے ماننے والے لاتعداد دیوتاؤں کی پرستش کو ذریعہ تجات سمجھتے تھے۔ لیکن آج انہی میں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے۔ جو وحدت الہی پر ایمان رکھنے کی مدعی ہے۔ مجھے اس وقت اس بحث میں بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ صحیح طور پر موصد کہلا سکتے ہیں یا نہیں۔ بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ توحید کا خیال ان کے لالو لہو میں جاگزیں ہو چکا ہے اور وہ کثرت پرستی کو وعدہ ٹھیک سے تبدیل کر چکے ہیں۔ گو اپنی آبائی ذہنیت کے اثرات کے ماتحت وہ اس کو اچھی طرح نہ سمجھ سکے ہوں۔

ڈاکٹر تارک صاحب ڈاں صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی کا ایک مضمون ۸ جون ۱۹۲۷ء کے آریہ اخبار تیج میں شائع ہوا ہے جس میں آپ کہتے ہیں :-

ایک بکری ذبح کی۔ پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ گھر والوں سے پوچھا کہ تم نے ہمارے یہودی ہمسایہ کے پاس گوشت بھیجا یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جبرائیل نے مجھ کو ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کی اس شدت سے وصیت کی۔ کہ میں سمجھا کہ اس کو شریک وراثت بنا دیں گے۔

صاحب کرام غلاموں تک کی آسائش کے غلاموں ساتھ سلوک کا خیال رکھتے۔ اور کبھی سخت کام نہیں لیتے تھے۔ ایک بار ایک شخص حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس آیا۔ دیکھا کہ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ غلام کہاں ہے؟ بولے ہم نے اس کو ایک کام کیلئے بھیجا ہے۔ اس لئے یہ پسند نہیں کیا۔ کہ اس سے ڈوڈو کام لیں؟

صاحب کرام کے لین دین کے تعلقات بھی نہایت حسن معاشی اعلیٰ تھے۔ وہ ادائیگی قرض کا خیال رکھتے۔ قرضداروں کو ہمت دیتے۔ اور بسا اوقات قرض معاف کر دیتے دوسروں کی جانب سے قرض ادا کرتے۔ اور وصیتوں کو پورا کرتے۔ بیبیوں کے درمیان عدل قائم رکھنے کا یہاں تک خیال رکھتے۔ کہ حضرت معاذ بن جبل ایک کی باری ہوتی۔ تو اس دن نہ دوسری کے گھر کا پانی پیتے تھے۔ نہ اس کے گھر کے پانی سے دھو کرتے تھے؟

صاحب کرام اور سامان آرائش سے پرہیز طرز معاشرہ کرتے تھے۔ تجارت اور اپنا کام خود کرتے۔ اور دست سوال دراز کرنے سے نفرت کرتے تھے۔ حضرت عبدالرشید بن عمرؓ نے ہر دو نعمت کی وجہ سے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھا تھے۔ ایک بار ان کو کسی نے جوارش دی۔ اور کہا کہ یہ کھانا ہضم کرتی ہے۔ بولے میں تو ہینوں پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتا۔ مجھے اس کی کیا ضرورت ہے؟

ان تمام حالات پر نظر ڈالنے سے ہر عقلمند انسان آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ یہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور روحانی توجہ کا نتیجہ تھا۔ کہ درندے با اطلاق اور با خدا انسان بن گئے۔ اگر آسانی کتابوں کا یہ بیان صحیح ہے تو اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ اور برادرخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا۔ نہ برادرخت اچھا پھل لاسکتا ہے۔ کیا جھاڑیوں سے انگوٹیا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں؟ تو اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رگلے ہوئے درخت سے ایسے اعلیٰ پھل نکلے۔ کہ کسی سری جگہ اس کی نظیر تلاش کرنا لامحالہ ہے۔ پس سوچنے کا مقام ہے۔ کہ جبر پاک انسان اپنی روحانی قوت سے دوسروں میں ایسا عظیم اثران تغیر پیدا کر سکتا ہے۔ اس کی اپنی زندگی کیسی پاک و رسوا ہوگی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر اس کے مقابلہ میں ہندو دھرم میں وہ مرد و عورت جو ایک دوسرے کے
رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں کسی صورت میں بھی علیحدہ
نہیں ہو سکتے۔ اور ہندو قوم اس بات کو فخر یہ پیش کیا کرتی ہے کہ
تو بیک دھرم میں پتی اور پتی کا سمبندھ وہ پوتر سمبندھ
ہے۔ جسے سوائے موت کے دنیا کی کوئی طاقت توڑ نہیں سکتی
اور سوامی دیانند صاحب کا بھی صاف حکم اس بارہ میں
موجود ہے۔ کہ

”عورت و مرد کا بچھوڑا کبھی نہ ہونا چاہیے“

(ستیارتھ پرکاش ص ۱۱۱ باب ۴)
ہندو اس معاملہ میں بھی اسلامی تعلیم کی متابعت اور اپنی
مذہبی تعلیم کو ترک کرنے پر ہی حالات زمانہ کی وجہ سے مجبور
ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ملاپ (۳۰ نومبر ۱۹۲۷ء) تحریک کرتا ہے کہ
”خاص حالتوں میں طلاق جائز قرار دیا جائے“ اور پھر یہی نہیں
بلکہ اس پر عمل بھی شروع ہو چکا ہے۔ چنانچہ ملاپ ۲۶ نومبر
۱۹۲۷ء میں مندرجہ ذیل خبر درج ہے۔

”امرت سمر ۲۲ نومبر۔ کٹرہ دولو کی ایک عورت مسماہ
رام بھائی نے اپنے فائدہ کے خلاف اس بنا پر طلاق کی۔
درخواست دی ہے کہ مجھے وہ مارتا رہتا ہے۔ اور بد معاشی
کرنے پر مجبور کرتا ہے۔۔۔۔۔ فائدہ پورے ڈیس کے ڈر سے اسے
طلاق دیدیا“

گوشت خوری

اور دیکھئے قرآن کریم نے سوائے ان جانوروں کے جن کا
گوشت مضر صحت یا مخرب الافلاک ہے۔ باقی جانوروں کا گوشت
حلال قرار دیا ہے۔ جیسے فرمایا۔ الیوم احل لکم الطیبات (مائدہ)
تمام پاکیزہ چیزیں کھانا تمہارے لئے جائز ہے۔ مگر سوامی دینند
صاحب بانی آریہ سماج گوشت خوری کو کہاں تک ناجائز سمجھتے
ہیں۔ کہ اس کے استعمال کرنے والے کو پیچھے کے دلآزار لقب سے
ملقب فرماتے ہیں۔ لکھا ہے۔

”شراب و گوشت کھانے پینے والے ملیجے کہ جن کا جسم شراب
اور گوشت کے ذروں سے بھرے۔ ان کے ہاتھ کا نہ کھادیں“
(ستیارتھ پرکاش ص ۱۱۱)

مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے تبعین نے بھی آپ کے خلاف
صغیر کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں بھی آپ کے پیر آپ کے
خلاف چل کر اسلامی تعلیم کی معقولیت پر نہ تصدیق ثابت کر رہے ہیں
چنانچہ ڈاکٹر موہنجے نے جو ہندوؤں کے ایک مقتدر رہنما ہیں۔
ہندو سماج کے اجلاس بمبئی اور پلوٹشل ہندو سماج انبار
میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”کم از کم ستائیسوں کے دھرم میں شاستر کے مطابق مانس کھانا
پاب نہیں ہے۔ اور اپنی بڑبڑتی ہوئی دقتوں کو روکنے کیلئے

یہی واحد ذریعہ ہے“ (ملاپ ۹ نومبر ۱۹۲۷ء)

دعا

ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ انسان کو اپنے اعمال کی جزا سزا فرو
بھگتنی پڑتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا۔
خواہ انسان کس قدر بھی معافی مانگے۔ اور اس کے آگے گڑ گڑا
اس لئے دعا مانگنا ایک بے فائدہ بات ہے۔ کیونکہ خدا سے قبول
نہیں کر سکتا۔ مگر اسلام میں بتاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو
ستتا اور ان کو قبول کرتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ اجیب دعوة
الذاع اذ دعاءت (بقرہ ۲۳) اور فرمایا۔ ادعونی استجب
لکم (مومن ۶) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ
الدعا صمخ العبادۃ۔ یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔ لیکن
سوامی دیانند صاحب نے دعا کے متعلق اسلامی تعلیم کا مضحکہ
اڑاتے ہوئے لکھا ہے۔

”دیکھئے مسلمانوں کی غلطی کہ جو اپنے مذہب کے نہیں۔ ان
کے مارنے کے واسطے خدا سے دعا کرتے ہیں۔ کیا خدا سادہ لوح
ہے جو ان کی بات مان لینگا۔۔۔۔۔ اگر خدا ایسا طرفدار ہے۔
تو دیندار آدمیوں کی عبادت کے لائق نہیں ہو سکتا“

(ستیارتھ پرکاش ص ۱۱۱ باب ۱۱۲)
مگر دیکھئے اسلامی تعلیم کا مضحکہ اڑانے والے اور قبولیت
دعا کو خدا تعالیٰ طرفداری پر محمول کرنے والے سوامی دیانند جی کے
پیر و کس طرح اپنے عمل سے ان کی تعلیم کا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔

بھائی پرمانند صاحب جو آریہ سماج کے روح رواں سمجھے
جاتے ہیں۔ اور جنہیں آریہ سماجی دیوتا سروپ سمجھتے ہیں۔ پشاور
میں ایک تقریر میں ہندوؤں کو نصیحت کرتے ہیں۔

”آپ تمام اگر کوئی اور قربانی نہیں کر سکتے۔ تو ہر روز صبح
پانچ دس منٹ کیلئے پرانتا سے پرانتھا کریں۔ کہ رکھ دو رہوں۔
مجھے امید ہے کہ اگر تم ہندو صرن ہی حربہ اختیار کریں۔ تو قوم
کے دکھ ضرور دور ہو جائیں“ (ملاپ ۸ مئی ۱۹۲۷ء)

ولود اسیان

ہندوؤں میں ایک مذہبی رسم یہ بھی ہے۔ کہ مندروں پر
کنواری لڑکیاں بطور نذر چڑھانی جاتی ہیں۔ جن کو ووداسیان
کہتے ہیں۔ مگر یہ رسم بے شمار خرابیوں اور مضرتوں کا موجب ہو
رہی ہے جنہیں تہذیب بیان کرنے کی اجازت نہیں دینی۔
یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کامیابانیتہ فی الاسلام کا حکم دیکھا ایسی رہبانہ زندگی کی
مانعت فرمادی ہے۔ اور اب اس کے مضرت سے آگاہ ہونے کے
بعد اس کے بد اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے ہندو بھی اس
تعلیم کا نفاذ بذریعہ قانون کر دالے کی کوشش میں ہیں چنانچہ
مدراں کونسل میں ایک ہندو ڈاکٹر مستھو کشی نے بیچمبر ۱۹۲۷ء

”مندروں پر دیوتاؤں کا پڑھنا یا جانا بند کیا جائے“
(تج ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

سمندر یا تیرا

ہندو دھرم میں تو یہاں تک خامیاں اور کوتاہیاں ہیں
کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو ہندوؤں کی زندگی دو بھر ہو جائے
چنانچہ سمندر پار جانا بھی ان کے ہاں کفر کے مترادف ہے۔
چنانچہ کاشی کے پنڈتوں سے ان لوگوں کے متعلق فتویٰ
پوچھا گیا۔ جو سمندر یا تیرا کرتے ہیں۔ پنڈتوں نے اس کا یہ جواب
”یہ دھرم شاستر کے بالکل خلاف ہے“ (پرکاش ۲۲ جنوری
۱۹۲۷ء)
کیا ہندو اپنے دھرم شاستر کی اس تعلیم کو قابل من سمجھتے ہیں
ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ اپنی بہتر ترقی اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ اس حکمت
آموز تعلیم پر عمل کریں۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ذریعہ نازل ہوئی۔ یعنی خدیجی الابرص خاندن کو

قربی رشتوں میں شادی

اسلام نے قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنے کی اجازت جن صحابہ
کی بنا پر دی ہے۔ ان پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی نہ اس وقت گنجائش ہے
اور نہ ضرورت۔ اس جگہ صرف یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ ہندو بھائی اپنی
عادت سے مجبور ہو کر ہمیشہ اس کے خلاف زہرا لگتے رہتے ہیں۔ مگر اب
حالات و تغیرات زمانہ سے مجبور ہو کر وہ اس کو بھی اختیار کر رہے ہیں۔
چنانچہ آریہ اخبار ملاپ (۳۰ نومبر ۱۹۲۷ء) میں لکھا ہے کہ۔
”پشاور کے ایک کپور (۲ گھنٹہ گھر) نے لڑکی کی شادی لاہور کے
ایک معزز کپور (۲ گھنٹہ گھر) کے لڑکے سے ہوئی ہے۔ ہم ذات ہونے کے
سوائے یہ آپس میں خال زاد بہن اور بھائی بھی ہیں“

شدھی

مضمون لکھا گیا۔ اس میں صرف ایک بات اور پیش کر کے اسے ختم کیا جاتا ہے
اسلام تبلیغی مذہب ہے۔ اور مسلمانوں کیلئے تبلیغ کرنا فرض قرار دیا گیا
ہے چنانچہ شاستر ہے۔ ولتکن منکم امة یلحدون الی الخیر
یا مردون بالمعروف (آ۲)۔
لیکن زمانہ کی نیرنگی دیکھئے آج وہی ہندو جن کے دھرم شاستر
میں شوروں کے لئے اس قدر سخت قوانین موجود ہیں۔ اپنا تمام زور
اچھوت اور ہار پر صرف کر رہے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ دیگر امور کی طرح
اس امر میں بھی ہندو رشتوں نے اپنی مذہبی تعلیم کو پس پشت ڈال کر
اسلامی تعلیم کی خوبیوں کا عملی طور پر اعتراف کیا ہے۔

اب سوچنے کا مقام ہے۔ کہ جب ہندو عملی طور پر اس تعلیم پر
کار بند ہیں۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا پر نازل ہوئی
تو کیا بہتر نہیں۔ کہ وہ ظاہر طور پر جو غیرت کی نقاب اوڑھے
ہوئے ہیں۔ اسے بھی جھاک کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اور اگر
ان میں اتنی اخلاقی جرات نہیں تو کم از کم اس شخص کو جس کے واسطے
نازل شدہ تعلیم سے وہ اس قدر فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ اور اس مقدس
انسان کو جو اس حالت میں جب وہ مذہبی و تمدنی نقائص کی وجہ سے غبار
سراسیمہ ہو جاتے ہیں مان کے سامنے ایک ایسی شاہ راہ پیش کر دیتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان ہر کی نسبت ہمارا طرز عمل کیا نا جائز ہے

از جناب لالہ دنی چند صاحب ایڈووکیٹ (انبالہ)

ریاض نبوت کے پھولوں کا ستراج پھول

از جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانہ

دو چار گھڑی کے ہنسنے پر ہی ہو پامالی پھولوں کی
عبرت کا ایک مرتبہ ہے۔ ہر تہی مالی پھولوں کی
جوش و خروش چاہے گریباں پر نہ پڑے سارا داما
سے کسا جب کہ جو دیکھ سکے آشفۃ علی پھولوں کی
قزاق خزاں جب آئیگا۔ بازار حین لٹ جائے گا
اڑ جائے گی تو پھولوں کی سب لیکر لالی پھولوں کی
اک مست المست کو گلشن میں مدبوش بنانے آئی ہے
ہر آنکھ رسیلی نرگس کی۔ ہر لال پیالی پھولوں کی
ہے ماہ جمال عذاروں میں ہر شعلہ رورخشاں میں
کچھ شان جالی پھولوں کی کچھ شان جلالی پھولوں کی
ہے جس کے داغ الفت نے گلزار کھلایا سینے میں
میں اس شرمیلے پھول کو دوں یہ جا کر ڈالی پھولوں کی
کانے کانے بادل چھائے میخوڑوں کے ساقی آئے
کس کیف میں اگر جھوم رہی ہے ڈالی ڈالی پھولوں کی
یہ ہنستے میں اس رونے پر وہ اس ہنسنے پر روتی ہے
ہے خام خیالی شبنم کی۔ یا خام خیالی پھولوں کی
مجھ میں اس میں کچھ فرق نہیں۔ سوسور و ساز کا فرق
میں منت کش ہوں کانٹوں کا ٹیل ہتوالی پھولوں کی
کر پیدا شان محبوبی سے خدمت ایندہ گوشوں سے
یاں کانٹے نیزے تانے کرتے ہیں کھولی پھولوں کی۔
اے چرخ کہن کیا بھولا ہے ان تاروں کی قندیلوں پر
آدیکھ تجلی بارگستاں میں دیوالی پھولوں کی
اک پھول جو تمنا سب پھولوں کا ستراج ریاض نبوت میں
اس پھول کو لیکر مالی نے اک ہر بنالی پھولوں کی۔
گلزار ختم نبوت میں۔ رحمت کی یاد ہساری سے
اک پھول نے کھل کر گلشن میں کیا شان نکالی پھولوں کی
ہر شعر میرا موسیقی ہے۔ ہر بیت میں حسن حقیقی ہے
کچھ تان اڑائی بیل کی۔ کچھ شان اڑالی پھولوں کی
مستور فروغ حن کی کرنوں میں اک حن کا سورج ہے
عالم ہے انوکھا پھولوں کا دنیا ہے نالی پھولوں کی
ہر صبح سویرے صحن چین میں بنجو دک کے لاتی ہے
دلدادہ حن کو لائق صورت بھولی بھالی پھولوں کی

اس صیغہ سے آنحضرت کا درجہ دنیا کے نادیدوں کی صف اول
میں آتا ہے۔ آپ نے حضرت عمر۔ ابوبکر صدیق۔ حضرت عثمان۔
اور حضرت علی کو بنایا۔ جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں آنحضرت کے
مشن کو غیر معمولی فروغ دیا۔
ہر ایک غیر مسلم کا فرض ہے کہ وہ ایک ایسے غیر معمولی انسان
کو عزت سے یاد کرے۔ میرے لئے اور میری سمجھ میں ہر ایک غیر مسلم
کے لئے آنحضرت کی عزت کرنے کے لئے یہ قطعی دلیل ہے کہ میں
ایسا کرنے سے ان کے لاکھوں کروڑوں پیرؤوں کے جذبات
اور احساسات کی قدر کرتا ہوں۔
میں ہر ایک مسلم سے بھی یہی امید کرتا ہوں۔ کہ وہ غیر مسلم
نادیدوں اور رشیوں کی بھی ویسی ہی عزت کرے۔ اگر ہم
ہندو اور مسلم یہ طریق عمل باہمی اختیار کر لیں۔ تو بہت
سے جھگڑے جو ہماری نادانی اور تنگدلی کی وجہ سے پیدا
ہوتے ہیں۔ رفع ہو سکتے ہیں۔ میں اپنے مسلم بھائیوں سے
درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی غیر مسلم اپنی کم
فہمی کی وجہ سے کوئی نازیبا لفظ آنحضرت کی شان میں
کہے۔ تو اسکو قومی پر خاش کی وجہ نہ بنائیں۔ اشعار
ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آنحضرت کے زمانہ میں آپ کی
نسبت تو کیا۔ خدا کی نسبت بھی کیا کیا نہیں کہا جاتا تھا۔
قبیل ان الله ذو ولي
قبیل ان الرسول قد کننا
ما ننجا الله والرسول معا
من لسان الوما فکیف انا

ایڈیٹر، ہم جناب لالہ صاحب کے ممنون ہیں۔ کہ
انہوں نے یاد جو اپنے بچے کی رفتیگی کا سخت صدمہ ہونے
کے ہماری گزارش کو قبول کر کے مضمون ارسال
فرمایا۔ اور اس میں بہترین خیالات کا اظہار
کیا۔ جیسا کہ ناظرین کرام متعدد مضامین میں ملاحظہ
فرمائیں گے۔ باقی اسلام علیہ السلام نے وحی آبی کے ماتحت ہر قوم کے
بزرگوں کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے اپنی فاضل دریا
اور اسکے لئے پیغام صلح کے نام سے ایک سالہ تحریر فرمایا ہے۔

مکرم من ایڈیٹر صاحب الفضل
تسلیم۔ آپ کا عنایت نامہ آیا۔ جو خدمت آپ نے میرے سپرد کی
ہے۔ میں اسکو بجا لانا اپنے لئے نہ محض ایک برادرانہ فرض سمجھتا ہوں
بلکہ باعث راحت بھی سمجھتا ہوں۔ آپ کا خط اس امر کا شاہد ہے کہ
آپ ہندو اور مسلمانوں کے درمیان خوشگوار تعلقات پیدا کرنا چاہتے
ہیں۔ میں خود ان بے قرار اشخاص میں سے ہوں۔ کہ جو ہندو مسلم
تعلقات کے کرہ ہوائی سے ہر ایک قوم کی سمیت کے اثرات کو جتنی
جلدی ہو سکے۔ دور کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ برسوں ہی میرا
چھ سالہ محنت جگر مجھ کو داغ مفارقت سے گیا ہے۔ اور میں غم و
الم کے دریا میں غرق ہوں لیکن آپ کے ارشاد کی بجا آوری کو
فرض اولین سمجھ کر سطر زبیل میں سر انجام دینے کی کوشش کر دینگا۔
میں مسلم نہ ہوتا ہوا آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دنیا کی غیر معمولی اور عظیم الشان ہستیوں میں سے سمجھتا
ہوں۔ اور اسلئے جو چند خیالات میں ان کی نسبت ہر یہ ناظرین
کرتا ہوں۔ وہ صدقلی سے کرتا ہوں۔
میں اس بات کا قائل ہوں۔ کہ روز آفرینش سے دنیا بترتیب روز
افزوں ترقی کرتی چلی آئی ہے جس غیر معمولی انسان نے کسی ملک
یا دنیا کی اخلاقی یا سوشل یا پولیٹیکل حالت کو بہتر بنانے میں نایاب
حصہ لیا ہے۔ وہ تمام دیگر انسان کے شکر یہ کا مستحق ہے۔ اس امر
سے کوئی انصاف پسند شخص انکار نہیں کر سکتا۔ کہ آنحضرت محمد صلی
نے دنیا کے اندر غیر معمولی تبدیلی پیدا کی۔ آپ کی پیدائش سے
پہلے کا زمانہ زمانہ جاہلیت کے نام سے بجا طور پر موسوم ہے ملک
عرب میں کئی قسم کی خرابیاں موجود تھیں۔ وہ آپ نے یک قلم
دور کیں۔ انسان کو یہ سبق دیا۔ کہ وہ اشرف المخلوقات ہے
اور ایک ایسی عالمگیر برادری کی بنیاد ڈالی۔ جس میں ہر ایک
انسان کو مساوات کا درجہ دیا۔ خدا کی نسبت جو دنیا میں
پہلے خیال موجود تھا۔ اسکے اندر وحدانیت کے مسئلہ کی تعلیم
و تلقین دے کر ایک بڑی اصلاح پیدا کی۔ یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ
تہذیب کی مشاہرہ میں بڑی ترقی اور تبدیلی کی ضرورت ہے۔ جس
آنحضرت کے مشن کی نسبت خراج تحسین ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا
ایک عظیم الشان شخصیت کا ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ اپنی مثال سے کئی
غیر معمولی انسان بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے پیدا کر دیتا ہے

خاتم زمان کے فیضان بیکران

(جناب مولوی ذوالفقار علیخان صاحب گہر کے قلم سے)



<p>امارت کو کیا پابند محتاجوں کی خدمت کا تعلق کر دیا مضبوط راعی و رعیت کا رعیت کو دیا حکم اس نے حاکم کی اطاعت کا بنا سینہ ہر تہی کا خزانہ علم و حکمت کا محافظ کر دیا ان کو امانت اور دیانت کا جو بزدل تھے کیا شیرا کو میدان شجاعت کا غریبوں کو سبق اس نے پڑھا با صبر و غیرت کا کیا مسدود دروازہ ہر اک جبر و کراہت کا کیا برباد لشکر فتنہ و ظلم و جہالت کا دکھا با چشم ظاہر ہیں کو نظارہ حقیقت کا کیا آئینہ کثرت کو جاذب نور و وحدت کا ہے گا جس سے سرسبز و ثمر و باغ ملت کا کیا امت کو جس نے وارث انعام نبوت کا کہ ہے محتاج گوہر آپ کے لطف شفاعت کا</p>	<p>حکومت کو بنیاد سنگی بے کساں اس نے خلافت کو منقید کر دیا آئین شوری سے کیا حکام کو پابند عدل و رحمت و شفقت پڑھایا اس نے ذوق علم و شوق ارتقا ایسا وفا کے عہد صدق قول انسان پر کئے لازم بنایا بھیڑیوں کو بکریوں کی طرح نرم اس نے امیروں پر غریبوں کی خبر گیری مقرر کی امور میں دنیا کو عطا کی اس نے آزادی مٹا دی سیرت غارتگری و قتل و سفاکی نفوس قدسیہ پیدا کئے انفاس قدسی سے ملایا عالم فانی کو ذات جاودانی سے کیا و ربط قائم خالق و مخلوق میں اس نے نہ ہو کیوں رحمتہ للعالمین پھر ذات پاک اس کی خدا را لے شفیع روز محشر رحم فرمانا</p>	<p>مدینہ تھا وہ صدق و عدل و علم و حکمت کا دیا اس نے سہارا سب کو اپنے دست شفقت کا فرشتوں سے بڑھایا مرتبہ انساں کی رفعت کا کہ ایک درگیز حکم گیر گنجینہ ہے راحت کا پچھایا ایک سترخوان ایمان و اخوت کا کیا ایک تخت آئینصال استبداد و نخوت کا تھے قسمت غلاموں کو کیا وارث حکومت کا کیا مسدود جنیر اس نے دروازہ بلاکت کا کیا نبیونہ ساریہ انکی استغوش محبت کا گھلا جنسے کمال ارتقا انساں کی فطرت کا بڑوں پر بار ڈالا اس نے چھوڑی حفاظت کا کہ طوفان تمدن جھاڑے ایوان عصمت کا کیا در بند بہننان - افترا و کذب و قہیت کا فروع جسم کا حافظ نگہباں ہے ہمارت کا یہی ہے منتہا انسان کے داد و عدل و نصیحت کا شرف مخلوق پر انسان کو بخشا فضیلت کا کہ استحکام تھا ہمیں ہی آئین حکومت کا مٹایا انکے دل سے نقش ہر نوع بغاوت کا دکھا کہ مرتبہ انسان کو نیکی کی عظمت کا اسی میں راز مضمحل ہے ہر آزادی ملت کا</p>	<p>محمد پیش خیمہ تھا خدا کے فضل و رحمت کا پھنسی تھی کفر و شرک و جہل کی دلدل میں دنیا اٹھایا نسل انسانی کو اس نے زور و وحدت سے جھکایا اس نے انساں کو فقط اللہ کے آگے مٹایا امتیاز نسل و رنگ و قوم و ملک اس نے غلامی کی ہر آنے بخیر آ کر کاٹ دی اس نے رنگا شاہ و گدا کو اس نے اک رنگ اخوت میں نہ جھولیگا کبھی احسان اس کا عالم نسواں بنایا انکو مردوں کی طرح ہر فضل کا وارث سکھائے اس نے وہ اخلاق و آداب کر بیا دیا چھوٹوں کو اس نے درس تکریم بزرگان کا سکھایا اس نے سیکھوں کو جیوا و شرم کا شیوہ زبانوں کو سبق شیریں کلامی کا دیا اس نے دلوں کے پاک کھنے کا یہ گہرا ہے سمجھایا عداوت میں بھی رحم و عدل کو قائم رکھا اس نے حقوق عبد و معبود حقیقی اس نے سمجھا کر فقیرانہ بسر کی زندگی خود بادشاہی میں رعایا کو بنایا اس نے امن عام کا حامی مٹا دی اس نے دل سے ہر بدی و جرم کی خواہش یہی وہ حریت ہے نور ایماں سے چولتی ہے</p>
--	---	--	--

یہ بیچارہ ضعیف و ناتواں بیمار و بے کس ہے
سہارا آپ کا ہے یا خدا کے فضل و رحمت کا

اٹھ لے گوہر تسلیم لے ہاتھ میں لکھ مطمع ثانی
صلہ جس کا ہو یہ کھٹکا مٹے روز قیامت کا
(باقی پھر کبھی)

مَا اسَلَكَ الْاِحْسَانَ الْعَالَمِينَ

(از جناب شیخ عبدالرحیم صاحب سابق سردار حجت سنگھ قادیان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات - آپ کی قربانیاں
آپ کی طہارت - اور آپ کے تقویٰ پر قلم اٹھانا اور پھر بالاستیعاب
اس میں کامیاب ہو جانا ایسا ہی مشکل ہے جیسے کسی بے پایاں
بحرِ خاں میں شناوری کا ارادہ کرنا۔ اور پھر کنا سے پر بھی پہنچنے
کی امید رکھنا۔

آپ کے اخلاق کریم اور آپ کے وجود باوجود میں مروت
اور رحمت انسان سے لے کر ادنیٰ درجہ ذی رواج تک صفا
اور خوبی سے نظر آتی ہے وہ کسی دوسرے وجود میں تلاش
گو یا سورج کے ہونے ہوئے کسی ایسی چیز کو تلاش کرنا ہے
جو روشنی کے لئے کچھ کام آسکتی ہے۔ انسانی اخلاق میں صلاح
کے لئے ایثار علی النفس وہ جوئی کا اصل الاصول ہے جس کے
پیدا ہو جانے سے پھر انسان کسی جگہ بھی اخلاقی کمزوری نہیں
دکھا سکتا۔ مگر آپ کے طفیل آپ کی امت میں اکثریت یہ
چمکتا ہوا جوہر نظر آنے لگا وہی وحشی اور بدوی جو بات بات
میں غیر چھوڑا ہونے کے خون کے پیاسے ہو جایا کرتے تھے۔
یوں ٹھنڈے ہوئے جیسے کوئی منوں برف میں دب کر اچھی
ابھی نکلا ہو۔

ایسا کیوں ہوا اسکی کیا وجہ تھی؟ ربا المشرق والمغرب
لا الہ الا ہو فاتخذناہ وکعبلا۔ مشرق اور مغرب کا
پرورش کنندہ جس کے سوا کوئی مقصود اور محبوب اور مطلوب
نہیں ہے اسی کو اپنا وکیل بنا یہی وہ عقیدہ ہے جس نے اس
بے لگام قوم کو سفاکی اور قزاقی سے روک کر دنیا اور دنیا
کے بسنے والوں میں محبت اور آشتی کے دودھ سے ہر چھوٹے
اور بڑے کی پرورش کے لئے آمادہ اور مجبور کر دیا۔ وہ تو یہ
سمجھ گئے تھے کہ ہائے لم یزل قادر اور قیوم آقا ہیں ربوبیت
رحمیت عفو وکریم اور یہے پایاں احسان کے وہ صفات
ہیں جن کے ذریعہ ہر کس وناکس ایک احسن نظام کے ماتحت
اپنی زندگی آیام ہر طرح کی غفلتوں اور کوتاہیوں کے ہوتے
دوئے بے انتہا قسمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بسر کر رہے
ہے وہ ایمان تھا جس نے انکی کاپا لٹھی اور تھلوا بااخلاق
اللہ کے ماتحت رحمتہ للعالمین کے طفیل دنیا پر پورا بار
اور رحمت بن موملادار یا ریش کی طرح بر سے
اللہ اللہ وہ کیسا کریم دل تھا۔ جس سے ایک دو
نہیں۔ دس برس نہیں۔ بلکہ لاکھوں انسانوں نے یہ سبق پڑھا

اسے خوب یاد کیا۔ اور اپنے اخلاق کی فرست میں سب سے اوپر
اسے جگہ دی۔ اس طرح ایثار علی النفس نے گویا عملی صورت
اختیار کی۔ اور مخلوقات کی پرورش میں وہ سرگرمی دکھائی
جسکی نظیر تو پہلے کسی نے دکھی اور نہ ہی اب کسی غیر میں کوئی
دیکھ سکتا ہے۔

فی الواقعہ اسی رحم اور ایثار علی النفس کو اگر نصب العین کر لیا
جائے تو پھر تمام اخلاقی شعبوں میں خود خود ہی انسانی تمدن کی
بہبودی اور آسائش ایسے نمایاں طور سے نظر آنے لگتی ہے جیسے
چمکتے ہوئے ستاروں میں چاند کی چمک مک صاف طور سے
روشن اور عیاں نظر آتی ہے۔ یہ صفت خاص طور پر ارحم
الرحیم میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ودیعت
کی اور آپ کے وجود کو انکے لعلی الخلق عظیم کی صفت
سے منصف اور مزین فرما کر قل ان کنتم تحبون اللہ
فانبعثونی بحبيبکم اللہ کے اعلیٰ و ارفع مقام پر بکھرا
کیا۔ آپ نے خدا تعالیٰ کے صفات کا علم حاصل کیا۔ اسکی صفات
میں اپنے آپ کو رنگین کیا۔ پھر اسی بات کی تعلیم اپنے متبعین کو
دی اور انکو بھی اسی رنگ میں رنگین کیا۔ تب اس دنیا سے آپکی
رحلت ہوئی۔

ذو القربی کو ان کے حقوق دینا۔ غربا۔ یتیم۔ مسافروں اور
مساکین کی تنگدانی کرنا۔ پڑوسیوں کے ساتھ نواہ وہ اپنے ہوں
یا بیگانے ہر طرح سلوک کرنا۔ اقوال میں احسن اقول اختیار
کرنا۔ صدق کو اپنا وظیرہ بنانا۔ غیبت اور بہتان سے پرہیز کرنا
وغیرہ۔ پھر افعال میں اپنے حقیقی اور حسن آقا کی عبادت
اور اسکی یاد میں دن رات سے اکثر حصہ نکالنا۔ طیب مال کمانا
اسکو صدقہ و زکوٰۃ اور خیرات کے رنگ میں مخلوقات کی بہتری
کے لئے خرچ کرنا۔ ماں باپ کا ہمدرد ہونا۔ محسن کو اس کے
احسان سے بڑھ کر بد نہ دینا۔ یا کم از کم اسکی ویسا ہی سلوک
کرنا۔ گھر میں عورتوں کے ساتھ لوجہ اللہ معاشرت کو
سراخام دینا۔ خیار کم خیار کم نساء ہم تم میں سے
اچھے وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے اچھے ہیں (پر عمل پیرا ہونا)
صنف نازک کے لئے لیسق مثل الذی علیہ من بالمعروف
کے سنہری اصل کو قائم کرنا اور اس کو عمل جامہ پہنانا۔ سیاست
میں بغاوت سے منع فرمانا۔ عدل و انصاف اور تقویٰ کو جنگ
جدال میں نظر کشاات عاقبتہم فحاقبوا بمثل ما

عوقبتم پر عمل درآمد کرنا۔ پھر ان اللہ لا یحب الظالمین۔
اللہ لا یحب المصنئین۔ کو مد نظر رکھنے ہوئے ہر قسم
مظالم اور سخی تلبیوں سے کنارہ کش ہونا۔

تجارت میں۔ اموال کی ادارہ میں خیانت غش اور ناجائز
کمیاں یا زیادتی کے متعلق مفصل ہدایات فرمانا۔ سود لینے سے جس
اکثر حصہ مخلوقات کا جو نہایت ہی سختی اور بغاوت ہوتا ہے
جائنا ہے سختی سے منع فرمانا۔ ہرقسم کے ناجائز طریق جن سے لوگوں
کے اموال میں دست برد کجا سکتی ہے بالکل ہی روک دینا۔ اور
ان اللہ یحب المحسنین پر خاص طور سے زور دینا۔ تا
لوگ بطور احسان غریب اور ناداروں کے بوجھ اٹھائیں۔ کہ سو
لے کر ان اس پر دگنا گنا بوجھ لا دیں۔

تمدنی خوشحالی کے لئے انسان کے خیالات۔ اس کے دل و
دماغ کی اصلاح کے اصول قائم کرنا۔ مثلاً لا یحییٰ الہک
الشیخ الا باھلہ دہری تدبیر ہمیشہ کرنے والے پر ہی
پڑتی ہے۔ کا ارشاد فرمانا۔ یا بڑے ملٹون خدا تعالیٰ پر رکھنے
یا ناجائز حسد کو دل میں جگہ دینے وغیرہ وغیرہ سے روکتا۔
انسان کے لئے ایسا ذخیرہ صد اقتوں کا روزانہ تلاوت کے
لئے مقرر کرنا جس میں تمام کتب قبیلہ اپنے سنہری اصول کو
اپنے ہاتھ سے جمع کرا چکی ہیں جس میں نبی بدی کے متعلق مفصل
ہدایات موجود ہیں اور جو انسان کے لئے خدا تعالیٰ کے ساتھ
محبت پیدا کرنے میں دن رات برقی طاقت سے بڑھ کر کام کرتی
ہیں۔ نیز اپنے اعمال صالحہ کا عمر بھر کا ذخیرہ ایک نقاد قوم کی
تخیل میں دسے جانا۔ اسی طرح انسانی زندگی کے مقصد پر بحث
کرنا۔ اسکے تنزل اور ارتقاء کے تمام اسباب مفصل طور سے

اسکی آنکھ کے سامنے رکھ دینا۔ اسکی زندگی پر اس کے وجود
کی علت غائی پر مدلل اور پوری توجہ دلانا۔ یوم آغاز سے بیکر
آخری دن تک تقویٰ اور طہارت پر اسکو عمل پیرا ہونے کی تلقین
کرنا۔ اور اس راہ میں ہر کس وناکس کے جوہر نشہ و سردت
کرنا۔ کیا یہ تمام امور ایسے تھیں ہیں جو آپ کے عرض آسہی
کے فیض سے مخلوقات میں شائع ہوئے۔ اور لعلات یا مخ
نفسک سی رحمان آواز آپ کے کان تک پہنچانے کی
ضرورت پیش آتی۔

یہی رحم اور کریم اور عفو کی صفت جو انسان کی تربیت کے
لئے از حد ضروری ہے اور جو جس جتنی وسعت کل شئی
کے اظہار کے لئے انسانی جا سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہم مثل وہو میں انعکاسی رنگ لے ہوئے تھی۔ ان
اہلی الفاظ میں ہم صاف طور سے نظر آسہی ہے یا تہا
التبھی جاہد الکفار والمنافقین واعلمظ علیہم
وان تستغفر لہم سبعین مرۃ ظن یعفر اللہ

لہذا انسان کو ہم انسان۔ ایسی بے مثل الہی اخلاق میں رنگین ہونیوالی ہستی جسکو بار بار کہا جاتا ہے کہ رحم کی حد ہوتی ہے آخر بس بھی کرو گے موجودہ زمانے کے زاعاقتیت اندیش لوگوں میں خواہ وہ اپنے ہوں یا بیگانے ال ماشاء اللہ وقلیل ماہم ایسی بری طرح بدنام ہے کہ خود یا اللہ آپکو کیا کچھ نہیں کہا جاتا ہے اور کیا کچھ ہے جو ہم نے اپنے ناموار افعال سے آپ کی طرف منسوب کرنے میں کسر چھوڑی ہے۔

اعاذنا اللہ وعا فانا منہ۔ انسان کے لئے ایسا رحیم اور ہی خواہ وجود جو اس کو ان بتوں سے چھڑاتا ہے جو کسی طرح بھی کام کی چیز نہیں ہیں اور اسپر وہ بہت پرست قوم سیخ پا ہو کر آپ کو دھکیاں دیتی ہے ستاتی ہے گھر سے کالتی ہے۔ آپ کا سر لانے پر سواوٹ کا انعام پھیراتی ہے مگر وہ جلا وطن ہونا ہے گھر بار اور آبائی وطن کو خیر باد کہتا ہے سفر کی تکلیفیں اٹھانا ہے۔ انکے جلوں کا دفاع عدل اور تقویٰ پر کاربند ہو کر کرتا ہے مگر جب پھر ان پر قابو پاتا ہے تو انکو لا تشرب علیکم الیومہ کہہ کر بالکل ہی معاف کر دیتا ہے۔ دشمن خون کا پیسا ساخت انتظار کے بعد تلوار لے کر جبکہ آپ آرام میں ہیں سر پر آپنچتا ہے مگر پھر جب وہ آپ کے وار کے نیچے آتا ہے تو آپ و العاقین عن الناس پر عمل فرماتے ہیں اور اس کو بھی بالکل معاف کر دیتے ہیں آپ نے خیر اندیش باپ کی طرح ہی نوع انسان کی بیوادی میں سرگرمی اور جانفشانی سے کام لیا۔ اور اس کے ہر شعبہ زندگی میں بہترین رہنما کی طرح اس کی رہنمائی کی۔

ملک کے خیر خواہ کے لئے تین ہی بڑے صفات ضروری ہوتے ہیں۔ بتی نوع انسان کے تمدن کی اصلاح۔ اسکی بیوادی اور آسائش کی افزونی۔ بے زبان حیوانات پر مناسب رحم پھر خالق کے حقوق کی پہچان یعنی اسکی تمام نعمتوں پر شکر گذاری کرنا۔ سوان ہر سہ امور میں آپ نے انسان کی ایسی رہنمائی کی ہے کہ اسکی نظیر قرون اولیٰ میں کسی دوسرے وجود میں بالکل ہی فقید المثل ہے۔

بعض مذہبی رسوم ایسے ہیں کہ ان میں رہبانیت کا طریقی جو خالق کے ایک حصہ مخلوق کو بالکل ہی باطل کر رہے ہے مروج ہے بعض وہ ہیں جو اخلاقی پہلو میں محض نرمی اور نرمی ہی کی تلقین کرتے ہیں۔ مگر آپ نے اپنے حقیقی خالق کی ہر چھوٹی بڑی خلق کی بحسب منازل نہایت ہی مناسب قدر کی ہے اور اپنے نام کے تمام اقوال و افعال میں خدا تعالیٰ کے اخلاق پر گہری نظر ڈالنے ہوئے اس کے صفات کے ساتھ ساتھ اپنی تمام حرکات اور سکناات کو عبادتہ حیثیت میں بالکل ہی تاج اور مطہر کر دیا ہے۔ گھر کے اندر اگر آپ صنف نازک کے متعدد نفوس میں

عدل و انصاف سے زندگی بسر کر کے خدا تعالیٰ کی اس خلق کی بے انتہا قدر کرتے ہوئے معلوم ہونے ہیں۔ نومیدان کا انداز میں بھی آپ بچوں اور عورتوں اور بوڑھوں پر جو دراصل عیش فتنہ و فساد نہیں ہیں۔ رحیم اور کریم نظر آتے ہیں۔ اور قائلو الذین یقاتلونکم کی قدر و قدر سے ذرہ بھر بھی قدم باہر رکھنا پسند نہیں فرماتے۔ اس لئے کہ رب العالمین۔ المرحمین اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے موصوف ہستی دن رات میں قریباً ہر دو تین گھنٹے کے بعد علاوہ ذکر و شغل کے ضروری آپ کے سامنے آ جایا کرتی تھی جس کے رحمانہ صفات آپ کے اقوال اور افعال میں وہی کریمانہ تغیر پیدا کرتے رہتے تھے جو آپ کے حقیقی آقا میں بوجہ اتم و اکمل ہر ذرہ مخلوق کے لئے اپنا کام کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

لہذا آپ کے اخلاق میں خواہ وہ کسی حصہ زندگی میں نظر آئیں یہی رحمانہ پہلو صاف طور سے نظر آتا ہے۔ مثلاً عدل اور انصاف میں۔ اپنوں اور بیگانوں سے نرمی اور مروت میں جانوروں پر رحم اور انکی اچھی طرح سے خبر گیری میں۔ بڑوں کی تعظیم میں۔ چھوٹوں پر شفقت میں۔ خدام پر نظر عنایت رکھنے میں۔ انسان کی ترقی کے اسباب میں۔ اسکی پیدائش کی علت غائی میں نیز اسکی ترقی کے انتہائی مقام میں۔

بالخصوص انسان کی ساری عمر کی سعی کو عمدہ نتائج میں نمود کرنے کے لئے آخرت کے مسئلے پر خاص طور سے زور دینا اور اس کو اچھی طرح سے سمجھانا۔ یہ آپ کا اتنا بڑا احسان مخلوق خدا پر ہوا ہے کہ اس کے صلے میں خواہ کتنی بھی دعا آپ کے لئے کوئی کرے اس کا معاوضہ کما حقہ بالکل ہی ادا نہیں کر سکتا اللہم صل وسلم وبارک علیہ کما تحب وترضی انک حمید ماجید۔ الہی تو جیسی برکت پسند کرتا ہے اپنی حمد اور حمد کے موافق آپ پر رحمت اور برکت نازل فرما۔

انسان کی حقیقت کیا ہے اس کے خالق کی اسکی خلق میں کیا غرض ہے۔ پھر اس کے صفات انسان کی پرورش میں کہاں تک اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔ انسان کس طرح ان صفات میں رنگین ہو کر یہ سب انخاد و کمال کے فنا سے بچ سکتا ہے۔ اور دائمی زندگی اور دائمی نعمت کو حاصل کر سکتا ہے۔ الغرض یہ تمام باتیں جن کے سمجھ لینے پر ہی انسان کی دائمی راحت منحصر ہے ان پر آپ نے وہ روشنی ڈالی ہے کہ کتب سابقہ میں اسکی نظر لانا ناممکن تو اس کا عشرت شیر بھی باوجود مروت کو مستشش کے آپ کہیں اگر دیکھنا چاہیں تو ہرگز ہرگز نہ دیکھ سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر اہم میں تقویٰ اور طہارت اور تزکیہ نفوس میں بڑا گہرا اثر کرنے والی بات دینی خدا تعالیٰ کے صفات کی تفصیل نہیں گہری نظر اور پھر ان تقاضا انسانی پیدائش اور اسکی پیدائش

کی علت غائی میں) منسل نہ مذکور ہونے کی وجہ سے وہ آسمان الہام کی بارش جو ایمان کی کھیتی کو بوجہ اتم و اکمل سیراب کر سکتی ہے۔ بالکل مفقود اور محض عنقا رکھتی ہوئی نظر آتی ہے منعم علیہ قوم کی خوشہ چینی سے کوئی کوئی فرد اگر کچھ فائدہ کبھی حاصل کرے تو وہ اس مقدس قوم کی ہی طرف منسوب کیا جائے نہ کہ کسی غیر کی طرف۔

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ پر مفصل آگائے سخن سے انسان پر ایسا ہی احسان کیا ہے جیسے کسی کو دیا ہوئی آگ سے نکال کر یکدم راحت بخش اور ٹھنڈے منقا میں رکھ دینے سے کیا جا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم تو تجھ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس کلام کی تصدیق ہم آپ کے ہر حصہ اخلاق میں عیاں طور سے دیکھ اور پاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اتنا سخن نزا الذکر و انالہ لحاظظون۔ میں آپ کے اخلاق فاضلہ کو ثابت اور قائم رکھنے کی خوشخبری اور بشارت محدود زمانے بجائے غیر محدود زمانے تک ممتد اور دراز کر کے مخلوقات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کے دامن سے وابستہ ہونے کی تا کی اور تمام فیوض سماوی کے حصول کے لئے آپکی اطاعت آپکی اتباع کو لازمی اور ضروری قرار دیا۔ ان فی ذالک لذکر لی لمن کان لہ قلب او الفی السمع وھو شہد افسوس ان پر جو حضرت عیسیٰ کی آمد کے منتظر ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آسمان سے آئینگے۔ اور اب تک زندہ ہیں۔ بھلا ان کا اتباع میں وہ خوبی کہاں۔

کتنی نا انصافی ہے۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ محض تعصب کی بنا ایک انسان کے تمام حالات پر نظر ڈالنے کے بغیر اسکی طرف بڑے افعال منسوب کر کے اس سے دشمنی اور عناد رکھنا اسے خواہ مخواہ بڑا بھلا کہتے رہنا اپنا فرض منصبی سمجھ رکھنا۔ یہ تو ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص نہایت ہی سیدھا اور پر رستہ بنائے تاکہ لوگ اس پر چلکر جلد منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔ مگر چند گمراہ اور راہ راست سے الگ ہونے والوں دیکھ کر یا انکی حالت زار پر نظر غامڑا لیکر کوئی ناہموار اسراہ راست بنانے والے کو بڑا بھلا کہنا شروع کر دے۔ ہو یا یہی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے وجود متعلق چسپان کیجائی ہے۔ ہم اگر بڑے ہیں ہمارے افعال اگر ناگفتہ بہ ہیں۔ اگر ہم جاوہ مستقیم سے الگ ہو کر کھائے گئے ہیں۔ ہم میں اگر سو قسم کی نہیں ہزار قسم کی برائیاں ہیں اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا قصور۔ ہم سے جب سلوک کرنا ہے کرو۔ ہم کو ہمارے بڑے افعال کی با میں لگا گھونٹ کر مارنا ہے تو مارو۔ ہم سے ہمارے اعمال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطابق جیسا بھی دل کھول کر سلوک کرنا ہے کرو۔
پیشہ مار و مشن دل ماشاد۔ مگر لٹڈ برائے خدا
اس بابرکت وجود کو کیوں کوستے ہو جسکے ہر قول میں
جسکے ہر فعل میں جسکی ہر رفتار میں جسکی ہر طرز میں
تمہارے لئے محض خیر ہی خیر نظر آ رہی ہے اور جسیں
رزقہ روح کے لئے اگر ہے تو ایسی رحمت اور
سی شفقت جو کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔ ہاں
قصب کی پٹی آنکھوں پر بندھی ہو تو پھر کسی
س کی بات نہیں :-

دیکھے آپ فرماتے ہیں ان اللہ رفیق یجب
رفق فی الامور کلد۔ خدا تعالیٰ رفق کرے تو والا
ہے۔ رفق کو ہر امر میں پسند کرتا ہے۔ پھر فرماتے
ان الرفق لا یکن فی شیء الا ذانہ
لا یبذرع من شیء الا شائئہ۔ رفق جس
میں بھی ہوگا۔ اسکی زینت کا باعث ہوگا۔ اور
س چیز میں نہ ہوگا اسکو بُرا ہی بناے گا۔ پھر
تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے خدا الحفو عفو
ہمیشہ کا وتبرہ بناؤ جس انسان کے اخلاق
بنائے ان امور پر ہو وہ کس طرح دنیا میں مخلوق
لئے سختی یا درستی یا ناروا زیادتی کو جائز
رہے سکتا ہے یا خود کبھی ایسا کر سکتا ہے انبیا
م سلام امین ہونے ہیں جو کہتے ہیں وہ خود بھی
تے ہیں :-

ایک مبارک وجود جو تیرہ سو سال سے زیادہ
ہو گیا کہ ہم سے جدا ہو چکا ہے اسکے ہر سکون
اسکی ہر حرکت میں ہمارے لئے بہبودی اور
یش اور ہر قسم کی راحت ہے جس نے چند مٹھی
در چند کھجوروں پر اپنے دن گزار دیئے ہوں
و دولت سے لوگوں کے گھروں کو اور بھیرو
سا اور اونٹوں سے انکی داد پونگو پھر دیا ہو
س نے اپنی قوم کو تو صدقوں کے لینے سے
مگر جو سائل کو کبھی رو کر نہ جانتا ہو۔ جو
دوستی میں ابر نیساں کی طرح مخلوقات پر
اہو۔ جو مخلوقات کی بھلائی کے لئے شب
ی میں اتنا کھڑا رہتا ہو کہ پاؤں سوچ
ہوں۔ جو راتوں کو اٹھ کر انکے لئے دعائیں
ہو۔ جو اپنی نیم شبی دعاؤں میں اتنا سرگرم
و کہ اسے روکنے کی ضرورت پیش آتی ہو۔
نے انسان کو اسے حقیقی آقا سے ملانے کے

لئے ہر مصیبت کو بخوشی برداشت کر کے اس راہ میں جان تک جانے کی پروا نہ
کی ہو۔ وہی جو سر سے پاؤں تک لہو لہان ہو کر پھر بھی اسی زندگی اور قیام کا بھد
حرص خواہاں ہو اہو۔ ہاں وہ نہایت ہی رحیم اور کریم ہستی جو انسان کو انسان پر

رسول کریم کی ایک سے چند اشعار

فرمود

حضرت مسیح موعود علی الصلوٰۃ والسلام

آنکہ در خوبی نثار دہم سرے
آنکہ روش واصل آں دلبرے
ہمچو طفیلے پروریدہ دربرے
آنکہ در لطف اتم یکتا ورے
آنکہ در فیض و عطا یک خاوردے
آں کریم وجود حق را مظرے
زشت روز را میبکند خوش منظرے
صدر و رون تیرہ را چوں اخترے
رحمتے زان ذات عالم پروردے
شد دل مردم ز نور تاباں تمے
وز لالی پاک تر در گوہرے
در دلش پراز معارف کوثرے
ثانیئے او نیست در بحر و برے
نے خطر نے غم ز یاد صبرے
بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے
تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے
وا نمودہ زور آں یک قادے
بت ستاؤبت پرست و بت گمے
دشمن کذیب فساد و ہر شرے
بادشاہ و بیگساں را چا کرے

در دلم جو شد نثارے سرورے
آنکہ جانش عاشق یار ازل
آنکہ مجذوب عنایات حق است
آنکہ در بر و کرم بحر عظیم
آنکہ در جود و سخا ابر بہار
آں رحیم و رحم حق را آیتے
آں رخ قرخ کہ یک دیدار او
آں لے روشن کہ روشن کردہ است
آں مبارک پے کہ آمد ذات او
احمد آخر زمان کز نور او
از بنی آدم فروں تر در جمال
بر لبش جاری ز حکمت چشمہ
بہر حق داماں ز غیرش بر فشانہ
آں چراغش داد حق کش تا ابد
پہلوان حضرت رب جلیل
تیرا و تیزی بہر میدان نمود
گرد ثابت بر جہاں بحر مبتاں
تا مانند بے خبر از زور حق
عاشق صدق و سدا و راستی
خواجہ و مرعاجزاں را بندہ

آں تر تمہما کہ حلق ازوے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادے

فخر اور غرور اور تکبر کرنے سے روک کر ان میں
حقیقی اخوت اور مساوات قائم کرنے کا خواہاں
رہی ہو۔ جس نے انسان کے وجود کو قیمتی اور نایاب
سمجھ کر اُسکو زمینی سے آسمانی بنانے میں اپنے
سارے اوقات کو وقف کر دیا ہو۔ جس کے
وجود سے ان کھینٹیوں کی حفاظت کی گئی ہو
جو نہایت ہی قیمتی ہیرے اور لعل و تیا میں
بکھیرتی رہتی ہیں اور جن پر دنیا کی اکثر آبادی
کا انحصار ہے۔ وہ انسان ہاں وہ فخر کائنات
اولین و آخرین۔ وہی جو انسانی جسم میں مجسم
رحم و کرم سے خمیر شدہ ہستی تھی۔ اس پر طرح
طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون۔ اللھما بحرنا
فی مصیبتنا و اخلفنا خیراً مندہ :-
ہم بصد منت التجا کرتے ہیں کہ کسی قوم کے
مقدس افراد کو ہرگز ہرگز برائی اور مذمت
اور دشنام دہی سے یاد نہ کیا جائے۔ اس
قلوب میں اشتعال پیدا ہو کر یا ہمیں نثار اور
عداوت پیدا ہوتی ہے اور فضا عالم میں اس
ایسی اینٹری اور خرابی سے پیدا ہونے کا اندیشہ
ہے۔ کہ کسی طاقتور بادشاہ کی ہرقم کی کوشش
سے بھی ممکن نہیں کہ وہ رک سکے :-
وہ محسن انسان جسکی فطرت عزیز علیہ
ما عنتم حدیص علیکم کہ اس پر گراں
گزرنا ہے وہ سب کچھ جس سے تم تکلیف میں پڑو
اور ہر بھلائی کے لئے تمہارے حق میں حریص ہے
کیا اسکی ذات اسی قابل ہے کہ بجائے رحمت اور
دور و بھیجنے کے اس کو برے الفاظ سے یاد
کیا جائے اور ان تمام بدیوں کو آپ کی طرف منسوب
کیا جائے۔ جن کو آپ لاکھوں انسانوں سے سنانے
والے تھے نہ کہ خود کرنے والے :-
کیا ایسا شخص جو واللہ لایومن احدکم
حتی یحب لاحیہ ما یحب لنفسہ
دشمن ہے اللہ کی نہیں ایمان لاتا ہے تم میں سے کوئی
بھی حتی کہ جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔
وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے، پر عمل کرنے
اور کرانے والا ہو۔ کیا کسی انسانی سوسائٹی میں کسی
طرح بھی قابل نفرت ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر
کتنا افسوس ہے کہ ایسے شخص کو بلا وجہ کو سا اور بُرا بھلا کہا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

وكان خلقه القرآن

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب۔ اہل قادیان

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ صلوٰۃ اللہ رب العالمین کی پاکیزہ زندگی کو قریب سے دیکھنے والی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ نے ایک ہی تقریب میں حضور انورؐ کی زندگی کا نقشہ کھینچ دیا۔ کہ کات خلقہ القرآن۔ پس جو کچھ میں لکھوں گا۔ ان آیات قرآنی کی بنا پر ہوگا۔ جو ذہن میں مستحضر ہو سکیں گی۔

خدا تعالیٰ سے تعلق کا تو یہ مقام تھا۔ کہ ارشاد ہو۔ تم دنیا فسد طی۔ نکات قاب تو میں ادا خ۔ یعنی اور اللہ سے واصل اور مخلوق میں شامل۔ اور مخلوق سے یہ حال کہ فرمایا انک ولعلیٰ خلق عظیم۔ تو خلق کے اسلئے مدارج پر فائز ہے بشر بہر حال بشر ہے۔ انواع و اقسام کی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ آپؐ کی نسبت فرمایا۔ لیخفرك الله ما تقدم من جنات و صافات اخر و یتم نعمتہ علیک ویحدیک صراطا مستقیما و ینصرت اللہ نصراً عزیزاً۔ یعنی سب انسانی کمزوریوں بشری۔ فردگذا اور ان کے نتائج سے آپؐ کی حفاظت کی جاتی ہے۔ بہر بات میں صراط مستقیم دکھایا جاتا ہے۔ اور کامیابی۔ با عزت کامیابی دی جاتی ہے۔

یہاں تک کہ آخر آپؐ کو مقام ستائش میں اٹھایا گیا۔ عسی ان یتخذ ربک مقاماً محموداً۔ دنیا آپؐ کی تعریف سے بھر گئی۔ اور مذمت کرنے والوں کا کھو جڑا کھویا گیا۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ وضعنا عنک وزرک الذی انقض نظرک و رفحنالک ذکرک۔ آپؐ کے تمام بوجھ ہلکے کر دئے گئے۔ بلکہ ان سے سبکدوش کئے گئے۔ اعدا آپؐ کا نام آپؐ کا ذکر اقوام عالم میں بلند ہوا۔

((میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس سے بہتر اور بزرگتر مقام کسی انسان کا ہو سکتا ہے۔ جو آپؐ کو ذات خداوندی سے نبٹا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ اول علامہ نور الدین رضی اللہ عنہ سے ایک بار میں نے عرض کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں کوئی ایک کلمہ ہے کہ اس سے بڑھ کر نہ ہو سکتا ہے ہونے میری طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ میاں تم تو شاعر ہو۔ س بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر۔ عرض کیا۔ کوئی ارشاد خداوندی ارشاد ہوا۔ رب السموات والارض فرماتا ہے۔ وكان فضل

اللہ علیک عظیما۔ فضل ہر قسم کے مکارم کو عاوی ہے۔ پھر جسے خدا تعالیٰ عظیم فرمائے۔ اس کا قیاس انسانی دماغ کیا کر سکتا ہے۔ آپؐ کی پاکیزہ و مطہر زندگی کے متعلق حضرت مسیح موعود نے میرے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ اور اپنی ایک کتاب میں بھی لکھا ہے قل ان صلواتی وسنتی ومحیای وجمالی لله رب العالمین لا اشریک لہ و بذلک اصرت وانا اول المسلمین۔

آپؐ کی عبادت۔ آپؐ کی قربانی۔ آپؐ کا جینا۔ آپؐ کا مرنا۔ سب اللہ رب العالمین کے لئے تھا۔ اس میں کسی چیز کو آپؐ نے شریک نہیں فرمایا۔ آپؐ سب بڑھ کر اپنے سولے کے فرمانبردار تھے۔ حکم باریتالی ہے۔ اس کا اعلان کرو۔ کہ میں ایسا ہوں۔ تا تکہ جن عیب میں اپنا زور لگائیں۔ اور باوجود ان کی بیوہ سرایوں کے یہ ثابت ہو کہ دنیا میں ایک ہی بزرگ ہستی تھی۔ جس کی حیات و ممات اللہ کے لئے تھی۔ اور جو سب سے بڑھ کر فرمانبردار تھے۔

((زندگی پاکیزہ زندگی اپنی ذات میں کسی ہی اچھی ہو۔ اگر دوسروں کے لئے نفع رساں نہیں۔ تو کچھ بھی نہیں جب آریوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی پر نارا و اعلیٰ کئے گئے۔ اور ایک رسالہ الہام نام سے شائع ہوا۔ قیاس کا خلاصہ حسب الحکم اس خاکسار نے تیار کر کے اپنے سید و مولے حضرت مسیح موعود کے حضور میں پیش کیا جس پر چشمہ معرفت نام کتاب لکھی گئی۔ حضورؐ کا معمول تھا۔ کہ ظہر کے وقت جب سجد مبارک میں تشریف لاتے۔ تو جو مضمون زیر تصنیف ہوتا۔ اکثر اس پر تقریب فرماتے۔ آپؐ نے فرمایا۔ آریوں نے نبی کریم کی زندگی کے متعلق اعتراض کیا ہے۔ ہم نے اس کے متعلق لکھا ہے)) یہ تو ہر تاج اپنے تبوع کی نسبت دعوائے کریگا۔ کہ وہ پاک تھا۔ اور یوں امر مشتبہ ہو جائیگا پس کیوں دیکھا جاگا کہ اس تبوع نے اپنے تابعین کی زندگی میں کیا تفسیر پیدا کیا۔ تاریخی واقعات اس بات پر بہترین شاہد ہونگے۔ کہ پاکوں کا سردار کون تھا۔ کس کی قوت قدسیہ نے کروڑوں انسانوں کی زندگی سوار دی۔ عرب کے رہنے والوں کے پہلے حالات پڑھو۔ خود ان کے شعروں میں ان کا اپنا اقرار دیکھو۔ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح یکسر کالیٹ دی۔ ان کو وحشی سے انسانا باخذ انسان بنا دیا۔ وہ نقشہ دیکھو۔ تو خود ہی ثابت ہو جائیگا کہ

حضورؐ کی زندگی کسی پاپے تر رہی لفظ فرمایا تھی۔ دوسروں کو وہی فرمایا کر سکتا ہے۔ جو خود نور کا چشمہ ہو۔

پس اس پہلو سے بھی آپؐ کی ذات با برکات بے مثل دینے تغیر ثابت ہوتی ہے۔ دوسروں کی زندگی بہتر بنانے کی فکر آپؐ کو کس حد تک تھی۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے۔ لعلک با صبح نفسک الایکونوا موئینین۔ یہ ہمدردی نبی نوع انسان کا انتہائی مقام ہے۔ جو آپؐ کو دیا گیا۔ لوگ پتھر تھے ہیں۔ آپؐ کا جسم مبارک لہو لہان ہوتا ہے۔ مگر زبان پر ہی الفاظ ہیں۔ رب اغفر لقومی انہم لا یعلمون۔ ایسی ایسی باتوں پر جب غور کیا جائے۔ تو بے اختیار زبان پر یہ آیت جاری ہوتی ہے۔ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ حضورؐ کا وجود باوجود تمام دنیا کے لئے سراپا رحمت تھا۔ چنانچہ آپؐ کی شان میں آیا ہے۔ النبی الامی الذی یجد ونہ مکتوباً عندہم فی التوراة والانجیل۔ یا مرہم بالمعروف وینہی عنہم

عن المنکر ویحل لہم الطیبت ویحرم علیہم الخبثت ویضع عنہم اصغرہم والا غل اللی کانت علیہم رطب یعنی آپؐ نیک باتوں کا حکم دیتے۔ اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں۔ پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے۔ اور ناپاک کو حرام فرماتے ہیں۔ اور ان کی ان رسم و رواج۔ الف رعادت کے بوجھوں اور بندھنوں سے کھلو خلاصی کرتے ہیں جن میں آج تک گرفتار تھے۔ یہ مقام تفسیر نہیں نہیں بتاتا۔ کہ آپؐ کا وجود سو

کس کس طرح پر رحمتہ للعالمین ثابت ہوا۔ اپنے ماننے والوں کے لئے آپؐ کیا تھے۔ عزیز علیہ۔ ما عنتم حرص علیکم بالموئین روت وحیم۔ تمہاری چھوٹی سی چھوٹی تکلیف بھی رسولؐ کو گراں گذرتی ہے۔ وہ تمہاری بیوہ کا بھوکا بے ایمان لانے والوں پر شفقت کرنے والا سربان۔ اپنے منکروں کے لئے آپؐ کیسے تھے۔ یہ اوپر بیان ہو چکا۔ اپنے ہمسروں میں آپؐ کا کیا مقام تھا۔ ما کان محمد اباً احد من رجالکم وکان رسول اللہ وخاتم النبیین۔ یعنی آپؐ مرت اللہ کے برگزیدہ رسول ہی نہ تھے۔ بلکہ نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو چکے۔ مع ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال لاجرم شد ختم ہر مغیرے

یہ تو ہونیں سکتا۔ کہ نوع انسان باقی ہو۔ اور نبوت و رسالت کا سلسلہ بند ہو جائے۔ کیونکہ وجعلنا من المارکل شئی شیء جب جسمانی زندگی پانی کے بغیر نامکن ہے۔ تو روحانی زندگی وحی و الہام کے مصفی پانی کے بغیر کیونکر قائم رہ سکتی ہے البتہ یوں ہوا۔ کہ آپؐ کے آنے سے نبوت کا معیار بند ہو گیا اب وہی نبی ہوتے ہیں۔ جو آپؐ کے تمام کمالات اپنے آئینہ ظہیر میں منعکس کرے۔ اور تو من مشی من تو شد م کا مہر ان

اور اپنی کینونت پر خاتم النبیین کی ہر تصدیق رکھتا ہو۔ کیونکہ حضور کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور آپ کا افاغہ کمال تاقیامت جاری۔ یہ مقام اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اور کیونکر دیا جاتا۔ جبکہ جلوہ آفتاب حقیقت بکیمت

کی نصرت اور فتح آگئی۔ اور ان آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اللہ کے دین میں فوجوں کی فوجیں لوگ داخل ہوئے ہیں مگر یہ لوگ پہلے کس حال میں تھے۔ اور پھر کیسے بن گئے۔ فرماتا ہے

نبی کریم کی تعلیم نبی کریم کی توت تہ سے کیا بن گئے۔ محمد رسول اللہ والمذہب محمد اشدا علی الکفار رحماء بلینہم ترہم رکعاً سجداً یدبتغون فضلاً من اللہ

در رضوانا سیما لہد فی وجوہہم من اثر السجود۔ شکر وں کے مقابل میں منسوب طان کا کوئی اثر اپنے اندر نہیں لیتے۔ وہ بطور اپنے اخلاق و اعمال کے کوئی اور ہی مخلوق معلوم ہوتے ہیں۔ البتہ آپس میں ایک دوسرے کے صفات حسنہ سے اثر پذیر ہیں۔ تو انہیں ہر وقت خدا کے حضور جھکے ہوئے اسی کے آستانہ الوہیت پر پڑے ہوئے اور اس کے فضل و رضامندی کے جو ان پائیکار فرمانبرداری کے آثار ان کے بشروں سے ہویدا ہیں۔ پھر ان کی یہ خوبیاں انہی تک محدود نہیں بلکہ وہ ایسے لوگ بن گئے کہ سب قوموں سے بہتر و برتر۔ جو بطور نمونہ دوسری اقوام کے مقابل میں پیش ہو سکتے تھے بلکہ ان کے لادی و رہنما۔ ان کو نیکیوں کی تحریک کرنے والے برائیوں سے روکنے والے کنتم خیر اصحاب جنہت للناس تا صرون بالمرحون و تنصون عن المنکر۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ والسلیقون الاولون من المهاجرین والانیصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوانا عنہ یعنی نہ صرف وہ جنہوں نے فیض محبت نبوی اٹھایا۔ مقتدائے عالم بنے بلکہ جنہوں نے اتباع کیا۔ وہ بھی اللہ کی رضامندی کے سر شرفیڈ سے سر دراز ہوئے۔ اور دین و دنیا میں ان کی حالت ایسی اچھی بن گئی۔ کہ انہیں شکرانہ نہ رہی بلکہ ان کے قلوب حمد الہی گھر گئے۔ اور وہ ایسے باغوں کے رہنے والے بن گئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔ یعنی امن و آسائش کے تمام سامان مستقل و مسلسل طور پر پائنے والے۔ یہ سب کچھ اتفاقیہ طور سے نہیں ہو گیا۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر پہلے ہی سے

مسلمانوں کی حالت ارکان تقسیم

بیان کردہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نظاہر میں خود نشان کہ زماں وہ زماں نہیں اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں ہی وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی وہ درد وہ گزار وہ رقت نہیں رہی دل میں تمہارے پیار کی اُلفت نہیں ہی محقق آگیا ہے سر میں وہ فطرت نہیں رہی وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی دنیا و دین میں کچھ بھی لیاقت نہیں ہی وہ انس و شوق و وجد و طاعت نہیں ہی ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں ہی سو سو ہے گندہ میں طہارت نہیں ہی خزان ہی پڑا ہے۔ وہ لغت نہیں رہی مولے سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی

اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں ہی وہ غم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی حالت تمہاری جاذبِ نصرت نہیں رہی کسل آگیا ہے دل میں جلاوت نہیں رہی وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی اب تمکو غیر قوموں پہ سبقت نہیں ہی ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی دین بھی ہے ایک فشر حقیقت نہیں رہی دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی صورت بگڑ گئی ہے۔ وہ صورت نہیں رہی

در رضوانا سیما لہد فی وجوہہم من اثر السجود۔ شکر وں کے مقابل میں منسوب طان کا کوئی اثر اپنے اندر نہیں لیتے۔ وہ بطور اپنے اخلاق و اعمال کے کوئی اور ہی مخلوق معلوم ہوتے ہیں۔ البتہ آپس میں ایک دوسرے کے صفات حسنہ سے اثر پذیر ہیں۔ تو انہیں ہر وقت خدا کے حضور جھکے ہوئے اسی کے آستانہ الوہیت پر پڑے ہوئے اور اس کے فضل و رضامندی کے جو ان پائیکار فرمانبرداری کے آثار ان کے بشروں سے ہویدا ہیں۔ پھر ان کی یہ خوبیاں انہی تک محدود نہیں بلکہ وہ ایسے لوگ بن گئے کہ سب قوموں سے بہتر و برتر۔ جو بطور نمونہ دوسری اقوام کے مقابل میں پیش ہو سکتے تھے بلکہ ان کے لادی و رہنما۔ ان کو نیکیوں کی تحریک کرنے والے برائیوں سے روکنے والے کنتم خیر اصحاب جنہت للناس تا صرون بالمرحون و تنصون عن المنکر۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ والسلیقون الاولون من المهاجرین والانیصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوانا عنہ یعنی نہ صرف وہ جنہوں نے فیض محبت نبوی اٹھایا۔ مقتدائے عالم بنے بلکہ جنہوں نے اتباع کیا۔ وہ بھی اللہ کی رضامندی کے سر شرفیڈ سے سر دراز ہوئے۔ اور دین و دنیا میں ان کی حالت ایسی اچھی بن گئی۔ کہ انہیں شکرانہ نہ رہی بلکہ ان کے قلوب حمد الہی گھر گئے۔ اور وہ ایسے باغوں کے رہنے والے بن گئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔ یعنی امن و آسائش کے تمام سامان مستقل و مسلسل طور پر پائنے والے۔ یہ سب کچھ اتفاقیہ طور سے نہیں ہو گیا۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر پہلے ہی سے

زبانوں نے گواہی دی۔ جی حضور پید آپس تن تہمتے جب آپ نے انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کی آواز اٹھائی۔ اور ظلمات سے نوز کی طرف لانا اپنا مقصد بتایا۔ اور آخر اپنی آنکھوں سے حضور نے یہ نظارہ دیکھا۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا سائدا

اذکنتم اعداء فالفت بین قلوبکم فاصبحتم بنجحتہ انخوانا وکنتم علی شفا حضرة من النار فالنقد کم مہتما آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ خدا کے فضل سے دلوں میں ایسا اتحاد پیدا ہوا کہ بجائی بجائی بن گئے۔ مختصر یہ کہ آگ کے گڑھے پر تھے۔ اور اس سے نکال لئے گئے۔ اس کے بعد

شکرانہ نہ رہی بلکہ ان کے قلوب حمد الہی گھر گئے۔ اور وہ ایسے باغوں کے رہنے والے بن گئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔ یعنی امن و آسائش کے تمام سامان مستقل و مسلسل طور پر پائنے والے۔ یہ سب کچھ اتفاقیہ طور سے نہیں ہو گیا۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر پہلے ہی سے

پاکوں کے سردار کی پاکیزہ زندگی

(مولوی حمید نذیر صاحب مولوی فاضل لائل پور کے قلم سے)

بشارت ساری سچی تھی کہ ایسا ہوگا۔ مخالفت کرنے والوں کا زور ٹوٹ جائے گا۔ بلکہ وہ شکست کھا کر بھاگیں گے۔ بیسیسٹہ اجمعہ دیولون الدبر اور فرمایا۔ نسوت یعطیک ربت فترضی۔ ہم تمہیں وہ کچھ دینگے۔ کہ تو راضی ہو جائیگا اور للاخرۃ خیر لك من الاولی تیری ہر پہچھے آنے والی حالت پہلی سے اچھی ہوگی۔ گو یادن دونی۔ رات چوگنی تھی ہوگی۔ چنانچہ اس پر آپ کی زندگی اور بعد کے واقعات شاہد ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جن القابات سے یاد فرمایا ہے ان میں آپ کی زندگی اور مقصد بعثت کا خلاصہ دیدیا ہے انا ارسلناک شاهداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً االى الله باذنه و سراجاً منیراً و بشراً لمؤمنین بان لهم من الله فضلاً کبیراً۔ سبحان اللہ آپ کا وجود باوجود ایک روشن آفتاب ہے جس سے مذہبی دنیا کا نشیب و فراز آشکارا ہو رہا ہے۔ آپ نے ماننے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل کبیرا ہی آپ کی جلالت شان کے بارے میں ایک بار میں نے حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کوئی ایسی آیت بتائیے۔ جس سے صریحاً یہ ظاہر ہو کہ آپ کے احکام کی تعمیل میں ہماری نجات ہے۔ ان دنوں چکارہ الوہی صاحب کے مضمون شائع ہو رہے تھے۔ کہ کلام الہی میں الرسول۔ رسول اللہ سے مراد قرآن مجید ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ نے فرمایا۔ فیلحد الذین یخالفون عن امرہ ان تصدیحہم فتنۃ او یصدیہم عذاب الیم۔ نص صریح ہے اطاعت نبوی پر اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کی شان کس قدر بلند ہے۔ اور آپ کا حکم کس قدر لا بد۔ مبارک وہ جو آپ پر ایمان لائے۔ اور آپ کی اطاعت میں خدا کی اطاعت سمجھتے ہیں۔ و صلے الله علیہ و آلہ و خلفائہ و باریک

گھر والوں کی شہادتیں

ابو طالب | ابوطالب حضور علیہ السلام کے مرنے اور چھپانے کی شہادت | آپ حضور علیہ السلام کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ آدمیت کا ذلہ ولا فحکاک ولا جاهلیتہ ولا وقتانہ الصبیان۔ کہ نہیں دیکھا میں نے آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے یا ہنسی مذاق کرتے ہوئے۔ نہ جاہلیت کے کام کرتے ہوئے۔ نہ بازار لڑکوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہوئے۔

حضرت خدیجہ رزق | حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کی پہلی بیوی حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے گواہی دیتی ہیں:-

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیش۔ جبکہ دنیا میں ہر طرف ظلمت و تاریکی کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ اور خدا پرستی کی بگڑی اصنام پرستی۔ انسان پرستی۔ مہو۔ آگ۔ پانی اور اجرام سماوی کی پرستش نے لے رکھی تھی۔ اور ہر طرف فسق و فجور کا بازار گرم تھا عرب کی بنجر اور ویران سرزمین میں بادیاہ نشینیوں کے درمیان سیدنا مولانا حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اس زمانہ میں کوئی بدی اور بدکاری نہ تھی جس کا اہل بیت میں وجود نہ پایا جاتا ہو عرب میں کوئی منغم حکومت نہ تھی۔ یہ لوگ مشیبا اور درندوں کی طرح معمولی باتوں پر رختے رہتے تھے۔ یہ لڑائی صدیوں تک جاری رہتی تھیں۔ اور ان میں قبیلے کے قبیلے تلوار کے گھاٹ اتر جاتے تھے۔ بت پرستی۔ شراب نوشی۔ بونے بازی۔ آرٹاکا زمانہ ان کا دن رات مشغول تھا۔ ان کی فطرت پھرتاگ مردہ ہو چکی تھی کہ وہ ان تمام تنگ ناسائیت افعال پر علانیہ اپنی نظموں میں فخر کیا کرتے تھے۔ ان حالات میں اہل عرب میں کسی قابل جو ہر کا ظہور ناممکن تھا مگر اللہ تعالیٰ نے رجوع برحمت کیا۔ کہ پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ایسی پاکیزہ فطرت لیکر آئے۔ کہ باوجود پیدائشی یتیم ہونے کے اور گرد و پیش کے محرب خلاق حالات کی موجودگی کے آپ نے ایسی پاکیزہ زندگی کا ثبوت دیا۔ کہ دوست دشمن آپ کا مداح تھا۔ آپ نے اپنی پاکیزہ اور بااخلاق زندگی کا ایسا عجیب اور بے نظیر نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا جس نے اہل عرب کی کایا پلٹ دی۔ اور ان مشیبا کو انسان اور پھر انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔ جس زمانہ میں توحید کی وحدانی سہی روشنی بھی کسی انسان تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اس زمانہ میں اپنے لوگوں کو توحید کا سبق سکھایا۔

کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحمہ و تحل الکل و تکسب المعدومہ و تقری الضعیف و تعین علی اوائیل الحق

بزرگ نہیں اللہ کی قسم اللہ آپ کو (نا کام رکھ کر) رسوا نہیں کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ جو چیزیں صد ہوں نہیں کھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور حادثات میں حق کی مدد کرتے ہیں۔

شہید معاندین کی شہادتیں

ابوسفیان | ابوسفیان جو حضور علیہ السلام کا سخت معاند تھا کی شہادت | حضور سے کئی لڑائیاں لڑ چکا تھا۔ مرنے سے قبل شہنشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ مرنے سے اس سے حضور علیہ السلام کے متعلق کیا کیا تمہنی (علیہ السلام) کے دعوے سے پہلے کبھی اس کا کوئی جھگڑا دیکھا یا اسے جھوٹ کی تمہنی لگائی؟ ابوسفیان نے جواب دیا پھر پوچھا کیا اس نے کبھی عمد بھی توڑا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا ابوجہل | ابوجہل آپ کا چچا جو آپ کے خون کا پیا سا تھا۔ کی شہادت | واقعہ زمانہ نبوت میں حضور علیہ السلام کو مخاطب کرتے کہتا ہے:-

”انا لا نکذ بک و لکن نکذ بک بما جئت بہ“

یعنی ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے۔ بلکہ اس بات کو جھوٹا کہتے ہیں جو تو لایا ہے۔

امتیہ بن خلف | یہ کبھی آپ کا جانی دشمن تھا۔ سعد بن معاذ نے اس کی شہادت | خبر سنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے قتل کی پیشگوئی کی ہے۔ یہ سن کر اس نے گھر جا کر بیوی سے ذکر کیا۔ اور کہا:-

والله ما یکذب محمد اذ احببت

مصطفیٰ پر سلام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مصطفیٰ پر تیرا بے حد مہوسلام اور رحمت اس سے یہ نور لیا بارخدا یا ہم نے ربط ہے جان محمد سے مری ہاں کو ملام دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے اس سے بہتر نظر آیا نہ کون صحاح میں لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

گو حضور علیہ السلام نے جب اپنے خیالات کی اشاعت شروع کی تو آپ کی شدید مخالفت کی گئی۔ آپ کا بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ کو ہر طرح کی ایذا میں دی گئیں۔ آپ کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ آپ کو ایذا پہنچا گیا۔ مگر باوجود اس شدید مخالفت کے آپ نے اپنے ثبات اور استقلال میں ذرا الغرض نہ آئی۔ اور آپ کے شہر سے شدید معاندین کو بھی آپ کی پاکیزہ زندگی کی گواہی دینی پڑی۔ ذیل میں اس پاکوں کے سردار کی پاکیزہ زندگی پر چند شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔ تاکہ جو لوگ حضور علیہ السلام کے متعلق غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ انہیں معلوم ہو کہ آپ کیسے پاکیزہ فطرت انسان تھے۔ اور آپ کی پاکیزہ اور بے لوث زندگی پر حتم کرنا حق و سداقت کا خون کرنا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اللہ کی قسم محمد جب کوئی بات کہتا ہے۔ تو جھوٹ نہیں بولتا۔
 نظر میں حارث سے یہ شخص اشد منافقین میں سے تھا۔ لیکن سب اس
 شہادت کے لئے کسی کو یہ کہتے رہا کہ محمد جھوٹا ہے۔ (غزوہ بدر)
 سے اختیار بولا۔

تحقیق محمد (صلعم) تم ہی میں ایک ہیچو ما سا کہہ جوتا تھا
 اور تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اخلاق والا تھا۔ اور
 سب سے زیادہ راست گفتار تھا۔ اور سب سے زیادہ
 امین تھا۔ اور اس کے متعلق تمہاری یہی رائے رہی۔ تھے کہ
 جب تم نے اس کی زلفوں میں سفیدی دیکھی۔ یعنی وہ بوڑھا
 ہو گیا۔ اور وہ لایا تمہارے پاس جو کچھ بھی لایا۔ تو تم یہ کہنے
 لگے۔ کہ وہ ساحر ہے۔ نہیں خدا قسم کی وہ جھوٹا تو مگر نہیں

عرب | حضور علیہ السلام کو خدا کا حکم ملا۔ وَاَنْتَ رَعِيْتَهُ
 شہادت | الاقرین۔ کہ اپنے قریبوں کو ڈراؤ۔ تو حضور علیہ السلام
 کو یہ سفاقر تشریف لے جا کر قریش کے تمام قبیلوں کو نام نام پکا
 سب جمع ہو گئے۔ تو حضور نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ اس
 کی کھپی وادی میں ایک چراگاہ ہے۔ جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے
 تم میری بات مان لو گے؟ اس پر سب نے ایک زبان ہو کر جواب
 کہا۔ مَا جَعَلْنَا لَكَ اِلَّا حَيْدًا قَاتًا۔ مان مانیں گے۔
 تم نے مجھ کو ہمیشہ صادق پایا ہے۔

یہ چند شہادتیں حضور علیہ السلام کے خطرناک اور جانی دشمنوں
 دشمن کی نظر میں عیوب پر ہوا کرتی تھیں۔ اسے تو مخالف
 ہی باتیں ہی عیب دکھائی دیا کرتی تھیں۔ پس دشمن کے منہ سے
 یہ مخالفت کے متعلق اچھی بات نکال جانا ایک ایسی زبردست شہادت
 ہے جو اس کی سیرت پر روشنی ڈالنے کے لئے بہترین شہادت
 صادق ترین شہادت ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام کے متعلق آپ
 اعداؤ کی جتنی شہادتیں پیش کی گئی ہیں۔ وہ حضور کی بے لوث
 لیزہ زندگی پر نہایت وضاحت سے روشنی ڈال رہی ہیں۔

اخلاق حسنہ سے پاکیزہ زندگی پر شہادت

حضور علیہ السلام کی خدا پرستی کا یہ عالم تھا۔ کہ اٹھتے تھپتے
 پرستی | سوتے۔ جاگتے۔ سواری پر سوار ہوتے وقت۔ سفر پر جاتے
 سستی میں داخل ہونے کے وقت۔ سفر سے واپسی کے وقت
 شام۔ دوپہر۔ سپر۔ عشاء کے وقت۔ رنج و راحت و عسر و دسر
 منت۔ ہمیشہ التزام سے خدا کو یاد کرتے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت
 ہی دیکھتے رہتے۔ کہ حضور کے پاؤں متواتر ہو جاتے حضور علیہ
 خدا کو اتنا یاد کرتے۔ کہ آپ کے متعلق یہ مفور ضرب القتل ہو گیا
 مشتق ہو گیا۔ کہ محمد (صلعم) تو اپنے رب کا عاشق ہے
 کی تمام دعائیں۔ جو آپ پر سوتے پرانگا کرتے تھے۔ نفلًا نفلًا
 کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ جن کو پڑھ کر معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ کا

دل نہایت پاکیزہ جذبات سے بھر پور تھا۔ اور آپ کے قلب میں
 ہمیشہ محبت و عظمت الہی موجزن رہتی تھی۔ آپ کے مقصد سب سے
 مقصد سوا یہ نیکوئی اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہونے میں
 کہ خدا پرستی میں حضور علیہ السلام اپنی نظر آپ ہی تھے۔ چنانچہ واکٹر
 اسپرنگر جیسا مقصد عیسائی کہتا ہے۔

”جس کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اور جس
 کو نیکتے ہوئے آفتاب اور بدلتے ہوئے پانی۔ اور آگتی
 ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا یہ قدرت نظر آتا تھا“
 ایگزیکٹو خالصہ سماچار اپنے گورنر پر ۱۹۱۵ء کے ڈیڑنگڈ ٹیکل
 میں لکھتا ہے۔

”محمّد صاحب کی سوانح عمری پر غور کرتے ہیں۔ تو ان کی
 سوانح میں اگر کوئی سب سے زیادہ خوبی دانی بات نظر آتی
 ہے۔ تو وہ اللہ پر ایمان ہے۔ یہ خوبی ہے جس کا کمال
 ہم ان کی ذات میں دیکھتے ہیں۔“

زہد دنیا ترک دنیا کا مفہوم حضور علیہ السلام کے نزدیک نہ تھا
 ترک دنیا | کہ انسان گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں چلا جائے۔ آپ
 کے نزدیک ایسا کرنا۔ بزدلی اور قانون قدرت کی مخالفت تھی
 آپ کے نزدیک قابل تکریم زہد اور ترک دنیا یہ تھا۔ کہ کھانے
 حالات میں رہتے ہوئے اور گھر کا کاروبار کرتے ہوئے پھر دنیا کی
 محبت انسان کے دل پر سر ہو۔

راہ حضور علیہ السلام پر دنیا کی محبت ایسی سرد تھی۔ کہ آپ دنیا
 میں رہتے ہوئے اس دنیا کے انسان نظر نہ آتے تھے۔ جب حضور
 علیہ السلام نے اپنے مشن کی تبلیغ شروع کی۔ تو اس وجہ سے لوگ
 آپ کے سخت دشمن اور خون کے پیاسے ہو گئے۔ آپ اور آپ
 کے عقوڑے سے ملنے والوں کو ہر طرف سے جو دشمن کا نشانہ بنایا
 جا رہا تھا۔ آپ پر عرصہ زندگی اس طرح تنگ کیا گیا تھا۔ کہ آپ کعبہ
 میں جا کر عبادت الہی کرنے سے بھی محروم کر دئے گئے تھے۔ کفار مکہ نے
 حضور کی سنگدستی۔ ناداری اور بے سروسامانی کا عالم دیکھ کر خیال کیا
 کہ شاید محمد (صلعم) دنیا حاصل کرنے کے خیال سے اپنے خیالات کی
 اشاعت سے باز نہیں آتا۔ اس پر انہوں نے آپ کو لایح دنیا چاہا
 مگر قربان جاؤں پاؤں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم پر کہ آپ کے پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی۔ اور
 صاف جواب دیا۔

”مجھے نہ مال و دولت کی خواہش ہے۔ نہ حکومت کی۔ مجھے
 خدا نے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ میں تم کو خدا کا
 پیغام پہنچاتا ہوں۔ اگر تم اس کو قبول کرو۔ تو تم دنیا و
 آخرت میں خوشحال رہو گے۔ اگر تم اسے قبول نہیں کرتے
 تو خدا مجھ میں اور تم میں فیصلہ کر لے گا“
 یہ ایک ہی واقعہ حضرت سیدہ رکھنے والے انسان کے لئے حضور علیہ

کی پاکیزہ بے لوث اور زہدانہ زندگی پر کافی سے زیادہ گواہ ہے۔
 (۲) پہلا واقعہ تو سنگدستی اور بے سروسامانی کے وقت کا
 تھا۔ اب ایک واقعہ اس وقت کا لکھا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ
 نے اس پاؤں کے سردار کو دولت و شہرت اور حکومت بھی عطا کی۔
 یہ مقدس انسان جسے اس کی قوم نے پامال کرنے کے لئے

ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ اب خدا کی تائید و نصرت سے ایک
 صاحب اقتدار بادشاہ ہے۔ مگر اس کی زندگی کیسی سادہ ہے۔
 تمام دنیا کی تاریخوں کو جھان مارو۔ کسی بادشاہ اور صاحب اقتدار
 شخص کی زندگی میں آپ کو یہ بات نظر نہ آئے گی۔ یہ دونوں جہان
 کا بادشاہ کھجور کی چٹائی پر لیٹا پڑا ہے۔ بدن پر چٹائی کے نشان
 پر گئے ہیں۔ آپ کے مخلص دوست حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور

کو اس حال میں دیکھتے ہیں۔ تو انہیں صدمہ ہوتا ہے۔ آبدیدہ ہو کر
 عرض کرتے ہیں۔ اسے دو جہان کے بادشاہ قیصر و کسریٰ تو اپنے
 محلات میں نرم گدیوں پر آرام کرتے ہیں۔ اور آپ دو جہان کے
 بادشاہ ہو کر اس قدر تکلیف اور عسرت سے زندگی بسر کرتے ہیں

قربان جاؤں پاؤں کے سردار صلعم پر آپ جواب میں فرماتے ہیں
 ”میں تو دنیا میں ایک مسافر کی طرح ہوں۔ جو سفر
 پر جا رہا ہوں۔ اور رستہ میں غمگینی دیر کے لئے کسی
 ذہنت کے سایہ میں آرام کر کے پیر اپنے سفر پر چلے۔“

فروتنی و ایک شخص آنحضرت صلعم کے پاس آیا۔ دونوں جہان
 انکساری کے سردار کو دیکھ کر اس پر ایسی ہیبت طاری
 ہوئی۔ کہ مارے ڈر کے کانپنے لگ گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔
 ”ڈرو نہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو قریش کی
 ایک عورت کا لڑکا ہوں۔ جو سوکھا گوشت کھا لیا
 کرتی تھی“

ایفائے ابو حماسے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ نبی صلعم کے
 عہد | ساتھ آپ کے بیوت ہونے سے پہلے میں نے
 ایک معاملہ کیا تھا۔ ادا دہنگی میں کچھ بقیہ باقی رہ گیا تھا۔ میں نے
 آپ سے وعدہ کیا۔ کہ میں آپ کو اسی جگہ پہنچا دیتا ہوں۔ لیکن گھر
 آکر میں اس بات کو بھول گیا۔ اور تین دن کے بعد مجھے یاد آیا۔
 اس جگہ آیا۔ تو حضور علیہ السلام ابھی تک اسی جگہ ہی تشریف فرما
 تھے۔ باوجود اس قدر تکلیف کے آپ نے صرف اتنا فرمایا۔
 ”اے جوان تم نے مجھے تکلیف دی۔ میں یہاں تین دن

تمہارا انتظار کر رہا ہوں“
 رحم و عفو و ہمدردی | (۱) حضور علیہ السلام مکہ سے طائف پیادہ
 بنی نوع انسان | تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں
 کے لوگ مکہ والوں سے بھی زیادہ سختی سے پیش آئے۔ آپ پر
 ٹھٹھا اڑایا گیا۔ گالیاں دی گئیں۔ چیمیں لگائی گئیں۔ اور وعظ
 کے دوران میں آپ پر اس قدر انہیں برسائیں

سید کوئین کی نعت

(از جناب محمد احمد صاحب بی اے ایل۔ ایل۔ بی ویل کپوٹ تعلقہ)

محبوب کبریا ہو جو ہو عظمیٰ نام تیرا
 جاری ہے رات اور دن اک فیض عالم تیرا
 باقی ہے تا قیامت وعظ و پیام تیرا
 مردے ہوں جس سے زندہ وہ ہے کلام تیرا
 ہر لحظہ راہِ حق میں ہے تیرا کام تیرا
 اللہ کس قدر ہے عالی مقام تیرا

مے نام یا محمد خیر الال نام تیرا
 شمس الضحیٰ تو ہی ہے بدالذبحے تو ہی
 تو فخر اولیں ہے سرتاجِ آخریں ہے
 ہر آن وحی حق سے کی تو نے کشتائی
 اور ج کمال تیرا وہم و گماں کے برتر
 سب نعمتیں ہیں مضمراک تیری بیرونی میں

جاری ہوا ہے پھر سے دنیا میں کام تیرا
 ہو کر رہا ہے پورا سارا کلام تیرا
 امدادِ دینِ حق کو پہنچا غلام تیرا
 آثار میں ہے آیا جس پر سلام تیرا
 پھیلا ہے میں ہر سو عالم میں نام تیرا
 پھر محفلِ جہاں میں ہے دورِ جام تیرا
 ہر اک پہ ضوقِ نشان ہے حسن تمام تیرا
 تو بجز سبکراں ہے میں تشنہ کام تیرا

پھر مستعد ہوا ہے دربارِ عظام تیرا
 آخر زماں کا نقشہ اخبار میں تھا جو کچھ
 نشان و شکوہ تیری پھر ہو گئی دایا
 وہ مرسل و سجاؤہ مہدی اور علیے
 حلقہ گوش اس کے یعنی غلام تیرے
 اک جوشِ سردی یا کیتِ بخوبی ہے
 تو سرورِ جہاں ہے اور دلبرِ زماں ہے
 تو اپنی جانِ جاں کے تجھ سا کوئی کہاں ہے

منظمر کی یہ دعائے ہے ہر لحظہ التجا ہے
 ہو درو عشقِ یاربِ دل میں مدام تیرا

کہ آپ ہوش تریہ تر ہو گئے۔ اور پاؤں میں لہجہ جانے کی وجہ سے دھوکے سے جوتا اتارنا بھی مشکل ہو گیا۔ ایک دفعہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ زید نے آپ کو پیٹھ پر اٹھایا۔ باہر لاکر آپ کے منہ پر پانی چھڑکا۔ تو آپ ہوش میں آئے۔ ان تمام تکلیفوں کے باوجود آپ نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کے لئے بددعا نہیں کرتا۔ اگر یہ ایمان میں لائے۔ تو اسی ہے کہ ان کی آئندہ نسل ایمان لائے گی۔

(۲) جنگِ احد میں حضور کا سامنے کا دانت مبارک ٹوٹ گیا۔ منہ زخمی ہو گیا۔ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ صحابہ پر یہ بات شناسا گزری۔ کہنے لگے۔ کاش آپ ان کے لئے بددعا کرتے۔ حضور نے فرمایا۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ اللہ کی طرف بلائے والا۔ اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور پھر دعا فرمائی اللھم اهد قومی فانھم لا یعلمون۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ کیونکہ وہ (میرا مرتبہ) نہیں پہچانتی۔

(۳) جب حضور علیہ السلام مکہ میں فاتحانہ شان کے ساتھ داخل ہوئے۔ اور تکلیفوں کا زمانہ ختم ہو گیا۔ تو جن لوگوں نے آپ کو اور آپ کے تابعین کو ایذا نہیں پہنچائی ہوئی تھیں۔ اس افتدار کو دیکھ کر اب یقین رکھتے تھے۔ کہ آنحضرت صلعم انہیں قتل کر کے ان کی جگہ لے کر دینگے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے اس سے زیادہ کچھ نہ کیا۔ کہ انہیں معاف کر دیا۔ اور فرمایا:

«لا تغریب علیکم ایوہد یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ اذھبوا فانتم الطلقاء»
 کہ آج تم پر کوئی مواخذہ اور طاعت نہیں۔ خدا تمہیں معاف کرے۔ اور وہ تمام تم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ جاؤ۔ اب تم آزاد ہو۔

یہ چند واقعات بطور نوٹہ حضور علیہ السلام کے عفو و رحیم کے منطبق پیش کئے ہیں۔

کیا اسلام کی اشاعت | اسلام پر یہ اعتراض کرنا ہے کہ اس کی تلوار سے ہوئی | اشاعتِ تلوار سے ہوئی ہے۔ غور کر کے اس اور کے واقعہ کو دیکھیں۔ رسول کریم صلعم کے لئے اس سے بڑھ کر آسانی سے تلوار چلانے اور جبراً مسلمان بنانے کا اور کونسا موقع ہو سکتا تھا مگر آپ نے صرف تلوار نہیں اٹھائی بلکہ نہیں صاف کر دیا۔ اور اپنے مال پر چھوڑ دیا۔ رسول کریم صلعم کی پاکیزہ زندگی اور اخلاقِ حسنة کے منطبق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ سب میں سے ایک قطرہ ہی نہیں کئی اخلاقی پہلو بھی نکالیں۔ باقی ہیں جنہیں کسی گنجائش کی وجہ سے چھوڑا گیا ہے۔ تاہم بصیرت رکھنے والے انسان کے لئے اور کے واقعات اس بات معلوم کرنے میں کافی مدد دے سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم بے نظیر پاکیزہ زندگی رکھنے والے انسان تھے۔

بانی اسلام کے چند منظر کارنامے

(ممولوی اللہ دنا صاحب لندہ میٹری فوئی فاضل قادیان کے قلم سے)

کو تہ عقل طبقہ مغتری قرار دیتا ہے۔ (نور و باشر)

(۳)

بانی اسلام کی بعثت کے وقت دنیا نسی نصیبات کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ اونچ نیچ کا خیال تمام عالم پر مستلظ تھا۔ شور اور برہمن کے اختلاف۔ فحشون و نامحشون کے افتراق سے ایک طوفان بے تیزی برپا تھا۔ کہ ناگہاں حریص کا علمبردار اور مساوات انسانی کا پیغامبر خطہ عرب سے نمودار ہوا۔ اور اس نے ان تمام ناجائز اور سراسر معضلانہ امتیازات کو یکسر مٹا دیا اس نے دنیا کو وحدت عالم کا درس پڑھایا۔ اور اخوت کا جام پلایا۔ اس نے شور اور برہمن کی تفریق کو فطرت قرار دیا اور تمام نئی نوع انسان کو خدا کے قریب رکھنے کی سعی کی اور اپنے عمل سے اس تعلیم کو مکمل کر دیا جب کہ آپ نے ایک قریشی نادبی حضرت زینب کا رشتہ ایک آندار کردہ غلام زینب کے ساتھ کر دیا۔ آپ نے فحشون و نامحشون کا قضیہ ختم کر دیا۔ جبکہ آپ نے انی رسول اللہ ایک کچھ جمیعاً کا اعلان فرمایا۔ کہ میں تم سب کا لے دوگت، بشرقی و مغربی۔ فحشون و نامحشون کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دعوت دینے آیا ہوں۔ آج جب کہ تعلیم اپنے عروج پر ہے۔ تمدن بام رفت پر پہنچ گیا ہے۔ انسانوں کا ایک مختصر حصہ انسانی حقوق سے محروم ہے۔ امریکہ میں کالے لوگ انسانیت سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ یورپ میں قومیں ایشیائی باشندوں کو حقوق انسانیت سے برطرف کرنے کے درپے ہیں۔ ہندوستان ویدک دہرم کے اجارہ دار صدیوں سے مخلوق خدا کے کثیر حصہ کو مظالم کا تختہ مشق بنا رہے ہیں اہل دنیا کے اس انسانیت سوز سلوک کے خلاف ہم ہی طور پر سر بٹے پہلی آواز بانی اسلام نے بلند کی اور آپ نے اعلان کیا۔ کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الحجرات)

کہ سب انسان ایک ہی شاخ کے پتے اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ ان میں فاندان اور قبائل محض شناخت کے لئے ہیں۔ موز اور غیر موز کا معیار تقویٰ ہے۔ تم پیدا ہوئی تھی۔

اس ارشاد باری کے بعد "وحدت عالم انسانی" کا اعلان اسلام کی ہی صدائے بازگشت ہے۔ کیا قرآن مجید سے پہلے کسی الہامی کتاب میں عالمگیر مساوات اور انسانی اخوت کا باب موجود ہے؟ ہرگز نہیں! بانی اسلام کی اس ندائے حق پر اقدار پسند جبار چسپاں بہ چسپاں ہوئے۔ اور آپ سے پرخاش کہتے لگے۔ آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے ان تکالیف کو برداشت کیا۔ جو انسانیت کے نام پر آپ کو دی گئیں۔ مگر مظلوم طبقہ کی عزت کو قائم کرنے میں ڈر و دینج نہ کیا۔ آخر کار حق کی فتح ہوئی۔

اسلام نے نقلی طور پر ہی اس حق کو ادا نہیں کیا۔ بلکہ ناز جیسے روزمرہ کے فریضے میں اسکی عملی تصویر کشی کی ہے۔ جبکہ بکیر صلوة ہوتے ہی محمد و ایاز اور شاہ گدا ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اپنے

ہیں۔ مگر بایں ہمہ وہ مشرک کہلانا عارضیال کرتے ہیں۔ اور اپنے تئیں توحید پرست بتلاتے ہیں۔ لیکن لے کاش کہ وہ حقیقی توحید سے بہرہ ور ہوں۔ جس میں نہ روح نہ مادہ اور نہ روح القدس شریک ہو سکے بانی اسلام نے اپنی ذات کی نسبت کیا خوب فرمایا۔ لا یطرفونی کما اطرت النصارى المسیح (الحديث) کہ مجھے تم حد سے نہ بڑھانا جیسا کہ اہل عیسائیت نے حضرت مسیح کے منقذ علیہ سے کام لیا۔

(۳)

اسلام کے لہو کے وقت ہر قوم جداگانہ حیثیت رکھنے کے باعث دوسروں کے مذہب اور ان کے بزرگوں کا واجب احترام کرنے کیلئے تیار نہ تھی۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود رحمت کو اپنی چار دیواری میں محدود قرار دیتی تھی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ وہ ان کا دیان مذہب کو جاس کی مقررہ حد سے باہر سمجھتے ہوئے ہوں۔ نہایت ناگفتہ بہ الفاظ سے یاد کرتی تھی۔ اور آج تک کرتی ہے۔ آریہ سماج کا تمام گندہ لڑ پکڑی محور کے گرد چکر لگاتا ہے عیسائیت کی دلآزار روش ای آخری نتیجہ ہے۔ ہندو دہرم نے آریہ ورت کو محضوں کیا۔ تو یہودیت اور عیسائیت نے فاندان اسرائیل کی قید لگا دی۔ مگر بانی اسلام علیہ السلام کی پاک تعلیم نے جہاں پر ذات باری کی حقیقی عزت کو قائم کیا۔ وہاں پر اس جنگ انبیاء کے موجب عقیدہ اور بنی نوع انسان میں نفرت انگیز خیال کا بھی بجلی استیصال فرمایا۔ چنانچہ قرآن مجید کا اعلان ہے وان من امة الا اخلا فیہا من دیر (ذفاط) ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا اللہ و اجتنبوا الطاغوت ۱۔ کہ ہر قوم اور ہر ملک میں الہی مشعل بردار پیدا ہوئے اور انہوں نے مقدور پھر کوشش کی کہ لوگ صراط مستقیم پر گامزن ہوں اس واضح اعلان نے دنیا کے تمام پاکیزہ لوگوں کی عزت کو قائم کر دیا۔ اور مسلمانوں پر واجب ہو گیا۔ کہ وہ نہ صرف ان کا بطور ایک رفیق و مراد کے احترام کریں۔ بلکہ انکو اپنا بنی اور رسول تسلیم کریں۔ اسی بنا پر مسلمان دنیا بھر کے رشیوں۔ نبیوں اور مقدسوں کو مانتے ہیں۔ اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ کیا یہ سنہری اصل دنیا کی کسی اور الہامی کتاب یا کسی اور بزرگ نے پیش کیا؟ بزرگتوں کی عزت کی حفاظت کا سہرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر ہے۔ اس عظیم الشان انقلاب کا دنیا پر کیا اثر ہوا یہ ایک ظاہر بات ہے آج یہ آواز ہمہ گیر معلوم ہوتی ہے کہ ہندو مذہب کے بانی اور بزرگ خدا صیدہ لوگ تھے مگر اسکی ابتداء ہی معصوم عربی نژاد کے ذہن مبارک سے ہوئی۔ جسے دنیا کا

قریباً ڈیڑھ ہزار سال پیشتر جب دنیا تاریک تاریکی اور ظلمت و تاریکی کا دور دورہ تھا۔ تمام عالم پر شب و کجور چھا رہی تھی مخلوق خدا آستانہ الوہیت کو چھوڑ کر مردم پرستی و بت پرستی میں مشغول تھی۔ صحرا عرب میں فاران کی دادیوں سے نور خدا جلوہ گر ہوا جس نے مشرک کی تاریکی کو مٹا دیا۔ بانی اسلام علیہ التہتہ والسلام نے جس ماحول میں نشوونما پایا۔ اس کے تاثرات سے محفوظ رہتے ہوئے توحید الہی کا ادعا بذات خود ایک معجزہ ہے۔ مگر اس دعوت حقہ کے بعد آپ کو جن حالات و واقعات میں سے گزرنا پڑا وہ آپ کی صدا پر برہان قاطع ہیں۔ تمام ملک تمام دنیا کے خلاف۔ اپنی قوم و فاندان کے مخالف آپ نے لا الہ الا اللہ کی ندا بلند کی۔ چاروں طرف سے دشمنی و عناد کی خطرناک رو چلنے لگی۔ قوم کے دانشمندان نے وعظ و نصیحت۔ ترغیب و ترہیب۔ رعب و دہدہ وغیرہ کے ذریعہ اس الہی حکم کی تعمیل سے باز رکھنے کی جدوجہد کی۔ لیکن اس بیکس و دنا تو ان مگر مجسمہ عزم و ہمت کے سامنے ان کی ایک پیش نہ گئی۔ انہوں نے سیف و سنان کے ذریعہ اس پوشے کو کچلنا چاہا۔ اور اس مشعل کو کھینچنے کی کوشش کی۔ مگر وہ آواز دہائی نہ جا سکی۔ بلکہ اکناف عالم میں اسے قبولیت حاصل ہوئی۔ اور لوگ جو جوق در جوق اس پر دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے جمع ہو گئے۔ مشرک اپنی تمام تاریکیوں سمیت کا فور ہو گیا اور توحید قائم ہو گئی۔ اسی زبردست تاثیر کا نتیجہ ہے کہ تین خدا یا بے شمار دیوتاؤں کے پجاری بھی موجد کہلانے پر مجبور ہو گئے۔ اور آج رومے زمین پر مشرک کرنے والے بھی مشرک کہلانا پند نہیں کرتے معبودان باطلہ کی بے بسی اور کمزوری کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا پر واضح کر دیا۔ اور خدا کی ذات۔ صفات۔ افعال اور قدرتوں میں اس کی وحدانیت کو ثابت کیا ہے

گردنابت ہر جہاں عجزیتاں و دانودہ زور آں یک قادے
تاما ند بخبر از زور حق و بت ستاد بت پرست بت برگ
آریہ اور عیسائی اسلام کی نقل میں توحید کے دعویٰ دہنتے ہیں اور دیوانہ و احمیل سے اسے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اسلام کی زبردست فتح ہے۔ کیونکہ یہ کتابیں تو اسلام سے صدیوں پیشتر موجود تھیں مگر وہ توحید کی بجائے مشرک کے پھیلانے میں آلہ کار بنائی گئیں۔ آگ راگنی اور سورج کو قابل عبادت سمجھا گیا۔ روح القدس اور مسیح کو جائزہ الوہیت پہنا یا گیا۔ اور آج بھی آریہ جو اور پر کرتی کہ خدا (خود بخود ہونیوالا) قرار دیتے ہیں۔ اور مسیحی مسیح کی الوہیت کا دم بھرتے

خاق کے سامنے سرسجود ہوتے ہیں۔ یہ روزانہ پانچ وقت کا سبق ناقابل فراموشی ہے۔ چنانچہ آج تک مسلمان اس اچھوت پن کے ایسا چار ظلم سے محظوظ ہیں۔ جس نے ہندو قوم کی بنیاد کھوسلی کر دی ہے۔ وہ دن بالکل مدد و بازو پر ہیں کہ جب اسلامی اصول کے مطابق انسانیت کے حقوق کو مساوی حیثیت دی جائے گی اور اب دنیا زیادہ دیر تک اس ناپاک غلامی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ بلوٹو ایک تحریک اسی تشدد کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ وہ افراط سے کام لے رہے ہیں۔ ہندوستانی اچھوتوں میں بھی بیداری کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ہندو انہیں انسانی حقوق دینے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ بنارس کے ایک جیلہ کی روٹیدادیوں شائع ہوئی ہے۔

گذشتہ شام کو ٹاؤن ہال میں جو عام جلسہ ہوا اس میں کئی سرکردہ اور مشہور اصحاب نے تقریریں کیں۔ جن میں بنارس کے کئی بارسوخ پندت اور سنیا کی شامل ہیں اس جلسہ کے صدر بنارس ہندو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر تھے۔ کئی سپیکروں نے ہندو دل سے اپیل کی کہ وہ ان نام نہاد اچھوتوں کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کریں موجودہ زمانہ میں ہندو دہرم کو جس معیت لگنا ہے اسکی وجہ سے پرانی رسوم کو بدلدینے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ پرتاپ ۲۹ پانچ ۱۹۲۵ء ص ۶

اگر نظر غامد دیکھا جائے۔ تو یہ بھی سراسر اسلام کی فتح ہے۔ اس تمام انقلاب کا موجب بانی اسلام کی وہ پاکیزہ مساعی ہیں جو آپ نے نوع انسان کے لئے سرانجام دیں۔ اور انسانیت کی عزت کو قائم کیا۔

مننت اور ہمہ سرخ وسیلہ ثابت است
آنکہ ہر نوع انسان کو درخشاں

(۴۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ عین کمزوری اور انتہائی بے بسی کے اوقات میں شروع ہوا۔ اور دعویٰ سنتی فوشیہ اقدار بھی بیگانہ بن گئے۔ تمام خورد و کلاں آپ کے نیست نابود کرنے کے درپے ہو گئے۔ آپ نے ایک عظیم الشان اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ اہل عرب جو فتنہ فحش میں غرق۔ اور بدی و بدکاری میں مہمک تھے۔ وہ بات تک سنتے کے روادار نہ تھے۔ بلکہ آپ کے راستہ میں ہر قسم کی روکاوٹیں پیدا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرت کے انفاس قدسیہ نے چند سال میں ایک حیرت انگیز انقلاب اور توجیب خیرتیبلی پیدا کر دی۔ گو یا عرب کی کایا پلٹ دی۔ جو آپ کی راست بازی پرین شہادت ہے۔ اس انقلاب روحانی کے متعلق ایک متعجب آریہ لاد شام لال جی سستیا رتھی ایڈیٹر اخبار ایشیائی لائبریریس جری کے واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت محمد کی طاقت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ کوئی ۹۱ انسانی دماغ اس کے مقابلہ کا خیال نہ کر سکتا تھا۔ ان دنوں ہر چار طرف سے لوگوں کے گروہ گروہ محمد صاحب کے مذہب میں شامل ہونے لگے آتے تھے۔ اور ان کی نبوت کا کلمہ پڑھتے تھے۔ بت پرستی شرب لومی سود خواری اور بد چینی وغیرہ جرائم میں بڑی کمی ہو رہی تھی جو لوگ عورت کی ذرا قدر بھی نہ کرتے تھے۔ وہ عورتوں کے حقوق سمجھنے لگے۔ اور عرب کی زمین میں دیغا رام کا نعرہ بلند ہو گیا۔ (دنیا کے ۹ مذہبی دیغا رام ص ۱۹)

کیا ان حالات میں ایک صاف دل انسان کیلئے اس بات کے ماننے میں کوئی عذر ہو سکتا ہے۔ کہ نے الواقع بانی اسلام خدا تعالیٰ کے برحق رسول تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے شامل حال تھی۔ ورنہ ایک عاجزانسان کہاں اور یہ انقلاب کہاں؟

(۴۵)

مشہور ضرب المثل ہے۔ کہ لا تسئل عن المرء وسئل عن قدرینہ یعنی انسان کے عادات و اطوار و اخلاق و اوصاف کو جاننے کے لئے اس کے دوست بہترین پیمانہ ہیں حضرت مسیح نے بھی فرمایا ہے کہ دشت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے بیوں کا پھل وہ پاکیزہ جماعت ہوتی ہے۔ جسے وہ اپنی شانہ روز محنتوں اور مساعی سے پر دان چڑھاتے ہیں۔ اور اپنے بھائی مشن کو پورا کرنا والی قرار دیتے ہیں۔ وہ جماعت جس نے کسی رسول کی صحبتوں میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ اور اس کے نور سے منور ہوئے۔ انہیں صحابہ کہا جاتا ہے۔ وہ اس بنی کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی اس بنی کی تربیت کا ملہ اور روحانیت جاذبہ کا غور نہ ہوتے ہیں۔ اگر ان کے اندر ایثار و قربانی۔ جان نثاری و جانفشانی رشد و صلاح بہت استقلال۔ اطاعت و فرما برداری اور تقویٰ جہارت پیدا نہ ہو بلکہ وہ عیسے کے جیسے ہی رنگ آلودہ اور سیاہ دل ہیں۔ تو یقیناً یہ امر اس مدعی نبوت کی منقصدت کا باعث ہو گا۔ کیونکہ وہ لوگ جو اس کے دروازہ پر سیر ہونے کے لئے آئے اور اپنے قلب کو پاک مہل بنانا چاہتے تھے۔ اگر وہ ساری عمر تک دو دو کے باوجود ہنوز موزا دل کے مصداق میں تو اس کی کامیابی کا کیا نشان ہے۔ پس نبی کی فضیلت و برتری کا سیار اس کی تیار کردہ جماعت کی اخلاق و روحانی حالت ہر اکرتی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر پیغمبروں میں جہاں اور بہت سے امتیازی فرق ہیں۔ وہاں یہ خصوصیت بہت ہی نمایاں ہے کہ آپ نے اپنے صحابہ کی نہایت اعلیٰ تربیت فرمائی۔ اور آپ کے صحابہ کرام نے یہ نظیر فداکاری و جان نثاری دکھائی۔ انصار (مدینہ منورہ) کے پہلی باشندوں میں سے آنحضرت نے حسب معاہدہ دریافت کیا۔ کہ ہم مدینہ کی حدود سے باہر جا کر تمہیں کی مدافعت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگ مجبور نہیں کہ ہمارے ساتھ عیس۔ آپ کی کیا رائے ہو؟

تو انصاری کے سردار نے کہا۔ کہ جب پھر آپ کی صداقت و درازوں کی کھلی واضح ہو چکی ہے۔ تو اب رائے کا کیا سوال ہے۔ ہم آپ کے دائیں بائیں بائیں رہیں گے۔ آگے اور پیچھے رہیں گے۔ دشمن آپ تک نہ پہنچ سکیگا تا وقتیکہ وہ ہماری لاشوں پر سے نہ گذرنا جائے۔ ہم اصحاب موٹے کی طرح اذہب انت درابک فقاتلا انا مھمنا تا عدوت کہنے لگے نہیں۔

اس دیرانہ جواب سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں آنحضرت کی محبت کس درجہ گہرے چلی تھی۔ اور وہ آپ کے اشارہ پر کس طرت قربان ہونے کو تیار تھے۔ ایسے متعدد واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں جب نہایت مٹی و تکلیف کے وقت صحابہ کرام مردانہ دار اپنی جان پر کھیل گئے۔ اور انہوں نے مال و جان کی کچھ پروا نہ کی۔

(۴۶)

جنگ تبوک سے واپسی پر تین مخلصین کعب بن مالک۔ ہلال بن امیہ اور مرارہ بن خلف نے یہ عقاب ہونے کیونکہ ان کے پاس جنگ تبوک میں شامل نہ ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اور انہوں نے خود اقبال جرم کر لیا۔ حیدر دربار تہوی سے تا الہام الہی ان لوگوں سے کلام و سلام کا سلسلہ بند کرنے کا ارشاد صادر ہوا۔ انہیں حیدر قلق ہوا۔ کعب جو ایک نوجوان امیر آدمی تھا۔ گرم میں بھی نہ بچھو سکتا تھا۔ ان کی بیویاں بھی ان سے علیحدہ کر دی گئی تھیں۔ کعب بازار میں آنا مسجد میں آنا۔ السلام علیکم کہتا مگر جواب نہ پاتا۔ وہ بات پر چھتا کوئی جواب نہ دیتا۔ اسی حالت پریشانی میں وہ اپنے چچرے کھائی کے باغ میں گیا۔ جو اس کا یار غار تھا۔ اس سے سارا قصہ سنایا کہ تم جانتے ہو کہ میں منافق نہیں صرف سستی ہوئی ہے۔ مگر اسنے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف آسمان کی طرف اشارہ کر دیا۔ کعب تنگستہ خاطر ہو کر واپس آنا ہے۔ کہ ایک اجنبی اس کا پتہ پڑھتا۔ اس کے پاس اگر اسے ایک خط دیتا ہے۔ وہ خط عیسائی بادشاہ کا ہے۔ جس میں وہ کعب کے اس مقالہ کو اسکی تزییل قرار دیتے ہوئے اسے اپنے ماں آنے کی دعوت دیتا ہے۔ اور عزت و اقتشام کا وعدہ کرتا ہے کعب وہ شکستہ دل کعب جسے کوئی سلام کا جواب بھی نہیں دیتا اس خط کو پڑھ کر آگ بگولا ہوا تھا ہے۔ اپنی کوساٹ لیکر باغ سے گذر رہا ہے۔ اور ایک دیکھتے ہوئے تنور میں اسے ڈال کر کہتا ہے اس خط کا یہ جواب ہے۔ قاصد مایوس ہو کر چلا جاتا ہے۔ کعب اوطس کے ساتھیوں کی پچاس دن تک یہی حالت رہتی ہے۔ حتیٰ کہ بارخدا ابھی ان پر زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنے نفسوں سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں درگاہ امیردی کے سوا کوئی پناہ نظر نہیں آتی۔ تب الہام نازل ہوتا ہے۔ اور ان کی توجہ منظور کی جاتی ہے

(۴۷)

کہا یہ دو صحابہ کرام کی پاکیزگی اور ان کے تزکیہ نفس پر زبردست شاہد ہیں۔ ورنہ اس قدر زورناک امتحان اور امتیخت

نعت رسول اللہ میں حضرت مسیح کی بصیرت

(جناب ڈاکٹر میر محمد سمیع صاحب کے قلم سے)

آزمائش میں کیونکر پاس ہو سکتے تھے۔ کب اور اس کے ساتھیوں سے غلطی ہوئی۔ مگر اس غلطی کا راز اللہ جس طریق پر انہوں نے کیا اس سے ظاہر ہے کہ یہ غلطی ان کے لئے کھاد کا کام دے گئی۔ کیا اس فداکاری اور غلامی قلبی کو تلوار یا زبردستی کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! یہ ہمتیال اطاعت اور بے نظیر عقیدت بجز حقیقی محبت کے پیدا نہیں ہو سکتی پس ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا قوت عاویہ دی گئی تھی۔ تب ہی وہ عرب کے دشمن اور بدترین قوم کی اصلاح میں کامیاب ہوئے۔ اور ان کے دلوں میں آپ کے لئے انتہائی عقیدت پیدا ہو گئی۔ جس کا دشمن سے دشمن بھی اعتراف کرتا ہے۔ چنانچہ لارڈ شام جی سستیارتھی (آریہ مصنف) ایڈیٹر اخبار یونیورسٹی لاہور نے اپنی کتاب "دنیا کے نو مذہبی ریفارمر" میں حسب ذیل الفاظ لکھے ہیں:-

حضرت محمد دنیا کی وہ بڑی شخصیت ہے جس پر دنیا کی طاقت و عرب اور ہمت جس قدر فرار کرے تو وہ اسے مومنے کو اپنی زندگی میں بہت کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ مسیح اپنی زندگی میں مانا اور پھر تارنا۔ لیکن محمد کو اپنی زندگی میں ہی وہ کامیابی حاصل ہوئی۔ جس کی مثال اس وقت دنیا میں ملتی مشکل ہے۔ مرے کے شاگردوں نے اسی دفعہ مرے سے منہ پھیر لیا۔ اور اسکے حکم سے زرگوانی کی مسیح کے خاص شاگرد نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور مرے نے اسکے ساتھ گرفتار کئے جانے کے خوف سے اس پر ہتھیار ڈال دیے۔ مگر محمد کے پیروؤں نے اپنے استہانکے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔ بلکہ جو بات ایک دفعہ حضرت کے منہ سے نکل گئی۔ اسکے لئے خواہ کچھ بھی کرنا پڑا ان کے مریدوں نے کیا۔ اور کبھی پیچھے نہ ہٹے ان کی تلوار سے ہزاروں گردنیں ان سے جدا کر دیں۔ مگر محمد کے الفاظ کی بے حرمتی نہ ہونے دی۔

اقتباس محتاج تشریح نہیں۔ ہم مترجمین سے عرض کرتے کہ وہ تراجم کرنے سے پیشتر اس امر کا جواب سوچ لیں کہ اس بنیاد پر کیا اور کابہ کلام کی بے مثال فداکاری کی کیا وجہ ہے۔ یہ ان کے نزدیک مانی اسلام روح القدس سے شروع نہ کئے ہوئے (نور ذی اللہ) ساتھ ہی ہم اپنے مسلم باخضر ص احمدی شیخوں سے پہلے کرتے ہیں کہ وہ قربانی و جانفشانی کا رنگ اندر پیدا کریں۔ تاکہ دشمن کی زبان بند ہو جائے۔ ہاں قیامت کے روز نہ۔ روحانیت۔ پاکیزگی۔ اور راستبازی رت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملاقات کے گواہ ہونے چاہئیں۔ تاکہ حقیقی تاثیر ہو۔ گوکہ شک آنتہ کہ تو یہ وہی نہ کہ عطا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کی تعریف میں جو اشعار ہوتے ہیں انکو حمد و ثناء کہتے ہیں۔ اور لوگوں کی تعریف میں جو اشعار ہوتے ہیں انکو قصیدہ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف جب شعروں میں کی جاتی ہے تو اسے نعت کہتے ہیں۔ چودہ سال سے بڑے حد اور بے انتہا نعتیں عربی۔ فارسی۔ اردو۔ اور دیگر زبانوں میں کہی گئی ہیں مگر جہاں تک میرا علم ہے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ کسی شخص نے بھی ان چودہ سو سال میں حقیقی اور سچی نعت آپ کی نہیں بیان کی۔ جس نعت کو دیکھو زلفوں۔ خال۔ چہرہ غیب۔ اور فرضی تعریفوں سے پر ہے۔ یا اگر اس کے سوا کوئی تعریف ہے تو نہایت جمل اور بعض اوقات وہ تعریف نہیں بلکہ ایک رنگ کی مذمت ہوتی ہے۔ یا بعض اوقات چھوٹے نکتے پہنچتی سے اور لغو گوئی میں تو کوئی شک ہی نہیں۔

قدسی کی نعت سے مراد سیدتی مدنی العربی والی ایک نہایت ہی مقبول اور مشہور نعت ہے مگر سوائے چند جذباتی خیالات کے باقی رہی واقعی تعریف اور کمالات آنحضرت کے وہ کوئی بھی اس میں مذکور نہیں ہیں۔ یہی بلکہ اس سے بھی گیارہ احوال اور نعتوں کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت کی سچی اور حقیقی آبدار نعت دنیائے کے سامنے پیش کی ہے آپ کا کوئی فرضی حسن۔ آپ کا کوئی فرضی معجزہ وغیرہ اور یہی باتیں نہیں بیان کیں بلکہ ہر ایک خوبی اور کمال جو آنحضرت میں واقعی موجود تھا اور جو عام نظروں سے پوشیدہ تھا۔ آپ نے اسی کو بیان فرمایا ہے اور عجیب پیرا میں بیان فرمایا ہے۔ یہی آپ کی خصوصیت اور کمال ہے۔ آپ کی نعت میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہیں ہے۔

اور باوجود اس کے گیسو اور زلف اور رنگ اور خال اور غیب اور مبالغوں اور فرضی اور جھوٹے فسانوں اور معجزوں سے پاک ہے۔ نعت گو یوں میں لے لے کر باتوں سچا کمال معراج کا ہے یا شفاعت کا۔ اس پر بھی اس قدر روغن کیا گیا ہے کہ اصلیت اور حقیقت ہی گم ہو گئی ہے۔

آنحضرت کے کمال اخلاق آنحضرت کا کمال علم و حکمت آنحضرت کی بے نظیر محبت الہی۔ آنحضرت کی معرفت۔ آنحضرت

کا نبیض روحانی۔ اور قوت قدسی اور آپ کی صحبت کا اثر۔ آنحضرت کا زندہ نبی ہونا۔ ختم نبوت کے معنی آنحضرت کی بے نظیر کامیابی۔ آنحضرت کے احسانات عالم پر۔ آنحضرت کی کامل تعلیم۔ آنحضرت کا مقابلہ دیگر نبیوں سے۔ آنحضرت کے درجات کی بے نظیر اور مسلسل ترقی۔ آنحضرت کی شفاعت کی حقیقت۔ آنحضرت کا تمام خوبوں تمام اسباق حسنہ اور تمام احکام خداوندی پر خود عامل ہو کر دکھانا۔ پھر اخلاق کی تفصیل یعنی آپ کا حلم۔ عفو۔ صبر۔ استقامت۔ عزم۔ عفت جیا۔ وفاداری۔ شجاعت۔ سخاوت۔ امانت۔ صدق۔ زہد۔ غرض جس جس رنگ میں حضور علیہ السلام نے آنحضرت کی مدح فرمائی ہے وہ ایک نیا ہی طرز نیا ہی انداز۔ نیا ہی علم اور نیا ہی پیرا ہے۔ جو آپ ہی کی ایجاد ہے اور آپ پر ہی ختم ہے۔ آپ کی نعت کے آگے دو سرفرازی کی نعت مسیح ہے۔ ایسی مسیح جیسے آفتاب کے سامنے ذرہ بے مقدار۔ اس بات کی تصدیق کرنی ہو تو دیکھیں جس میں حضرت مسیح موعود کی نعتیں ہیں وہ لے کر دیکھو دنیا کے تمام نعت گو یوں کے کلام سے مقابلہ کر لو۔ پھر خود ہی معاملہ اظہر من الشمس ہو جائے گا۔

اصل وجہ یہ ہے کہ سچا عاشق ہی اصلی حسن کو دیکھ سکتا ہے اور دربار میں قرب رکھنے والا ہی حقیقت پا سکتا ہے (ایڈیٹور) جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض نعتیہ اشعار اردو اور فارسی کے اس پرچہ کے مختلف صفحات میں درج کیے ہیں۔ ناظرین انکو پڑھ کر دیکھ سکتے ہیں کہ جناب میر صاحب نے جس خصوصیت کی طرف اپنے مختصر مضمون میں اشارہ فرمایا ہے وہ کس شان اور کس خوبی سے ان میں پائی جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک میں جو کچھ نظر آیا وہ کسی اور نے دیکھا۔ اور نہ کوئی بیان کر سکا۔ عاشقانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضور کے حقیقی عاشق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام نہایت تسکین بخش چیز ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ زمین و آسمان پر کلام حضرت مسیح موعود کا مطالعہ کریں۔

صال خاتم النبیین کی المناکھٹی

اس لمحہ کا تصور جب کہ موتوں کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور اللہم فی الرفیق الاعلیٰ کہنا ہوا اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا جسم پر یکپہلی اور روح میں لرزش پیدا کر دیتا ہے۔ اور قیاس بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کہ اس کھن گھٹی اور روح فرسا وقت میں ان کی کیا حالت ہوتی ہوگی ؟ کسی عزیز کے فوت ہونے پر جس قدر صدمہ ہوتا ہے۔ وہ ہر ذی عقل جانتا ہے۔ اور اس بات کا بھی ہر شخص تجربہ رکھتا ہے۔ کہ مبتلا کوئی زیادہ عزیز ہو اور جتنا زیادہ اس سے تعلق ہو۔ اتنا ہی زیادہ سوچ و اہم اس کی دائمی جدائی پر محسوس ہوتا ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے غلاموں کو جو تعلق تھا۔ اس کے مقابل میں نبوی رشتوں کی کوئی حقیقت ہی نہ تھی۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ نہایت عزیز سے عزیز رشتہ داروں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر بالکل چھوڑ دیا گیا۔ اور ان کی پریشہ جتنی بھی پروانہ کی گئی۔ پھر یہی نہیں۔ بھائی نے بھائی کو۔ باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کو اپنے ہاتھوں خاکہ و خون میں تڑپانا اپنے لئے فخر سمجھا۔ جس محبوب کی خاطر نبوی رشتوں اور جہانی تعلقات کو اس جرات اور حوصلہ سے منقطع کر دیا گیا ہو۔ اور نہ صرف اس قطع پر کوئی صدمہ نہ محسوس ہوا۔ بلکہ خوشی اور فخر کا اظہار کیا گیا ہو۔ اس سے جس قدر محبت اور الفت ہو سکتی ہے۔ اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اور جب اس محبت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ تو پھر اس مزاج اور صدمہ کا بھی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے آپ کے جان نثاروں اور خدا کاروں کو پہنچاؤ کیونکہ اندازہ ہو سکے۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا بڑی اور قوی حوصلہ انسان بھی اس صدمہ سے اپنا دماغی توازن قائم نہ رکھ سکا۔ اور باوجود اپنی آنکھوں کے سامنے خاتم النبیین کا جسہ پاک بغیر روح دیکھنے کے یہ نہ سمجھ سکا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں ؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ انسان تھے۔ جو ایک وقت تو ہاتھ میں لے کر گھر سے اس لئے نکلے تھے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں لیکن جمال یار نے ان میں ایسا تغیر پیدا کر دیا۔ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو وہ اتنا بھی گوارا

نہ کر سکے۔ کہ کوئی آپ کی وفات کا ذکر کرے۔ اور وہی ہاتھ جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے تلوار تھامی تھی۔ اسی نے آپ کی طرف وفات منسوب کرنے والے کے خلاف تلوار اٹھالی۔ حالانکہ وفات ان کی آنکھوں کے سامنے ہو چکی تھی۔ اور اس کے واقعہ ہونے میں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات آنا فانا نہ ہوتی تھی حضور نے کئی دن علیل رہنے کے بعد وفات پائی تھی۔ لیکن باوجود اس کے جب حضور کا وصال ہوا۔ تو حضرت عمر فرماتے تھے۔ منافقوں میں سے چند لوگ کہتے ہیں۔ حضور کا وصال ہو گیا۔ مگر آپ کا وصال نہیں ہوا۔ بلکہ آپ خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے پاس گئے تھے۔ اور چالیس روز کے بعد تشریف لے آئے تھے۔ اسی طرح حضور بھی تشریف لے آئیں گے۔ جو یہ کہے گا کہ حضور فوت ہو گئے۔ میں اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا ؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام جس طرح خدا کے پاس گئے اور واپس آئے تھے۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناواقف نہ تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے صدمہ کی شدت نے انہیں اس قدر اندھو رفتہ بنا دیا۔ کہ وہ آپ کے متعلق وفات کا لفظ سن ہی نہ سکے۔ اور چونکہ ہر ایک مسلمان اپنی اپنی جگہ اس صدمہ عظیم سے پریشان خاطر تھا اس لئے کسی میں ہمت نہ تھی۔ کہ حضرت عمر کو سمجھانے کی کوشش کرتا۔ حتیٰ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے پہلے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ اپنی بات باصرار بیان کر رہے ہیں۔ تو انہیں غموش رہنے کے لئے کہا۔ مگر وہ غموش نہ ہوئے۔ اسپر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرستش کرتا ہو۔ وہ سمجھ لے۔ کہ آپ فوت ہو گئے۔ اور جو خدا کی پرستش کرتا، وہ جان لے۔ خدا زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی :- مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ لَنْ نَكْفِيَهُمْ عَلَىٰ أَثْقَابِكُمْ وَمَنْ يَتَّقِلْ يَتَّقِ اللَّهَ عَلَىٰ عَقَبَيْهِ وَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا (۳-۱۱۳۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ جب حضرت ابو بکر

نے یہ آیت پڑھی۔ تو تمام لوگوں نے یہ محسوس کیا۔ کہ گویا انہوں نے کبھی یہ آیت سنی ہی نہ تھی۔ اور اس وقت لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کو یاد کیا :-

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شدت غم و صدمہ کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی خود فراموشی کی حالت میں نہ تھے۔ بلکہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی یہی حالت تھی۔ ورنہ ممکن نہیں کہ ان سب نے پہلے کبھی وہ آیت نہ سنی ہو۔ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس وقت پڑھی۔ اور جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پانے کا ذکر ہے۔ صحابہ نے بیسیوں مرتبہ یہ آیت پڑھی اور سنی ہوگی۔ وہ اس کے مطلب کو بھی خوب اچھی طرح سمجھتے تھے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ کوئی نبی ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رہتا۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا۔ کہ کسی پہلے نبی کو خدا تعالیٰ نے زندہ نہیں رکھا اور انہیں یہ بھی علم تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فوت ہو جائیں گے۔ مگر باوجود اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کا غم و اہم ان پر اس شدت کے ساتھ طاری ہوا کہ انہیں سر پیر کی کوشش نہ رہی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے تابی کے اس کلام میں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ اپنے لئے سامان تسلیم پا کر ڈوبتے کوٹنے کا سہارا کے مطابق اس کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے کام کو سمجھانا اور آپ کے گناہے ہو گلشن کی آبیاری کرنی تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے نہ صرف ان پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے صدمہ سے خود فراموشی طاری نہ ہونے دی۔ بلکہ انہیں صبر و استقلال کی ایسی قوت عطا کی۔ کہ وہ دوسروں کی خود فراموشی دور کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ نے صحابہ پر یہ بات واضح کر دی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی وہ انسان ہیں۔ جن کے ہاتھ پر رب کو جسٹ ہونا چاہیے ؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ جب میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سنی۔ تو مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا میرے پاؤں لٹ گئے ہیں۔ پیر میں کھڑا نہ رہ سکا اور زمین پر گر گیا۔ کیونکہ اس وقت میں نے سمجھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے ؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابھی تھوڑی دیر قبل ہر اس شخص کے پاؤں کاٹنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ کہتا۔ کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے لیکن وہ خود اس وقت جس بات کے سہانے کھڑے تھے۔

شکر یہ

وہ چونکہ محض ان کا تمیل تھا۔ جو عشق رسول سے پیدا کر دیا تھا اور جس نے ان کے نعم و اہم کے احساسات کو ڈھانپ لیا تھا۔ اس لئے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس تمیل کو حقیقت سے بدل دیا۔ تو حضرت عمر کا سہارا چکنا چور ہو گیا اور وہ گر پڑے۔ پہلے پس جب ان کے کان میں فاتما رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پہنچی۔ تو اس نے ان کے احساسات سے ہی سلوک کیا جو تیز دہار کا اختیار جس کے کسی حصہ پر زخم لگاتے وقت کرتا ہے یعنی اس وقت در وقت لگتا محسوس نہیں ہونا لیکن جب حضرت ابو بکر نے کلام آہی سکر عنہ سے بچنے کے لئے صدقہ کا احساس ہوا۔ اور ایسا احساس ہوا کہ ابھی بھی تو وہ حضرت ابو بکر کے خوش کرنے پر خوش بھی ہوتے تھے۔ حالانکہ انکی عزت و توقیر ان کے دل میں اس قدر تھی۔ کہ خود ہی فرماتے ہیں۔ جب (خلافت کے سوال پر) ابو بکر نے میرا اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر مجلس میں گئے کیا اور انصار سے کہا۔ ان دونوں میں سے جسے چاہو غلیظ منتخب کر لو۔ میں راضی ہوں۔ تو مجھے یہ بات سخت ناگوار گذری۔ کیونکہ مجھے اپنی گردن کا مارا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں ان لوگوں کا سردار ہوں۔ جن میں ابو بکر نہ موجود ہو۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں تھی۔ مگر باوجود اس کے کہ انہوں نے خوش رہنے کے لئے کہا تو خوش نہ ہوئے اور پھر جب انہوں نے قرآن کریم کی وہ آیت پڑھی۔ جو ادھر درج ہو چکی ہے۔ تو نہ صرف خوش ہو گئے بلکہ کھڑے بھی نہ رہ سکے۔

وصال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ ذکر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت نعم و اہم کا بیان کیا طویل ہو گیا۔ اور اسی پر اس مضمون کو ختم کرنا ہوں۔ مگر اس المناک گھڑی کا جو اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جری اور بہادر انسان پر ہوا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ باقی لوگوں کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ اس حالت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مختصر سے فقرہ میں اس طرح ظاہر فرمایا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہر مسلمان اس طرح ہو گئے تھے۔ جس طرح ہارے کی اندھیری رات میں بجریاں پریشان پھرتی ہیں۔

یہ اس افلاص اور عقیدت کا جو مسلمان اپنے ہادی برحق سے رکھتے تھے۔ نہایت ہی دردناک اور الم انگیز منظر تھا۔

یہ اس افلاص اور عقیدت کا جو مسلمان اپنے ہادی برحق سے رکھتے تھے۔ نہایت ہی دردناک اور الم انگیز منظر تھا۔

یہ اس افلاص اور عقیدت کا جو مسلمان اپنے ہادی برحق سے رکھتے تھے۔ نہایت ہی دردناک اور الم انگیز منظر تھا۔

نعت در شان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام)

عجب بودیت در جان محمد	عجب لعلیت در کان محمد
ز ظلمتہا دلے آنکہ شود صاف	کہ گردد از محبت ان محمد
عجب دارم دل آن ناکساں را	کہ روتابند از خوان محمد
ندامم بیسچ نغسے در دو عالم	کہ دارد شوکت و شان محمد
خدازاں سینہ بیزارت صد بار	کہ بہت از کینہ داران محمد
قد خود سوزد آل گرم دنی را	کہ باشد از عداوان محمد
اگر خواہی سجات از مستی نفس	بیا در ذیل مستان محمد
اگر خواہی کہ حق گوید شامیت	بشو از دل ثنا خوان محمد
اگر خواہی ویسے عاشقش باش	محمد بہت بران محمد
سرے دارم فدائے فاکہ احد	دل بروقت قربان محمد
بگیوئے رسول اللہ کہ ہستم	نثار روئے تابان محمد
دریں رہ گر کشندم در بسوزند	نتایم زوہ ایوان محمد
بکار دیں نترسم از جہانے	کہ دارم رنگ ایمان محمد
بسے سہل ست از دتیا بریدن	بیا در حسن و احسان محمد
فدا شد در رہش ہر ذرہ من	کہ دیدم حسن پہنان محمد
دگر استاد رانامے ندانم	کہ خواندم در دبستان محمد
بدریگر دلبرے کالے ندارم	کہ بہت کشتہ آن محمد
مرا آن گوشہ چشمے بیاید	نخواہم جزو گلستان محمد
دل دارم بہ پہلویم مجوید	کہ بستیش بدامان محمد
من آن خوشترم از مرغان قدسم	کہ دارد جا بہ لیستان محمد
تو جان ما منور کردی از عشق	فدا مت جانم لے جان محمد
درینا گرد ہم صد جاں نہیں راہ	نیاشد نیز شایان محمد
چہ ہیبت با بادناں جاں را	کہ ناید کس بمسیدان محمد
الاے دشمن ناداں و ہیراہ	بترس از تیغ بران محمد
رہ مولے کہ گم کردند مردم	بجو در آل داوان محمد
الاے منکر از شان محمد	ہم از نور نمایان محمد
کہ امت گر چہ بے نام نشان است	بیا بستگر ز غلمان محمد

اس پر چہ کی تجویز ایسے وقت میں ہوئی۔ جبکہ اس کی اشاعت کی تاریخ میں بہت محسوسے دن باقی رہ گئے تھے۔ اس وجہ سے میں نے دہرکتے ہوئے دل اور کانپتے ہوئے ہاتھ سے اس کا اعلان کیا اور شائع کیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل ذکر م سے اس کی اشاعت کے سامان مہیا کر دیے۔ اور امید و توقع سے بہت بڑھ کر مہیا کئے۔ نہایت مسرور و الاوقاف بزرگوں اور کثیر المشاغل خواتین نے بری محنت اور کوشش سے مضامین لکھ کر عنایت کئے۔ حتیٰ کہ حضرت فلیفہ یحییٰ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے بھی باوجود غلات طبع اور بید مصروفیت کے میری التماس کو شرف قبولیت بخشا۔ اور مضمون لکھ کر مرحمت فرمایا۔ البتہ اس بات کا انوس رہا۔ کہ شعرا نے بہت کم توجہ کی۔ اور ان میں سے بہت سوں نے توجہ اب تک نہ کیے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ مگر اس وجہ سے پرچہ کی شان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ حضرت یحییٰ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ اور بے غیر کلام نے اسے چار چاند لگائے ہیں۔

مضامین جس شان اور جس درجہ کے ہیں۔ اس کے متعلق مجھے کچھ عرض کرنے کی مزدورت نہیں۔ ناظرین خود پڑھ کر دیکھ لیں گے۔ کہ کیسے کیسے معارف و حقائق ان میں بیان ہوئے اور سرور دو عالم کی شان ارفع و اعلیٰ کو کیسے کیسے دل نشین اور دل پذیر پیرا میں پیش کیا گیا ہے۔ خواتین کے مضامین خاص طور پر قابل تعریف ہیں۔ جن میں رحمۃ للعالمین کی ذات و الاصفات کے متعلق شکر و امتنان افلاص و محبت کے بہترین جذبات پائے جاتے ہیں۔

چونکہ ایسے پرچہ کی اشاعت کا یہ بالکل پہلا موقع ہے۔ اور مقامی لحاظ سے سامان وغیرہ کے متعلق بھی بہت سی مشکلات تھیں۔ اس لئے گذارش ہے کہ اگر احباب اس کے متعلق اظہار رائے کریں گے اور مفید مشورے دیں گے۔ تو انشاء اللہ آئندہ ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائیگی۔

باوجود اس کے کہ یہ پرچہ اعلان کردہ حجم سے دگن شائع کیا جا رہا ہے مگر پھر بھی کئی مضامین درج نہیں ہو سکے۔ جن کے متعلق اظہار انوس کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے مگر بعض مضامین تو اس قدر دیر سے پہنچے۔ کہ ان کا درج ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ یہ مضامین انشاء اللہ دوسرے پرچوں میں شائع کئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

اور قابل احترام خواتین کا شکریہ ادا کر سکوں۔ جنہوں نے "افضل" کے خاتم النبیین نمبر کے لئے میری درخواست پر مضامین لکھے اور نہایت ہی اعلیٰ اور قابل تعریف مضامین لکھے۔ چونکہ

اور قابل احترام خواتین کا شکریہ ادا کر سکوں۔ جنہوں نے "افضل" کے خاتم النبیین نمبر کے لئے میری درخواست پر مضامین لکھے اور نہایت ہی اعلیٰ اور قابل تعریف مضامین لکھے۔ چونکہ

اور قابل احترام خواتین کا شکریہ ادا کر سکوں۔ جنہوں نے "افضل" کے خاتم النبیین نمبر کے لئے میری درخواست پر مضامین لکھے اور نہایت ہی اعلیٰ اور قابل تعریف مضامین لکھے۔ چونکہ

اور قابل احترام خواتین کا شکریہ ادا کر سکوں۔ جنہوں نے "افضل" کے خاتم النبیین نمبر کے لئے میری درخواست پر مضامین لکھے اور نہایت ہی اعلیٰ اور قابل تعریف مضامین لکھے۔ چونکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عورتوں کی احسانات

از محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک کرم الہی صاحبہ نعتیہ

انسانیات کی قدیم تاریخ دنیا کی ایسی دردناک داستان ہے کہ شکل سے کوئی شخص اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کی صحت کا یقین کر سکتا ہے۔ لیکن انوس کہ واقعات جو نہیں ہو سکتے اور یہ بدنامہ تاریخ انسانیت کی پیشانی سے کبھی مٹ نہیں سکتا کہ مرد نے اسی آغوش کو زخمی کیا۔ جس میں اُس نے پرورش پائی۔ اور اسی سینہ کو محروم کیا جس سے اس کا رشتہ حیات و اعمال وابستہ تھا۔ حضرت خاتم النبیین کی بعثت سے پہلے کوئی ایسا وحشیانہ فعل ابرہہ لوگ نہ تھا جو عورت کے ساتھ روا نہ رکھا گیا اور دنیا کی کوئی ذلت ایسی نہ تھی جو اس مظلوم طبقہ کو برداشت نہیں کرنی پڑی۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ سوائے شاہدوں کے عموماً اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ عورت کی فطرت مرد کے مقابلہ میں بہت کمزور اور اونٹنی ہے۔ اور یہی خیال دنیا کی سب قوموں میں پایا جاتا تھا۔ یونانی کہتے تھے کہ "سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے۔ لیکن عورت کے شر کا مداوا محال ہے"۔ سقراط کہتا تھا "عورت سے زیادہ فتنہ و فساد کی چیز اور کوئی دنیا میں نہیں وہ دفنی کا درخت ہے۔ جو بظاہر خوشنما اور خوبصورت نظر آتا ہے مگر جب کوئی چڑیا اُسے کھا جاتی ہے۔ تو فوراً مر جاتی ہے۔ جتنے ذلیل ظالم مرد ہیں۔ وہ سب تاریخ کے عالم میں عورت ہو جاتے ہیں"۔

پھر عورت کی تعمیر کا خیال صرف حکماء و فلاسفوں کے ذہن تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ مذہبی دنیا میں بھی اس کے ساتھ ہی سلوک کیا جاتا تھا۔ چنانچہ قرآن میں لکھا ہے۔ "عورت شیطان کا آلہ ہے"۔ یوحنا کا قول ہے۔ "عورت شر کی بیٹی ہے۔ اور اسن سلامتی کی دشمن ہے"۔ روایات انجیل کے مطابق حضرت مسیح کا بھی اپنی ماں کو جھڑک دینا ظاہر ہوتا ہے۔ اٹھوٹی لکھتا ہے "عورت شیطان کے بازوؤں کا چشمہ ہے۔ اس کی آواز سانپ کی آواز ہے"۔ بونا ویوٹر کا قول ہے۔ "عورت اُس بچھو کی مانند ہے۔ جو کہ ہر وقت نیش زنی کو طیار رہتا ہے۔ قدیس سائپیرین کا قول ہے کہ "عورت شیطان کا وہ آلہ ہے۔ جس سے شیطان ہماری رحوں پر قبضہ کرتا ہے"۔ گرگری اعظم کا خیال ہے "عورت میں بھڑکی طرح نہر ہے۔ اور اژدہا کی طرح کینہ"۔ قدیس جان ڈوین لکھتا ہے "عورت کذب کی بیٹی اور دوزخ کی رکھوالی ہے۔ اور اسن کی دشمن اور اسی کی وجہ سے آدم نے بہشت کھویا تھا"۔

کر سوس ٹوم لکھتا ہے۔ "عورت کی وجہ سے شیطان نے دنیا پر غلبہ کیا۔ نبی آدم اسی کی وجہ سے بہشت سے محروم کئے گئے دنیا کے تمام خطرات درندوں سے خطرناک درندہ ہے"۔

رومہ الکبریٰ میں جو کہ عیسائیت کا مرکز تھا۔ عورتوں کی حالت نوٹریوں سے بدتر تھی۔ ان پر جانوروں کی طرح حکومت کی جاتی تھی۔ اور یقین کیا جاتا تھا کہ اس طبقہ کو آرام و آسائش کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ذرا سے تصور پر ذبح کر دی جاتی تھیں۔

سولہویں۔ سترھویں صدی عیسوی میں جادو کا اعتقاد نہایت زور کے ساتھ دلوں میں جاگزیں ہونا تھا۔ اس وقت اکثر صورتوں میں غریب عورت ہی پر الزام رکھا جاتا تھا۔ اور وہی ظلم کا شکار ہوتی تھی۔

الگزٹنڈر ششم لوئی دہم وغیرہ نے جس بیدوی کے ساتھ عورتوں اور ان کے بچوں کو سحر کے الزام میں ذبح کیا۔ اس سے تاریخ یورپ کے صفحات رنگین ہیں۔ ملکہ الزبتھ اولہ اور جیمس اولہ کے عہد میں ہزاروں عورتوں کا اس جرم میں جلایا جانا۔ اور لائٹ پارلیمنٹ کے زمانہ میں سولی دیا جانا تاریخ کے کھلے ہوئے واقعات ہیں۔

اسی طرح انگلستان میں عورتوں کو مزادینے کے لئے ایک خاص مجلس وضع کی گئی جس نے عورتوں پر ظلم کرنے کے لئے جدید قوانین مرتب کئے۔ الغرض سارے یورپ نے اس صنعت پر توجہ کرنے کا عہد کر لیا تھا۔ جس کا نتیجہ بقول ڈاکٹر سپرنگ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے ۹۰ لاکھ عورتوں کو زندہ جلادیا۔

ڈولٹر۔ روسیو۔ ڈریڈو۔ وینکو وغیرہ کے قول کے مطابق فطرت نے مرد کو قوت اور عقل دی ہے۔ اور عورت کو صرف زینت و خوشنمائی۔ اگر عورت سے یہ خارجی پردہ اٹھایا جائے۔ تو اس کی اہمیت اور اقتدار بھی ختم ہو جاتا ہے۔ فرانس کا ایک مشہور شاعر لکھتا ہے۔ میں فطرت سے اس لئے برہم ہوں کہ اس نے اس کینہ جانور (عورت) کو محاسن محو کرنے کے لئے کیوں پیدا کیا۔

یہ تو ان لوگوں کی حالت تھی۔ جو اب تھی سے دعوئے کرتے ہیں کہ عورت کی قدر و منزلت قائم کرنے والی ہماری ہی قوم اور ہماری ہی مذہبی تعلیم ہے۔ مگر انوس کہ مذہب۔ واقعات اور تاریخ ان کا ساتھ نہیں دیتے۔ رومن کیتھولک مذہب کے رو سے عورت کلام مقدس کو نہیں چھو سکتی تھی۔ اور نہ ہی اُسے گرجا میں داخل ہونے کی اجازت تھی۔ زیادہ سے زیادہ وہ گرجا کی پاسبانی کر سکتی تھیں۔

یہ تو یورپ کی حالت تھی۔ اب میں ہندوستان کی حالت بیان کرتی ہوں۔ کہ اس ملک نے بھی عورت کی بے قدری اور ذلت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ عورت کو مذہبی تعلیم سے قطعاً محروم رکھا جاتا تھا۔ لڑکی کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا تھا۔ اس کا زندہ رکھنا باعث ننگ و عار خیال کیا جاتا تھا۔ راجے تک بیویوں کو جوئے میں مار دیتے۔ سفرد بھائیوں کی ایک بیوی ہوا کرتی۔ مردہ خاوندوں کے ساتھ زندہ عورتیں جلائی جاتیں۔ نیوگ جیسی شراباں بات ان کی عزت و عصمت کو تباہ کرنے کے لئے روا رکھی گئی۔ مندروں میں دیوتاؤں کے سامنے ان کی قربانی کی جاتی تھی۔ بڑے بڑے جانا عورت کے بچے ہوئے کو بچس سمجھتے۔ سیندوؤں کے ایک بہت بڑے بزرگ کا قول ہے۔ کہ عورت ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ بچپن میں اس کی باپ بھائی کرے۔ جوانی میں خاوند بڑھلپے میں بیٹا۔ غرض کہ عورت کو صرف مرد کی خواہشات کا آلہ و مشغلہ سمجھا گیا اور حیوانوں سے بدتر سلوک ان کے ساتھ روا رکھا گیا۔

اسی طرح عرب کا حال تھا۔ مرد جس قدر بیبیوں سے شادی کرنی چاہتا۔ کر سکتا تھا۔ دوسری قوم کی گرفتار شدہ عورتوں سے نہایت ہی ذلیل اور حیا سوز کام لیا جاتا تھا۔ عورت محض ایک جاندار کے طور پر سمجھی جاتی تھی۔ نہ صرف اس کا اپنے متوفی خاوند اور رشتہ داروں کی وراثت میں کوئی حصہ تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔ بلکہ وہ خود جاندار کا ایک حصہ قرار پا کر ورثہ میں چلی جاتی۔ وارث چاہتا۔ تو اس سے خود نکاح کر لیتا اور چاہتا۔ تو دوسرے سے کر دیتا۔ یہاں تک کہ باپ کی عورتوں کو بیٹے ورثہ کا حصہ سمجھ کر ان کے ساتھ شادی کر لیتے۔ طلاق دینے کا طریق بھی نہایت ظالمانہ تھا۔ ایک مرد کئی بار طلاق دیکر پھر عدت کے اندر واپس لے سکتا تھا۔ بعض دفعہ عورت کو باں لہکر معلقہ کی حالت میں چھوڑ دیا جاتا۔ عشق و محبت اور ناجائز تعلقات کے نہایت گندے قہے کھلے اشعار میں فخر یہ بیان کئے جاتے۔ بلکہ سببہ معلقات میں بھی جو اپنی فصاحت میں لاثانی سمجھے جاتے۔ اور کعبہ میں آویزاں کئے گئے۔ ایسے نفس الفاظ میں ان تعلقات کا ذکر ہے۔ جن کی برداشت زبان اور کان نہیں کر سکتے۔ پھر اعلیٰ خاندان کی خاتین سے تشبیہ کرنا یعنی ان کو مخاطب کر کے عشقیہ اشعار میں ان کا ذکر کرنا فخر سمجھا جاتا تھا۔ لڑکی کے پیدا ہونے کی خبر پر باپ کا منہ منم سے سیاہ ہو جانا۔ اور وہ سوچ میں پڑ جانا۔ کزالت کو اختیار کر کے اسے زندہ رہنے دے۔ یا زندہ درگور کر دے۔ یا پانچ چھ سال کی لڑکی کو باپ جنگل کی طرف لے جانا۔ اور گڑھے کے کنارے پر جو اس غرض کے لئے پہلے ہی کھود رکھا ہوتا۔ اسے کھڑا کر کے دھکا دے کہ اس میں گر دیتا۔ چھٹی چلائی ہوئی تخت جگر پر مٹی ڈال کر اس سنگدلی کا ثبوت دیتا۔ جس کے سامنے پتھر بھی پانی ہوں عرب کا ایک شاعر لکھتا ہے۔

ان النساء شیطنین خلقن لنا۔ نعوذ باللہ من شر منیلین

جب رئیس بہراہ کی لڑکی نے انتقال کیا۔ تو ابو بکر خوارزمی نے ان الفاظ میں تعزیت کی۔ "اگر تم اس کے ستر و حجاب اور اس کی صفات حمیدہ کا ذکر کرتے۔ تو تمہارے سٹے بہ نسبت تعزیت کے بہت زیادہ سوزوں ہوتی۔ کیونکہ ناقابل اظہار چیزوں کا چھپ جانا ہی بہتر ہے۔ اور لڑکیوں کا ذہن کرنا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے۔ ہم ایسے زمانہ میں ہیں۔ کہ اگر کسی شخص کی بیوی اس سے پہلے مر جائے۔ تو گویا اس کی نعشیں کھل ہو گئیں۔ اگر بیٹی کو اس نے قبر میں اتار دیا۔ تو گویا اپنے داماد سے پورا انتقام لے لیا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

تھومی حیاتی واھوی موتھا شفقاً
واموت اکرم نزال علی الحرم

وہ میری زندگی چاہتی ہے۔ اور میں از روئے شفقت اس کی موت چاہتا ہوں۔ کیونکہ موت عورت کے حق میں بہترین مہمان ہے۔

بعض دفعہ نکاح کے وقت یہ معاہدہ کر لیا جاتا۔ کہ جو لڑکی پیدا ہوگی اسے مار ڈالا جائے گا۔ اس صورت میں غریب ماں سے کعبہ کی سب عورتوں کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے اس ظلم کا ارتکاب کرایا جاتا۔ افسوس صد افسوس کہ نہ شریعت موسوی نے اس طرف توجہ کی۔ اور نہ حضرت داؤد اس کا کوئی مدد کر سکے جس طرح حضرت یعقوب کی نبوت اس باب میں کچھ نہ کر سکی۔ اسی طرح حضرت یحییٰ کی صلح کل تعلیم اس غریب طبقہ کی خیر یاد کو نہ پہنچ سکی نہ ہی ہندوستان کے وید مقدس نے عورت کی اخلاقی ذمہ داریوں کی حالت کو بلند کرنے کی کوشش کی۔ اور نہ بدھ نے اس صنف کی داد دی کی۔ غرض کہ دنیا کا نقشہ طہر الفساد فی البر والبعہ کا مصداق ہو رہا تھا۔ ہر طرف ضلالت و ہریت ظلم و ستم عیاشی خوریزی کا دور دورہ تھا۔ کہ

یچانیک ہونی غیرت حق کو حرکت۔ بڑھا جانے بوقیاس ابرجت
مصلم عظیم رحمتہ للعلیین دنیا کا نجات دہندہ۔ حقیقی محسن۔
نیر البشر۔ تمام کمالات کے جامع کا ظہور پور نور ہوا جس کی آمد نے تاریکی کو روشنی سے ظلمت کو رحمت سے۔ ضلالت کو ہدایت سے
دہریت کو روحانیت سے بدل دیا۔ عدل اور انصاف۔ رحم اور
محبت۔ مساوات اور حریت کی باد صبا چلنے لگی۔ مظلوموں کو ظالموں
کے پنجہ سے نجات دلانی۔ اور عورتوں کی عزت و احترام اور مساوی
حقوق کو قائم کیا۔ پھر ہی ہوئی مخلوق کا اپنے خالق سے پیوند کیا
اخوت کا ایسا سبق پڑھایا۔ کہ صدیوں کے دشمن آپس میں بھائی بھائی
ہو گئے۔ اس محسن ہستی نے نہ صرف مرد کو ہی انشرف المخلوقات ہونے
کا تاج پہنایا۔ بلکہ انہما کو بھی مردوں کے ہم پلہ اور دوش بدوش
کھڑا کر دیا۔ تمام خوار انعام کا خاتمہ ہدیشہ کے لئے "والمود
مسئلت" کی آواز سے کر دیا۔ یعنی وہ وقت آیا۔ کہ جب سوال

کیا جاسکا۔ کہ زندہ لڑکی کو کس گناہ کے عوض مارا گیا۔ ان الفاظ نے دنیا کی فضا میں ایک ایسی گونج پیدا کی کہ دنیا میں تمام قوموں اور مذاہب کو اس کے آگے تسلیم خم کرنا پڑا۔ پھر فرمایا خیر کہم خیر کہم لا ہلہ اتم میں بہتر وہ ہے۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ پھر حقوق کی نسبت قرآن کریم نے فرمایا۔ وھن مثل الذی علیھن بالمعرفت یعنی عورتوں کے لئے ایسے حقوق مردوں پر ہیں جیسے مردوں کے لئے عورتوں پر۔ پھر وہ ناچیز ہستی جو بطور ورثہ بھی جاتی تھی۔ باپ خاندان بھائیوں کی جائداد کی وارث ٹھہری ہر ایک عبادت علم و عمل میں مردوں کے برابر کا حقدار قرار دیا۔ اور دنیا کو بتلا دیا۔ کہ وہ بھی آدم کی نسل سے ہے۔ ہر ایک نیکی اور بدی میں جزا سزا کی یکساں حقدار ہے۔ جیسا کہ مرد اعمال صالحہ سے اپنے معبود کو راضی کر کے ہر ایک انعام و اکرام کا وارث ہو سکتا ہے۔ ویسے ہی فرقہ انات کے لئے بھی اعمال صالحہ اور جنت الفردوس کا دروازہ کھلا ہے۔

بانے اسلام نے جو اسوہ اس طبقہ کے لئے پیش نظر رکھا وہ یقیناً عورت کی مکمل ترقی کا ضامن ہے۔ اور کثرت سے ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ سرزمین عرب میں جہاں عورت کے ساتھ بدترین سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ اس تعلیم کی بدولت نسائت کے وہ نمونے پیش کئے۔ کہ مشکل سے ان کی نظیر مل سکتی ہے۔ اگر بانے اسلام نے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلمہ و مسلمۃ کا ارشاد فرما کر عورت کے لئے تعلیم و ترقی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ تو دوسری طرف مردوں کو اخلاقی تعلیم دے کر یہ بھی بتایا۔ کہ اس لحاظ سے ان کی حالت آنگینوں کی طرح ہے۔ جو ذرا سی ٹھیس سے چٹکتا ہو جاتے ہیں۔ نبی عربی نے اپنے عملی نمونہ سے عورت کی عظمت اس کے حقوق اور مرتبہ کو قائم کر کے اہل دنیا کو دکھا دیا۔ کہ وہ پاک و جوہر و عورت کے لئے یکساں رہا بہر حقیقی محسن کامل اور اکمل نمونہ تھے۔ اس سید ولد آدم نے فرقہ انات کی عزت و توقیر کو صرف اپنے مذہب یا قوم تک ہی محدود نہیں کیا بلکہ ہر ایک مذہب و ملت کی عورتوں کی حضور عزت افزائی کرتے رہے۔ جب کہ حبشین کے قیدیوں میں حضور کی رسالتی مہن آپ کے سامنے لائی گئیں۔ تو آپ نے ان کو پہچان کر اپنی چاہ بچھا دی۔ نہایت عزت اور احترام کے ساتھ بچھایا۔ ان کو اپنے ساتھ لیجانا چاہا۔ مگر انہوں نے اپنی قوم میں رہنا پسند کیا۔ آپ پر حضور نے نہایت احترام اور تحائف کے ساتھ ان کو لے لیا کر دیا۔ نبی صلی نے کچھ شرارت کی۔ تو ان سب کو قید کر کے دربار نبوی میں لایا گیا۔ ان قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی سفاقت تھی۔ جب حضور انور کو خبر ہوئی۔ تو اسے بلا کر عزت افزائی

احترام سے واپس کرنا چاہا۔ مگر نیا من باب کی بیٹی نے اکیلے رہا ہونے پر تشدد میں رہنے کو ترجیح دی۔ اس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سب ہمراہی قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مذہب و ملت اور ہر قوم کی خاتون کی قدر و منزلت فرماتے تھے۔ اور آسائے نہیب و ملت کی کوئی خاص رعایت نہ فرماتے تھے۔ آپ اپنی بیٹی والہ رضائی منوں اور اپنی بیوی خدیجہ کی سہیلیوں کی خاطر کھڑے ہو جاتے۔ اور انہیں بیٹھے کے لئے چادر بچھا دیتے۔ اپنی بیٹی کے ساتھ کمال عزت۔ محبت اور شفقت کے ساتھ پیس آ اور فرماتے "اگر مولودا دکمہ" ماں کی اس قدر قدر و منزلت سکھائی۔ کہ ارشاد فرمایا: "جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"

آپ ہمیشہ خانگی امور میں بیویوں کو مدد دیتے۔ خود اپنی بکریوں کا دودھ دھو لیتے۔ اپنے کپڑوں کی مرمت کر لیتے۔ اپنی جوتی گانٹھ لیتے۔ گھر میں جھاڑو دے لیتے۔ اپنے اونٹ کو بانڈھ لیتے۔ اس کے آگے چارہ ڈال دیتے۔ آگ جلا دیتے۔ اور فرماتے جیسے تمہارے حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں۔ ویسے ہی تمہاری بیوی کے حقوق تم پر ہیں۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں خدا کی امانت ہیں پس تم ان سے نیک سلوک کرو۔ حضرت خدیجہ کا ان کی فوتیگی کے بعد بھی بڑی عزت سے تذکرہ فرماتے۔ ان کی سہیلیوں کو تادم زینت تحفے تحائف بھیجتے رہے۔

چونکہ حضور روحانی معالج تھے۔ متعدد نکاح محض بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی قدر و منزلت قائم کرنے کے لئے کئے جن کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ ان کی اور ان کے یتیم بچوں کی سرپرستی فرمائی۔ اور انہی نکاحوں کی بدولت حضور کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر کئی قبیلوں نے ہدایت پائی حضور سب بیویوں سے بڑی نرمی اور شفقت سے پیش آتے۔

غرض اسلام اور ہادیے اسلام نے عورتوں کے درجہ کو بلند کر کے ان کے مساوی حقوق قائم کر کے ان کا احترام مردوں پر واجب کر دیا۔ اور یہی وہ کمی تھی جس کو اہم سابقہ کے ہادی پوری نہ کر سکے۔ بانے اسلام کی اس عزت افزائی کے باعث زندہ درگور کی جائے والی ہستیاں علم و عمل۔ باوری۔ والوالعزمی۔ زہد و تقویٰ اور خدمت دین کے میدان میں بعض اوقات مردوں سے بھی گویا سبقت لے گئیں۔

دنیا میں مختلف نبی فطرت انسانی کی مختلف تشاؤں کی نشوونما کے لئے آئے۔ اور ان کے وجود میں اخلاق انسانی کا ایک خاص پہلو ظہور پذیر ہوا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرقہ نسواں کو بانی اسلام کے عطا کردہ حقوق

از محترمہ مریم بیگم صاحبہ۔ اہلیہ جناب حافظ روشن علی صاحب۔

نے فطرت انسانی کی ساری شاخوں کی ایسی کامل تربیت کی اور آپ کے وجود مبارک میں اخلاق انسانی کے سارے پہلو ایسے روشن ہوئے۔ کہ آپ کے بعد کسی صاحب شریعت نبی کی حاجت دنیا میں نہ رہی۔ اگر آپ نے وحشیوں اور اخلاق سے عاری قوموں کو تمدن اور باصلاح انسان بنایا۔ تو تمدن اور باخلاق انسانوں کو باخدا بنا دیا۔ اللہ صلی علی محمد وبارک وسلم۔

حسن یوسف دم عینے ید بیضا داری
آنچه خوباں ہمدارند تو تنہا داری
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات اور حالات انسان کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں حضور انور نے اپنی ریت کے ذروں کی طرح بکھری ہوئی قوم کو جمع کر کے ایک مضبوط بیڑا بنا دیا۔ جو کہ حوادث روزگار کی خطرناک سے خطرناک ٹکروں کے مقابلہ میں اب تک مستحکم ہے حضور کا منشا ہی اعلاء کلمۃ اللہ اور اصلاح خلق تھا۔ اس منشا کو ایسے بے مثل انداز میں پورا کیا۔ کہ بت پرستی۔ توہم پرستی اور شرک کے چہروں پر جو نقاب چڑھا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا۔ اور توحید کے نور سے دنیا جگمگا اٹھی۔ اور ایسی خوشخوار اور دشمن نسوان قوم میں پیدا ہو کر جس میں زندہ لڑکیوں کو گاڑ دینا بڑا فخر سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کی ایسی عزت اور حیثیت اور حقوق قائم کرنا۔ کہ موجودہ تہذیب بھی طبقہ نسواں کو اس کا عشر عشر عطا نہ کر سکی۔ اس فخر اسل محسن حقیقی اور رحمت للعالمین کا ہی کام تھا۔ جس کے شکر یہ میں اگر روئے زمین کی تمام عورتیں قیامت تک حضور کے احسانات کو یاد کر کے شب و روز درود بھیجتی رہیں۔ تو یہی یہ کہنا پڑے گا۔ کہ

حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہ ہوا
اور دراصل حقیقی شکر یہ کا یہ طریق ہے۔ کہ اس پاک وجود کی مقدس تعلیم کو دنیا میں پھیلا یا جائے۔ اور جو قومیں ابھی نا آشنا ہیں۔ اور تریاق کو زہر۔ اور محسن کو دشمن۔ اور نجات دہندہ کو ظالم ٹھہرا رہی ہیں۔ انہیں اس پاک چشمہ سے شیرین کام کیا جائے۔ تاکہ جن قوموں نے ابھی تک عورتوں کو جائزہ حقوق سے محروم کر رکھا ہے۔ وہ ان کے حقوق کو سمجھیں اور ان کی قدر و منزلت کرنا سیکھیں۔

مسلمان خواتین کو چاہیے کہ غیر مسلم عورتوں میں اسلام کی تبلیغ کریں۔ اور انہیں ان احسانات سے آگاہ کریں۔ جو طبقہ نسواں پر صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئے۔ اور وہ حقوق تباہیں۔ جو اسلام نے عورتوں کو دئے ہیں۔ اور جن سے باقی تمام مذاہب خالی ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے جہان کے لئے رحمت ہیں۔ مگر خصوصیت کے ساتھ عورتوں کے عظیم الشان محسن ہیں کیونکہ آپ کے نبی سے زیادہ احسان گروہ نسوان پر ہیں۔ سلسلہ و تفرقتی اور زندہ درگور کرنا آپ کی ہی بعثت سے مسدود ہوا۔ گویا ہمارا دنیا میں زندہ رہنا آپ ہی کی برکت احسان سے ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث نہ ہوتے۔ تو آج ہماری ہستی کا بھی دنیا پر نام و نشان نہ ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے عورتوں کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی۔ یہاں تک کہ عورت کو جائداد کا وارث تک قرار نہیں دیا جاتا تھا۔ نہ مہنہ اور نہ دھاری میں۔ یہ احسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہے۔ کہ آپ نے عورتوں کی برتر حالت پر رحم کر کے ان کے لئے حق وراثت قائم کیا۔ جہاں عورتوں کو ایک پیسہ پر بھی یہ قدرت نہ تھی۔ کہ وہ اپنی مرضی سے اسے صرف کریں۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت عورتوں کو اسلام نے یہ حریت عطا کی۔ اور مردوں کو یہ حکم صادر فرمایا۔ ان اتیتما احداهن قنطارا قلاتاخذ و منہ مشیئا۔ اگر تم ان میں سے کسی کو خزانہ بھی دے پکے ہو۔ تو اس سے مت کچھ لو۔

یہ کمال اسلام میں ہی ہے۔ کہ خاوند خواہ کتنا ہی مال عورت کو دے دے۔ پھر وہ اس سے لے نہیں سکتا۔ عورت ہی اپنے مال کی مالک ہے جس طرح چاہے اسے صرف کرے۔ ہاں اگر وہ چاہے۔ تو اپنی مرضی سے بطور احسان خاوند کو بھی دے سکتی ہے۔ اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی احسان ہے۔ کہ اپنے مردوں کو عورتوں کے ساتھ محبت اور حسن معاشرت کی تاکید فرمائی ہے۔ جتنا لوگوں نے عورتوں کو بالکل ناکارہ اور کسی لائق نہ سمجھ کر کسی رائے اور مشورہ دینے کے قابل نہیں سمجھا۔ تھا۔ اتنا ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صنف کی قدر کی۔ اور اس کو مشورہ دینے کا حق دیا چنانچہ صلح حدیبیہ میں آپ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایسے اڑے وقت میں مشورہ دیا۔ جب کہ صحابہ کو عمرے کا قصد چھوڑ دینے۔ قربانیاں کرنے اور سر منڈانے کا ارشاد فرما رہے تھے۔ مگر وہ تعمیل ارشاد میں تامل کر رہے تھے۔ حالانکہ صحابہ ہر ایک ارشاد کی فوراً تعمیل کیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو یہ حالت دیکھ کر غم و فکر لاحق ہوا۔ آپ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور صحابہ کا حال ان سے ذکر کر کے فرمایا۔ میں ان کو حکم دیتا ہوں۔ مگر وہ تعمیل میں متاثر ہیں۔ ام سلمہ نے کہا۔ کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ وہ تعمیل کریں۔ آپ نے فرمایا۔ ضرور۔ ام سلمہ نے کہا۔ آپ باہر تشریف لے جائیں۔ اور کسی سے بات نہ کریں۔ آپ اپنا مزین طلب فرمائیں سر منڈائیں۔ اور اپنی قربانی ذبح کریں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ پھر تو صحابہ نے فوراً تعمیل کی۔ اور اتنی جلدی کی کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ ایسی جلدی سر منڈانے جاتے تھے۔ کہ گو یا سر کٹائے جا رہے ہیں۔

مہنہ کی اس بد رسم کو جس کی وجہ سے عورتوں پر یہ ستم کیا جاتا تھا۔ کہ خاوند کے مرنے پر عورت کو بھی ساتھ ہی جلا دیا جاتا تھا اور مردہ خاوند کے ساتھ عورت کا زندہ جل مرنایا اس کے لئے بہتر اور قابل فخر سمجھا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عورتوں پر یہ احسان ہے۔ کہ آپ نے اس باطل رسم کو بالکل مٹا دیا۔ اور وہ اس طرح کہ اسلام نے بیوہ عورت کے لئے چاہے بیٹے دس دن کی میعاد مقرر کر دی۔ اس میعاد کے بعد وہ آزاد ہے۔ خواہ نکاح کرے۔ یا نہ کرے۔ یہ اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ جو ان بیوہ عورت کے لئے بغیر نکاح کے رہنے کی پابندی جیسا ظلم یا خاوند کے ساتھ زندہ جل مرنے جیسا ستم مشرکین نے جاری کیا ہوا تھا۔ اس سے آپ نے عورتوں کو نجات بخشی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے ایک کے باقی تمام نکاح بیوہ عورتوں سے کئے۔

عیسائیت ایک بڑا مذہب ہے۔ لیکن اس میں بھی عورتوں کی روح نہیں مانی جاتی۔ عورت بچاری کا اپنا نام ہی نہیں ہوتا۔ جب باپ کے گھر ہوئی۔ تو مس فلاں کہلائی۔ اور جب خاوند کے گھر گئی۔ تو مسر فلاں کہلائی۔ یعنی عورت باپ یا خاوند کے نام پر ہی پکاری جاتی ہے۔ پھر جو عیسائیوں میں عورت کی عزت و تکریم ہے۔ اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بھی انہیں کے بزرگان کے اقوال سے ظاہر ہے۔ سینٹ برنارڈ صاحب کا قول ہے۔ عورت شیطان کی کٹنی ہے۔ سینٹ بولڈ و سینچر کہتا ہے عورت کیا ہے۔ ایک چھوٹے۔ جو ہر وقت کاٹنے کو تیار رہتا ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ شیطان کا گرز ہے۔ سینٹ سائی پری ان کہتا ہے یوں سمجھو کہ عورت ایک ہتھیار ہے۔ جس کو شیطان اس لئے استعمال

گزارتا ہے کہ اس کا تسلط ہماری جانوں پر ہو جائے۔ سینٹ جے روم کا بیان ہے۔ عورت شیطان کا دروازہ ہے۔ یا بدعاشی کی سڑک ہے۔ یا بچھو کا ڈنگ ہے۔ سینٹ گریگوری اعظم فرماتے ہیں کہ عورت ایک خونخوار نفی کا سا زہر ملاہل رکھتی ہے۔ اور ایک پروا کرنے والے سخت زہر دار سانپ کا سا کر رکھتی ہے۔ کلا حول دلا قوۃ الایبالہ۔

میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے نفسی دانی داعی نے عورتوں کی حالت نار پر رحم کر کے عورت اور مرد کو برابری میں مساوی قرار فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کو جسے اللہ تو نے مرد کے لئے بہترین مونس بنایا ہے۔ غیر مذہب کی ذلت و حقارت سے بچایا۔ قرآن مجید جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے۔ وہ باوا زینہ بیکار بیکار کرتا رہا ہے۔ وہ لہسن مثل الذی علیہ من جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ خاندانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ عورتوں کے حقوق ادا کریں۔ ان کے مرتبہ و مدارج و عزت کا خیال رکھیں۔ ایسا ہی عورتوں کے لئے بھی ہے کہ وہ خاندانوں کے حقوق ادا کریں۔ اور ان کے مدارج و عزت کا لحاظ رکھیں۔

کیا مذہب سے مذہب ممالک میں کوئی ہے۔ جو اسلام کی اس بات کا مقابلہ کر سکے۔ پھر فرمایا۔ من جعل من المصلحت من ذکر او انثی دھو مؤمن فادخلک یدخلون الجنة ولا یظلمون نقیرا۔ جو شخص نیک کام کرے۔ مرد و عورت وہ مؤمن ہو۔ تو اس کا اجر پائے گا۔ پھر فرمایا۔ من عمل صلحا من ذکر او انثی دھو مؤمن فلیخیرہ حیرة طیبہ و لیسجد لیہم اجرہم یا حسن ما کا ذریعہ صلوات الہیات پر غور کرنے سے ہر سعید الفطرت انسان اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کی کس قدر محمد اشدت کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ بیویاں کرنا ہی احسان عظیم ہے۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرائیویٹ لائف کے تفصیلی واقعات کا زبردست شہادتوں کے ساتھ دنیا کے سامنے آنا ضروری تھا۔ اور ضروری تھا۔ کہ آپ کا ہر ایک عمل لغت و مستند۔ تحقیر و تقدیس سے نقاب ہر تاکہ وہ خصوصیت جس نے تمام دیگر انبیاء و مصنفین سے آپ کو ممتاز بنانا ہے۔ وہ نمایاں ہو جائے۔ اور خاتم النبیین ہونے کے لحاظ سے بھی یہ ضروری تھا۔ کہ آپ کی اصلاح دوسرے مصلحین کی طرح اور ضروری نہ رہے۔ بلکہ انسانی زندگی کے ہر فردی اور ذہنی پہلو کو اس کے تمام غلو ہر اور منفی شعبوں کو مستعمل الوجود کا دنیا کے سامنے پیش کر دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے پہلا اور سب سے آخری کام تھا۔ یہ منفی خزانہ اہمات المؤمنین کی وساطت سے دنیا کو ملتیا گیا

اگر وہ باتیں تاریکی میں رہتیں تو یہ کب تک معلوم ہو سکتا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوقات نہمانی کن کن مشاغل میں گزرے اور ان مشاغل کو جو انسان کے لئے ضروری ہیں کس طرح احسن طور پر سرانجام دینا چاہیے۔

پس آپ نے جس قدر بھی نکاح کئے۔ ان کی بنیاد فوائد کثیرہ ملک و ملت اور مصالح جمیلہ قوم و امت پر مبنی تھی۔ اور مستورات میں سے بھی آپ ایک صحیح اصلاحی اور تبلیغی جماعت بنانا چاہتے تھے۔ جو کتاب و سنت اور باخصوص حیات طیبہ کے مستوحشہ میں مسلمانوں کی رہنمائی کرے اور علم و عمل میں نسوان امت کے لئے بہترین نمونہ ہو۔ ان تمام مسائل سے کما حقہ واقف ہو۔ جن کا تعلق خصوصیت سے مستورات کے ساتھ ہے۔ اور جن کا جانا ان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ لیکن مردوں سے پوچھنے میں ان کو حجاب مانع ہے۔ اور مردوں کو بھی انہیں بتانے میں دقت ہے۔

میرے پیارے رسول اللہ تیرے ان احسانوں کو یاد کر کے جو تو نے خاص کر ہماری صنف پر کئے۔ بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے۔ اللہ صل وسلم و تحم و تحسن و تبارک علی حبیبنا محمد و آلہ و صحبہ و صحبہ جمعہ حسن یوسف دم عیسیٰ ید برینا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عورتوں پر عظیم الشان احسانا

(از محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ لاہور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمت سے پہلے عورت کی زندگی کی کل ہسٹری درد و غم کی تصویر تھی۔ آپ نے والدین کو بجائے لوگوں کے مار دینے کے یہ حکم دیا۔ کہ جو ان کی پرورش کرے اور ان کی عمدہ تربیت کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے بڑے انعام و اکرام کا مستحق ہو گیا۔ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے آپ نے اس لمحہ کو سمجھ لیا جس پر دنیا آج زور دے رہی اور کہہ رہی ہے۔ کہ ہم عورتوں کی تعلیم کے بغیر کوئی ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ ایک نونالیدہ بچہ جو باہل مال کی آغوش میں تربیت پائے اس سے وہ اسپر میں جو ہم اپنی ترقی کے لئے چاہتے ہیں۔ ناممکن ہیں آج کے زمانہ میں عورتوں نے ایسی ہی لیاقت دکھائی۔ کہ مرد بھی دوزخ میں گرا کر ان سے تعلیم پائے گئے۔ پھر شادی کے موقع پر چہر

کا ہوا کرنا شہیرا یا کہ وہ خاوند کے گھر میں داخل ہونے سے شہیر اس کے مال کے ایک حصہ کی وارث بن کر آئے۔ اور وہ حصہ ایسا بچتہ ہو۔ کہ خود خاوند بھی بچہ اس کی رہنمائی کے لینے کا حقدار نہیں۔ وہ اپنی جائیداد کی مستقل طور پر مالک ہے۔ پھر مردوں کو یہ حکم دیا۔ کہ گو بعض باتوں میں تم کو ان پر فوقیت ہے لیکن باقی تمام معاملات میں وہ تمہارے برابر ہیں۔ جیسے تمہارے ان پر حقوق ہیں۔ ویسے ہی ان کے بھی تم پر ہیں۔ اور اگر خدا کو کوئی ایسی صورت ہو۔ کہ علیحدگی اختیار کرنی پڑے۔ تو اگر چہ ان کو ڈھیر دل مال دیا ہو۔ نہ لینے کے تم حق دار نہیں۔ پھر آپ نے سطاقت اور بیوہ عورتوں سے شادی کر کے ایک سنت قائم کی۔ کیونکہ پہلے لوگ مطلقہ وغیرہ کو برا بھلا کہتے تھے۔ غرض آپ نے عورتوں سے نہایت درجہ کی ہمدردی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت کی عورتیں جو اس وقت زمانہ حال کی بہتری اور زمانہ قدیم کی بہتری بچشم خود دیکھ چکی تھیں اپنی جان و مال سے آپ پر قربان تھیں۔ اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں اور خاندانوں اور بیٹیوں سے زیادہ آپ سے محبت کرتی تھیں۔ کیونکہ وہ عیاشی تھیں۔ کہ ہم کو جو کچھ ملا آپ ہی کی بدولت ملا ہے۔ ورنہ یہی باپ اور بھائی۔ خاوند اور بیٹے پہلے بھی تھے۔

پس اے فرقہ انات ہذا را سوچو۔ کہ کس نے تم کو باپ سے زیادہ ہمدرد اور بھائی سے زیادہ رفیق بن کر زندہ درگور ہونے سے بچا کر تمہارے والدین کو تعلیم دلوانا واجب تھا کہ تمہیں انسان بنایا۔ اور پھر کس نے اس حالت سے جو غلامی کی حالت سے مشابہ تھی۔ نجات دلا کر مساوات اور آزادی عطا فرمائی اور کس نے عورت مرد کے تعلقات کو بہترین صورت میں قائم رکھنے کے لئے نہایت اعلیٰ تعلیم پیش کی۔ اور مردوں کو حسن سلوک کا حکم دیا۔ پھر کیا تمہاری غیرت گوارا کرتی ہے۔ کہ ایسے محسن اور ہمدرد کو کوئی برا بھلا کہے۔ اور تم خاموش بیٹھی سنا کر۔ آج اگر تمہارے سامنے کوئی تمہارے کسی عزیز کو برا کہے۔ تو کیا سن سکتی ہو۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کس طرح سن سکتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہزار ہزار درود ہوں۔ جنہوں نے اس وقت گم شدہ راستہ حق پھر دکھایا۔ اور آپ کے خلیفہ پر ہزار ہا رحمتیں حق کی نازل ہوں۔ جنہوں نے ہم کو اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور ہمیں موقعہ دیا ہے۔ کہ ہم اپنے عمل سے آپ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کریں

رسول پاک سے عورتوں کا اخلاص

(از ہجرہ بیستم ایشیہ ایڈیٹر افضل)

95

کیسے ظالم ہیں وہ لوگ۔ جو اس پاک انسان پر جس نے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو اپنی قوت قدسی سے پاک بنا دیا۔ یہ الزام لگانے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ عیاش تھے۔ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ عیاشی کا نتیجہ لوگوں میں نفرت اور حقارت پیدا ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہوا کرتا۔ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں گذرا جس نے اپنی زندگی عیاشی اور نفس پرستی میں گذاری ہو۔ اور لوگوں میں اور خاص کر طبقہ نسواں میں اس سے دلی نفرت اور بیزاری نہ پیدا ہوئی ہو۔ دنیا کے وہ بڑے بڑے شان و شوکت اور قوت و طاقت والے انسان جو کروڑوں انسانوں کی جان و مال کے مالک تھے اور جو اپنی آنکھ کے اشارہ سے جسے چاہتے ہیں میں موت کے گھاٹ اتار دیتے اور جسے چاہتے مال و دولت سے خوشحال کر دیتے۔ ان میں سے جب کوئی عیاشی میں پڑا تو سب کی نظروں سے گر گیا۔ اور اپنے لئے نہ تو فرقہ انانیت سے اور نہ ذکور سے ایسے مخلص اور ہمدرد پیدا کر سکا۔ جو اس سے دلی تعلق اور سچی محبت رکھتے بلکہ ہر ایک کو اس نے اپنے خون کا پیسا بنا لیا۔ اگرچہ اس کی طاقت اور قوت کی وجہ سے کوئی دم نہ مار سکا۔ لیکن دنیا کے عیاش اور نفس پرست حکمرانوں میں کسی کے متعلق بھی یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ اسے مخلص اور حقیقی خیر خواہ بیسرا سکے۔

مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف مردوں نے آپ پر اپنی جان و مال قربان کرنا اپنے لئے سب سے بڑھ کر نعمت سمجھی۔ بلکہ عورتوں کو بھی آپ سے وہ اخلاص اور محبت تھی۔ کہ جسکی نظیر دنیا کے پردہ پر اور کسی جگہ نہیں مل سکتی۔

جن عورتوں نے اپنے پاک ہادی کے لئے خوشی سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کیں اور بے نظیر صبر دکھایا۔ انکی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ان کا ایک مضمون میں ذکر کرنا ناممکن ہے میں صرف دو تین مثالیں پیش کرتی ہوں۔

جنگ احد کا واقعہ ہے جب مسلمانوں پر فتح کے بعد نہایت نازک وقت آگیا تو ایک خانوں جن کا نام ام عمارہ تھا اور جو لڑائی کا رنگ دیکھنے کے لئے میدان جنگ میں آگئی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے زریعے میں دیکھ کر بے تاب ہو گئیں اور باوجود نسوانی ضعف اور کمزوری کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر تیرا ورتلو اور سے جنگ کرنے لگیں۔

یسا تنگ کہ زخمی ہو گئیں۔

اس نہایت نازک اور خطرناک وقت میں کس چیز نے ان میں اتنی جرأت اور دلیری پیدا کر دی کہ وہ خطرناک جنگ میں شریک ہو گئیں۔ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ثبت اور الفت سے انکو اپنی جان کی کوئی پروا نہ رہی اور نہ دشمن کے غلبہ کا کوئی خیال آیا نہ اپنی کمزوری اور ضعف کی طرف نظر گئی۔ صرف یہی بات یاد رہ گئی۔ کہ کچھ ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پروا نہ کی طرح قربان ہو جانا چاہیے۔ یہ جذبہ اور یہ خیال صرف اسی انسان کے لئے پیدا ہو سکتا ہے۔ جس کے متعلق یہ یقین ہو کہ اس کے لئے جان قربان کر دینا کوئی ہنگامہ سودا نہیں۔ بلکہ اس طرح خدا کی رضا اور آخرت میں سرخروئی حاصل ہوگی۔ اور دنیا کی چند روزہ زندگی کے مقابلہ میں یہ بات بڑی نعمت ہے۔

پھر اسی جنگ احد کا واقعہ ہے کہ جب شہیدوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کی لاش اس حالت میں ملی کہ ان کا پیٹ چاک کیا ہوا تھا۔ اور جگر باہر پڑا تھا۔ ناک کان کاٹے ہوئے تھے۔ تو اس کا اثر نہ صرف صحابہ پر بلکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا گہرا پڑا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا۔ جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیظ و غضب پیدا ہوا ہو۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کیسا دردناک نظارہ تھا۔ اسی لئے جب حضرت حمزہ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ اپنے بھائی کی لاش کو دیکھنے کے لئے آئیں تو حضور نے ان کے بیٹے زبیر سے کہا تم اپنی ماں کو واپس بھیجو۔ تاکہ حمزہ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔ جب زبیر نے اپنی ماں سے واپس جانے کیلئے کہا تو وہ سمجھ گئیں اور کہلا بھیجا میں نے سن لیا ہے کہ میرے بھائی کو مثلاً کیا گیا ہے۔ مگر یہ خدا کی راہ میں ہوا ہے اور میں اسپر صبر کرونگی۔ اسپر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو آنے کی اجازت دیدی اور انھوں نے آکر اس سنسنی پیدا کرنے والے نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر کیا مجال کہ بے صبری کا ایک لفظ بھی منہ سے نکالا ہو۔ وعاف مغفرت کر کے واپس چلی گئیں۔

پیارے بھائی کو بہن کا ایسی حالت میں دیکھ کر ایسا صبر دکھانا اور یہ کہنا کہ جو کچھ ہوا خدا کی راہ میں ہوا ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انکو ایسا اخلاص تھا۔

حضرت حمزہ اسی لئے شہید ہوئے تھے کہ انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا۔ اور آپ کے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے نکلے تھے۔ مگر انکی بہن کا ایمان کتنا مضبوط تھا۔ کہ نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی قسم کا شکوہ زبان پر نہ لائیں بلکہ آہ بھی نہ کی۔ اور سمجھا کہ جو کچھ ہوا خدا کی راہ میں ہوا ہے۔ سو آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ایسے اخلاص کے عورتوں کے اخلاص کی مثال کہاں مل سکتی ہے۔

جنگ احد میں چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر اڑ چکی تھی اور کفار نے اسے بہت شہرت دی تھی۔ اس لئے مدینہ میں صحابہ کے گھروں میں گہرام مچا ہوا تھا۔ مسلمان عورتیں بڑی بیچینی کی حالت میں تھیں۔ جب مسلمان جنگ سے واپس لوٹے تو عورتیں اپنے گھروں سے نکل کر ان سے رسول پاک کے متعلق پوچھتی تھیں۔ ایک عورت اسی عرض کیلئے کھڑی تھی کہ لوگوں نے اسے کہا تمہارا بھائی شہید ہو گیا ہے اس نے پوچھا رسول اللہ کا کیا حال ہے۔ اسے کہا گیا تیرا بھائی بھی شہید ہو گیا ہے۔ پھر اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا تو اسے یہ جواب ملا کہ تیرا خاوند بھی شہید ہو گیا ہے اس نے کہا میں تم سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کرتی ہوں۔ اسپر جب اسے اشارہ کر کے بتایا گیا کہ آپ بخیر و عافیت ہیں اور اس نے آپ کو دیکھ لیا تو کہنے لگی آپ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے۔

یعنی سب سے زیادہ ہمیں آپ کی سلامتی مطلوب ہے۔ اس عورت کی ہمت اور جوصلہ کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ عورت کے لئے باپ بھائی اور خاوند کے رشتے نہایت ہی عزیز ہوتے ہیں اور انہی پر اسکی ساری زندگی کا آرام و آسائش منحصر ہوتی ہے۔ مگر وہ ان رشتوں کو اس تعلق کے مقابلہ میں کچھ نہیں سمجھتی۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اور آپ کی سلامتی کی خبر سن کر خدا تعالیٰ کا شکر کرتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو تعلق ہے۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کے کسی تعلق کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

جس انسان کے متعلق عورتوں جیسی کمزور اور ناتوان مخلوق نے ایسا اخلاص اور ایسی خدا کا ری دکھائی ہو۔ اسپر عیاشی کا الزام لگانے والوں کے متعلق سوائے اسکی اور کیا کہا جائے کہ وہ اندھے ہیں اور ان کی عقل ماری گئی ہے۔ ورنہ کہاں عیاشی اور کہاں ایسا ایمان اور ایسا اخلاص جو مسلمان خواتین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دکھایا ہے۔

ہمارا بھائی شفیق

(از محترمہ سکینۃ النساء صاحبہ قادیان)

اس کریم - رحیم آقائے نامدار کے وصف اور اس ناچیز ذرہ خاک کا قلم ۶ چہ نسبت خاک رابا عالم پاک کی مثال ہے۔ تاہم جبکہ ہمارے الفضل کا پرچہ ایسے قیمتی مضامین سے مزین ہوگا چنانچہ ایک احسان جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ انات پر فرمائے ان پر بطور ثواب حاصل کرنے کے اگر یہ خاک پائے نبی عربی کچھ نہ لکھیگی تو دل میں افسوس رہیگا۔ کہ کیوں اس ثواب سے محروم رہی۔ ہمہ صفت موصوف عالیجناب جس قدر عورت ذات پر بہر بان اور شفیق تھے۔ کسی بھی نہیب میں اس کی مثال ملنی محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ دوسرے مذاہب میں اور اسلام سے پہلے عورتوں کو حیوان مطلق ناقص العہم سمجھا جاتا رہا۔ ان سے حیوانوں ایسا سلوک ہوتا رہا۔ قریش ایسی متکبرانہ اور غلے قوم کہلانے والے لوگ عورتوں کو یہ سے بدترین سلوک کرنے کا مستحق سمجھتے۔ گائے بیل کی طرح ان سے بڑا ڈرتے تھے۔ حتیٰ کہ کوئی عورت ذات کہلانے والی بحالت ایام معمولہ لکھ برتنوں تک کو ماتھے نہ لگا سکتی۔ تباخر کے مائے زندہ لڑکیوں کو زمین میں دفن کر دیتے۔ مگر ہمارا رُوف آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبوت ہوتا ہے۔ ترکیب پر اکرم الفاظ میں حکم دیتا ہے۔ کہ دیکھو دنیا میں مجھے تین چیزیں بہت پسندیں عورت خوشبو۔ نماز۔ پھر کیسے الطاف و کرم میں ڈلبے ہوئے الفاظ میں کہ عورت کی ٹیڑھی پسلی سے پیدائش ہے اسے زور سے سیدھا کرنا چاہیے تو ڈوٹ جیسے گی۔ گو یہ مختصر سا فرمان ہے مگر معانی کے لحاظ سے اپنے اندر بہت سا مضمون رکھتا ہے۔ اور کچھ در طبائع جانتی ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں کس قدر شفقت آمیز حکم صادر فرمایا۔ پھر حضرت امہات المؤمنین علیہا السلام سے حسن معاشرت اور برتاؤ کے دکھا دیا کہ امت کیلئے یہ راہ کقدر راست اور دین حنیف پر چلنے والی ہوگی۔ اور ساری عمر کی مشکلات کا حل اس طرز سے آسان کر دیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ پھر حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ کی جو نابرداری کی ہے۔ وہ بھی کسی مسلمان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ یہ شفقت فرقہ انات پر ہی تھی۔ کہ عائشہ رضی اللہ کی گڑیاں دیکھ کر مسکرائے اور عائشہ کو کندہوں پر سے جشیوں کے کھیل دکھلائے۔ در نہ کوئی مسیحی آدمی ہوتا تو جھڑک دیتا یا اپنی در خواست کو مثال دیتا مگر حضور علیہ السلام نے اس میں بھی دلدادگی اور رحم کی تعلیم دی

پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسی تعلیم دی کہ فرمایا۔ نصف دین عایشہ سے سیکھو سبحان اللہ کسی قدر افزائی ہے۔ اور کس قدر اپنی پاک تعلیم پر بھروسہ۔ پھر اپنی اولاد سے ایسی ہی مثال محبت اور اپنی لڑکی پر ایسی شفقت کہ لفظ نہیں ملے۔ کہ کن لفظوں میں فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے اوصاف لکھوں؟ دیکھئے صدیرہ فاتون حبت کی اولاد ہی رسول اللہ کی نسل کہلائی۔ اور قیامت تک کے مسلمانوں میں چاہے کسی فرقہ کا ہو مگر محبت اولاد فاطمہ اس کے دل میں ضرور ہوگی۔ بلکہ یہ محبت ایک جزو دین ہوگئی ہے۔ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کی بیٹی ہی تھیں۔ دنیا کے ملل و اموال سے فاطمہ کو نفرت دلوائی اور دین اسلام کی سردار فاتون کا لقب عطا فرمایا۔ یہ حسن سلوک بھی امت کیلئے ایک قابل قدر سبق تھا۔ جبکہ جاہلیت کے زمانہ میں لڑکیوں کی پیدائش ایک لعنت سمجھی جاتی اور ناکہ زندہ دفن کر دینا قومی وضعیت کو تباہ کرتا تھا۔ اسلام کی تعلیم نے عورت کی شان بلند کی عورت کو رتبہ دیا۔ عورت ذات پر رحم و شفقت کرنا سکھایا اور ان اسلام میں عورتوں کے لئے بہت سی آسانیاں پیدا کر دیں اور ایسی آسان راہیں بنادیں۔ کہ اس صراطِ مستقیم پر چلکر ایک عورت ضرور کامیاب ہو سکتی ہے۔ دیکھئے دینی جنگوں میں عورتوں کو فوجی جابا اسباب فیرہ کی حفاظت اور زخمیوں کی مرہم مٹی کرینیکا اختیار دیا اور یہ کام عورت کے لئے کوئی مشکل نہ تھا۔ ارکان اسلام میں غلے وضو۔ نماز۔ روزہ وغیرہ میں جو رعایتیں عورتوں کو حاصل ہیں۔ وہ مردوں کو نہیں۔ بال کچھ کی پرورش کیلئے روزے دوسرے وقت پر رکھنے کا حکم اور حاملہ کیلئے روزہ اس وقت صاف کر کے یا اس کا عجز دیکھو فرض کی ادائیگی کر لینا یہ اسلام کی سجد عورت سے رعایت ہے کپڑے پر اگر کچھ پیشاب کرے تو پانی چھڑک کر کچھ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ بھی عورتوں کے بہت بڑی رعایت ہے۔ جن گھروں میں ٹانڈی میں نمک و میش ہو جانے پر فساد ہو جاتا ہے ان کے فساد مٹانے کے لئے روزہ کی حالت میں بھی نمک چھڑک کر دینا جائز قرار دیا گیا۔ پھر کچھ کو دودھ پلانے کی حالت میں روزہ دوسرے وقت رکھ لینے کی اجازت دی گئی۔ بحالت ماہواری ایام عورت کیلئے جائز کیا گیا۔ کہ نماز نہ پڑھے مگر اپنے خاوند کے پاس بیٹھے اسکی خدمت کرے۔ اسکے ساتھ کھانا کھائے وغیرہ وغیرہ یہ عورت ذات کیلئے رعایت نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ بھی عورت ہی کی ہمدردی ہے۔ کہ آپس میں خاوند بیوی کی نین آئے۔ تو طلاق لیکر علیحدہ ہو جائے۔ اگر کوئی مرد صلۃ چھوڑے اس حالت کیلئے کیسا راحت رسال ارشاد ہے کہ عورت طلع کر دے سکتی ہے۔ یہ بھی دوسرے مذاہب کی عیبہ ایک نادر مثال عورتوں پر شفقت کی ہے۔ غرضیکہ کہاں تک اس کریم رحیم نبی کے اوصاف رحم بہان کے جائیں۔ پھر آپس میں عفو و درگزر کے اوصاف بھی بے نظیر تھے۔ اپنی دائی کھلائی علیہ رضی اللہ عنہا۔ جو ایک جنگل کی رہنے والی فاتون تھیں وہ بڑا پالے

میں آئی ہیں۔ حضور اپنی خاص چاند کندہوں سے اتار کر خود اٹھ کر ان کے نیچے بچھا دیتے ہیں۔ پھر شہنشاہ عالم اس بڑھیا عورت سے نہایت شفقت آمیز گفتگو کرتا ہے۔ جیسے کہ کوئی فریاد دار کچھ اپنی سسرالوں سے حالانکہ ہوش آنے سے پیدہ شہر میں لائے گئے تھے۔ راستہ میں چلے جاتے ہیں۔ تو اسما کچھ کی کھلیاں سر پر رکھے آ رہی ہیں۔ حضور علیہ السلام اپنی اونٹنی بٹھاتے ہیں اور اسے اپنے پیچھے محض رحم اور ہمدردی کے لئے بٹھانے کو فرماتے ہیں۔ مینے کسی حدیث میں پڑھا ہے۔ کہ ایک مظلوم بیس عورت حاملہ تھی حضور کے پاس آئی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں کسی غلام گناہ کی ترکیب ہوئی ہوں۔ مجھ پر سنگساری واجب ہے۔ حضور نے سنکر رخ مبارک اس طرف سے پھیر لیا۔ اس نے دوبارہ عرض کیا۔ آپ فاطمہ سے رہے۔ بس بارہ بولی تو حضور نے فرمایا۔ سبحان اللہ جاؤ حسیب کچھ بیدار ہوگا حد شرع لازم ہوگی۔ بعد از مدت پھر وہ حاضر ہوئی۔ تب آپ نے فرمایا میں نے بہت ٹالا لگا لگا کر مرئی اپنی ہے تو مد لگائی جاے یہ بھی حضور کی رحم اور عفو کی صفت تھی۔ کہ حد شرعیات ایک صنیعت اور کمزور کو لگانا گوارا نہ تھا۔ عیبہ نے حضور کو سخت دکھ دیا۔ ایک مسلمان پھار کا کچھ اور اعضا نکال کر جنگ میں چبائے کہ یعنی حضور کے نہایت عزیز چچا حمزہ کے، مگر جب وہ مسلمان ہونے کو آئی۔ حضور نے اسے معاف کر دیا۔ گو دل گوارا نہ کرتا۔ کہ یہ سامنے آئے مگر صفت رحم اور شفقت نے درگزر و عفو کی نیکو ہی طریقہ بتلایا جس عالیجناب جہاں جناب الہی سے اعلیٰ درجہ کا تعلق تھا وہاں انکی مخلوق سے بھی بے نظیر سلوک رہا۔ پھر انکی مخلوق میں سے اپنے اور کمزور جن میں پر تو از حد کرم اور رحم تھا۔ چنانچہ اسکی زندہ مثال اس زمانہ میں حضرت سید موعود علیہ السلام کے رحم اور شفقت فرقہ انات پر سے معلوم ہوتی ہے۔ جنہوں نے اپنی حسن معاشرت کی مثال سے بتا دیا کہ بیشک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بے نظیر اور ہی مثال انسان تھے جن کے دین صنیعت نے عورت جیسی حقیر چیز کو اتنا رتبہ دیا اتنی شان بخشی۔ اس کی ہستی کو ارفع بنایا۔ اسے ایک نفیس نئے کا لقب دیا۔ دوسرے مذاہب کو بتا دیا۔ کہ جس طرح اسلام ایک بے نظیر مذہب ہے۔ اسی طرح عورتوں کی ہستی ایک بلند بلاستی ہے۔ پس عورت اگر اس ضمن آقا کی شہانہ روزہ صفت و ثنا کرتی ہے۔ تو بھی احسان نہ ادا کر سکے۔ مختصر یہ ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

افضل دیان اخبار

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے جس میں نہایت اعلیٰ پایہ کے مضامین ہوتے ہیں۔ قیمت سالانہ ملے۔ سہ ماہی عطا

رسول کریم صلعم کے احسانات

صنف نازک پر

از محترمہ زکیہ خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی محمد یوسف صاحب مؤرخ گھیر

اسلام سے قبل نوع انسانی کے اس نصف حصہ کے ساتھ دنیا کا جو سلوک تھا وہ تاریخ کے صفحات پر اب بھی موجود ہے۔ مختلف قوموں کی تاریخ اور مختلف مذاہب کی روایات اور مذہبی احکام پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ کسی قوم اور کسی مذہب نے بھی عورت کی وہ حیثیت قائم نہیں کی جسکی وہ مستحق تھی اور جسے صرف رسول کریم صلعم کی پاک تعلیم نے قائم کیا ہے۔ آج جبکہ محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلے ہوئے تیرہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے تمام اہل مذاہب و مذاہب کے دوش بدوش رہ کر اسلامی طرز معاشرت اور اسلامی تمدن کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ہر مذہب اپنی جگہ پر عورت کو اعلیٰ حیثیت دینے کا مدعی ہے اور عملاً اسکی کوشش بھی کر رہا ہے لیکن اصلیت یہی ہے کہ سب کچھ اسی رسول عربی صلعم کی تعلیم کے اثرات ہیں۔ جس سے اب سے تیرہ سو سال قبل اس کمزور اور مظلوم جنس کی حیثیت کی تھی۔ ورنہ انکی اپنی مذہبی کتابوں میں ایسی تعلیمات کا کبھی پتہ نہیں ہے۔

اسوقت اگرچہ مجھے صرف اپنے محسن اعظم اپنے پیارے نبی محمد صلعم کے احسانات کا ذکر کرنا ہے لیکن آپ کی مبارک تعلیم کی خوبیوں کو زیادہ واضح کرنے کے لئے دیگر مذاہب کی تعلیمات میں سے چند باتیں بطور نمونہ لکھتی ہوں۔

عرب میں عورت کی حیثیت
اسلام سے پہلے عرب میں عورت کی کیا حیثیت تھی؟ اسکے متعلق صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ بحیثیت بیوی وہ شوہر کی ایسی ملکیت تھی جو وراثتاً منتقل بھی ہوتی تھی ایک مرد جتنی عورتوں سے چاہتا شادی کر سکتا تھا۔ عقد مناکحت اس قدر کمزور تھا۔ کہ ذرا اور اسی بات میں طلاق دیدی جاتی تھی۔ اور بحیثیت بیٹی وہ اس قابل تھی کہ زندہ دفن کر دی جائے۔

مسیحیت میں عورت
مسیحیت جو اپنی زمی اور ہمدردی کے لئے مشہور ہے۔ اس نے بھی صنف نازک پر کوئی ہر بانی نہیں کی۔ حضرت مسیح نے نہ صرف

تجدد کو تامل پر نزع دی۔ بلکہ اسے آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنا یا ہے اور خود بھی انھوں نے شادی نہیں کی پھر انجیل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنی والدہ کے ساتھ بھی ان کا سلوک کچھ اچھا نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی بزرگ اس مظلوم طبقہ کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ آج بھی بہت کچھ اصلاح کر نیکی یا وجود مسیحی ممالک میں عورت کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے۔ شادی ہونیکے ساتھ ہی اسکی ساری جائیداد شوہر کی ملکیت ہو جاتی ہے اور وہ خود بالکل نہیں دست رہ جاتی ہے۔ پھر وہ اپنے باپ کی جائیداد میں اپنے بھائیوں کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ بلکہ جب تک کوئی ایک وارث بھی موجود ہو۔ ترکہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ صرف بیٹی بلکہ مذہبی طور پر بھی وہ سب سے پہلی گنہگار اور گناہوں کی جو سبھی گئی ہے۔ اسی کی وجہ سے تمام ہی نوع انسان گنہگار ہو گئے۔ یہ وہ عقیدہ ہے۔ جو صنف نازک کے ساتھ مقدس اور راسخ العقیدہ مسیحی بزرگوں کی نفرت و حقارت کی بنیاد ہے۔

ہندو دھرم میں عورت
ہندو دھرم کی حالت کچھ زیادہ ہی خراب ہے وہ تو اس غریب مخلوق کو قطعاً ناقابل اعتماد سمجھتا ہے جس پر کبھی بھی اعتناء نہیں کیا جاسکتا۔ رانی کو شلیا کا صبر و استقلال اور سینا جی کی ضرب المتل و فاشاری بھی اس بے اختیادی میں کوئی کمی نہیں کر سکی۔ ہندو قوانین کی رو سے شادی کنیا دان، یعنی خیرات اور اسکی قبولیت کا نام ہے۔ بیوی ایک ایسی چیز ہے جو شوہر کو بطور خیرات ملی۔ اس لئے وہ جائز طور پر اسکی ملکیت ہے۔ شوہر کے گھر میں اسکی حیثیت بالکل خادمانہ ہے۔ اس کا فرض شوہر اور اسکے گھر والوں کی خدمت گزار ہے لیکن اس کا حق کچھ بھی نہیں۔ اگر شوہر مر جائے تو بیوی کو بھی ساتھ ہی زندہ جل جانا چاہیے۔ کیونکہ اسکی اپنی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ عالم کائنات کی وہ چیزیں جو انسان کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے اور اس کے آرام و عافیت کے لئے پیدا کی گئی ہیں عورت، بھی انہی میں سے ایک ہے۔ وراثت میں بھی ہندو عورت کا کوئی حصہ نہیں ہے آریہ سماج باوجود اس ترقی اور تہذیب کے زمانہ میں جنم

لینے کے بیوی کو شوہر کی ایسی ملکیت سمجھتی ہے جسے وہ جب چاہے۔ جہاں چاہے اور جتنے دنوں کے لئے چاہے منتقل کر سکتا ہے۔ آریہ سماج کے عقیدہ کے مطابق عورت کا قلب میں ہمیشہ ایک گنہگار روح ہوتی ہے۔ کیونکہ از روئے نثران بعض گناہوں کی سزا میں روح کو عورت کا قلب دیا جاتا ہے۔ غرض کہ کسی مذہب اور کسی ریتا رمر نے مظلوم طبقہ نسوان کی اس ذلت اور بے جا حکومت کو دور کرنے اور اسکو اس ظلم سے جسکی وہ تختہ مشق بنی ہوئی تھی نجات دینے کی کوشش نہیں کی۔ سولے اس ایک اور صرف ایک ہی مقدس ہستی کے جسے خداوند عالم نے رحمتہ للعالمین یعنی تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر دنیا میں بھیجا تھا جس کا مبارک وجود سرسبز رحمت الہی تھا۔ اس کے لطف و کرم نے خدا نوالے کی اس مخلوق کو اس قدر ذلت سے جس میں انسانوں نے اسے ڈال رکھا تھا نکالا۔ اسکے غضب کردہ حقوق واپس لوٹے اور اسکی اس عزت اور حیثیت کو قائم کیا جو اسکے خالق نے اسکو عطا فرمائی تھی۔

اسلام میں عورت کی حیثیت
اس نے بتایا کہ عورت، بھی خدا نوالے کی وہی ہی مخلوق ہے جیسے مرد انسانیت میں اسکی بھی وہی حیثیت

ہے جو مردوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور اس کے قرب کو عورت بھی اپنی شریط کی پابندی کر کے حاصل کر سکتی ہے جو مردوں کے لئے مقرر ہیں۔ اسکے نیک اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ویسے ہی قبول ہیں جیسے مردوں کے۔ اپنے فرمایا۔ المرأة اذا صلت خمسہ اذ صامت شہرہا و احصت فرجہا و اطاعت بعلمہا فلتدخل من ابواب الجنة شادۃ متن۔ ایک ایسا نذرا عقیدہ جو احکام شریعت کی پابندی جو جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب اور روحانی ترقیات کا کوئی درجہ بھی مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے عورتیں بھی اپنے اعمال کے مطابق تمام مدارج حاصل کر سکتی ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے ومن یعمل من الصلح من ذکر او انثی و هو مومن فاولئک یدخلون الجنة ولا یظلمون یقزیوہ (نساء) یعنی جو نیک عمل کریں خواہ مرد ہوں یا عورتیں۔ پھر وہ مومن بھی ہوں وہ جنت میں داخل ہوں گے اور اپنے رزق بھر بھی ظلم نہ کیا جائیگا اس آیت کریمہ میں مردوں اور عورتوں کو واضح الفاظ میں نیک اعمال پر یکساں انعام کی بشارت دی گئی ہے۔ اسلام نے مذہبی معاملات میں مرد و عورت میں کوئی تفریق قائم نہیں کی ہے۔ انسانی زندگی کا اصل مقصد یعنی خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی

مقام مذکور حاصل کرنا کاروانہ دونوں پر برابر کھلا ہوا ہے۔ جن نیکیوں کے کرنے اور جن عبادات کے بجالانے کا مردوں کو حکم دیا گیا ہے ان کا عورتوں کو بھی حکم ہے۔ جن برائیوں سے مردوں کو روکا گیا ہے۔ انہی سے عورتوں کو بھی روکا ہے نہ کسی نیکی اور عبادت سے عورتوں کو محروم رکھا گیا ہے نہ کسی پابندی سے مردوں کو آزاد کیا گیا ہے۔ دونوں ہی کے نیک اعمال پر یکساں اجر ملنے کا وعدہ ہے۔ بلکہ بعض موقع پر عورت کی قطری کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے احکام میں کچھ تخفیف بھی کر دی گئی ہے جسکی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

عورت بچہ نشین ماں

ماں کی حیثیت سے عورت کی قریب تمام قویں عزت کرتی ہیں لیکن اس بارے میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے آپ نے فرمایا "مجنبت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے" ماں کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے اور جنت سے قریب کرتی ہے۔ اسی طرح ماں کے ساتھ بدسلوکی اور بے ادبی کرنا عیب خدا ناراض ہونا ہے۔ اور انسان خدا تعالیٰ کے انعامات سے دور ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے دوسرے اعمال اچھے بھی ہوں۔

والدین کے حقوق کی طرف قرآن کریم انسان کو ان الفاظ میں متوجہ کرتا ہے۔ **وَالْوَالِدِينَ إِحْسَانًا ذَا ذَا بَالِغِينَ عَمَّا كَانَتْ لَكُمُ الْكِبَرُ أَحَدًا حَتَّىٰ مَاتَ أَوْ قَاتَلَ لَّهُمَا** اِفٍ وَلَا تَنْهَرَهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. **وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِيلِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِی صَغِيرًا وَكَبِيرًا ذَلِیلاً وَرَافِعًا** (ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں ایک (ماں یا باپ) یا دونوں بڑھاپے تک پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کرنا اور نہ جھڑکنا۔ دورانِ عمری سے بات کرنا۔ اور ہر بانی سے اپنی عاجزگی کا بار و انکے لئے جھجکاؤ اور دعا کر لے رب میراں پر رحم کر جیسے ان دونوں نے مجھ پر رحم کر کے چھپینے میں مجھ کو پالا ہے کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ نہ صرف تم اپنے بوڑھے والدین کے ساتھ ہر بانی سے پیش آؤ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور بھی انکے لئے رحم کی دعا کرو۔ یہاں ماں کے حقوق اگر زیادہ نہیں تو باپ کے کم بھی نہیں بنائے گئے ہیں۔ مانیانیکے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتے کا حکم دینا ایک ایسی خوبی ہے جو صرف اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔

عورت بچہ نشین بیوی

عورت کی سب سے زیادہ اہم لیکن ساتھ ہی سب سے زیادہ مطلوبانہ حیثیت وہ ہے جو بیوی کے نام سے موسوم ہے اسی وجہ سے صنفِ نازک کے محسنِ اعظم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیویوں

کے ساتھ حسن سلوک کرنے کیلئے بہت زیادہ تاکید کرتی ہیں آپ نے فرمایا۔ **خیر کہ خیر کہ لا ھلہ وانا خیر کہ لا ھلی** یعنی تم میں سب بہتر وہ ہے جس کا سلوک اپنی بیوی سے اچھا ہے اور میرا سلوک اپنی بیویوں کے ساتھ تم سے اچھا ہے کیسا دلنشین اور حسن سلوک کے لئے کتنا ترغیب دلانے والا کلام ہے۔ یہ ایک بڑی صداقت ہے جس سے بیوی کی حیثیت اور عزت پوری طرح ظاہر ہوتی ہے۔ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا نیکی کا ایک معیار قرار دیا گیا ہے۔ کسی نے آپ سے بیوی کے حقوق دریافت کئے تو آپ نے فرمایا جو تم خود کھاؤ وہی اُسے بھی کھلاؤ۔ جب تم نے کپڑے پہنو تو اسکے لئے بھی بناؤ۔ کبھی اکو مسد پر نہ مارو۔ اسے کوئی بُرا کلمہ نہ کہو۔ اس سے کبھی جدا نہ ہو۔ ماں گھر کے اندر۔ آپ نے بتایا۔ شوہر جس حیثیت رکھتا ہو بیوی کو بھی اسی حیثیت سے رکھنا ضروری ہے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تم خود اچھی حالت میں رہو اور بیوی کو اپنی حالت سے کم درجہ میں رکھو۔ تم اگر ذلیل اور سوانہ کرو۔ اگر گھبی رنجش کے دور کرنے یا اور کسی قسم کی اصلاح کے لئے علیحدگی اختیار کرنی پڑے تو گھر کی چار دیواری کے اندر ہی رہ کر ایسا کر سکتے ہو۔ تاکہ اُس و محبت میں کمی نہ ہو اور علیحدگی بجائے اصلاح کے نفرت کا باعث نہ ہوگا۔ بیوی کے حقوق متعلق قرآن کریم فرماتا ہے **وَلِهِنَّ مِثْلِ الَّذِی عَلَیْھِن بِالْمَعْرُوفِ**۔ شوہروں پر بیویوں کے جیسے ہی حقوق ہیں جیسے بیویوں پر شوہروں کے ہیں۔ شوہر کے حقوق پر تو تمام مذاہب نے زور دیا۔ مگر بیوی کے حقوق کو سب ہی نے پس پشت ڈال رکھا تھا۔ یہ اسلام ہی ہے جو کہتا ہے کہ صرف تمہارے ہی حقوق بیویوں پر نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے حقوق بھی تم پر ہیں۔ اور جس طرح تم اپنے حقوق کی ادائیگی چاہتے ہو۔ اسی طرح انکے حقوق بھی ادا کرو۔

پھر شوہر بیوی کے تعلقات کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے **وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً**۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے درمیان پیار اور رحمت رکھ دی ہے یعنی شوہر اور بیوی کے درمیان پیار اور محبت کا تعلق ہونا چاہئے۔ ایک دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے **وَعَاثِرْ وُجُوھِیْ بِالْمَعْرُوفِ فَانْ كَرِهَتْھُمْ وھُنَّ فَعَسَىٰ اِنْ تَكَرَّھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلُ اللّٰھُ فِیْھِ خَیْرًا كَثِیْرًا** (ناسخ) اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ اگر وہ تمہیں پسند نہوں تو بھی ممکن ہے۔ کہ تم جس چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ اسی میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بہت خوبیاں رکھی ہوں۔ سبحان کس خوش سلوکی کے ساتھ حسن معاشرت کی تاکید کی گئی ہے یہ ممکن ہے کہ تمہاری بیوی کسی وجہ سے تمہیں ناپسند ہو

لیکن اس حالت میں بھی تم اس کے ساتھ بدسلوکی نہ مت کرو۔ خدا کی نہاں در نہاں حکمتوں کو کون جانتا ہے۔ تمہیں کیا معلوم ہے شاید اسی میں تمہارے لئے بھلائی پوشیدہ ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھو اور اسکے حکم کے ماتحت باوجود اپنی ناپسندیدگی کے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسی میں تمہارے لئے خیر و برکت کا سامان پیدا کر دیگا۔ کیا دنیا کی کسی اور مذہب میں کتاب میں بھی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی ایسی تلقین کی گئی ہے؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے حقوق کا اس قدر خیال تھا۔ کہ آپ نے جو آخری خطبہ حج کے موقع پر عرفات میں دیا تھا۔ اس میں بھی تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "لوگو! کچھ حقوق تمہارے عورتوں کے ذمہ ہیں۔ اور کچھ حقوق انکے تمہارے ذمہ ہیں۔ اپنی بیویوں سے رحم سے پیش آؤ۔ تم نے خدا کو حاضر ناظر جان کر ان سے شادی کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کے بموجب وہ تم پر حلال کی گئی ہیں پس تم نے خدا تعالیٰ کی ذمہ داری پر انہی کو حفاظت میں لیا ہے۔ ہمارے محسن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آخری وصیت کے وقت بھی ہماری فلاح و بہبودی کا خیال تھا۔ آپ نے نہایت مؤثر طرز میں عورتوں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی۔ اور انکے ساتھ ہر بانی سے پیش آنے کا حکم دیا۔ اللہم صل علی محمد و علیٰ آلہ وسلم۔

عورت بچہ نشین بیوی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف دختر کی وحشیانہ رسم کو قطعاً ممنوع قرار دیا۔ بلکہ آپ نے لڑکیوں کے ساتھ لطف و محبت سے پیش آنے کی بھی تاکید فرمائی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں بتلاؤں۔ کہ اس سے بہتر کوئی خیرات نہیں ہو سکتی۔ کہ تو اپنی لڑکی کی مدد اور خبر گیری کرے جبکہ وہ تیرے پاس آئی ہو۔ اور سوائے تیرے اس دنیا میں اس کا کوئی مددگار نہ ہو کس خوبی کے ساتھ آپ نے بتایا کہ اگر تمہاری لڑکی کسی وجہ سے قابل امداد ہو گئی ہو تو تم کو ضرور اس کی مدد کرنی چاہئے۔ ایسی حالت میں اسکی مدد کرنا بہترین نیکیوں میں سے ہے۔

ایک موقع پر آپ نے فرمایا "جسکو خدا لڑکیاں سے اور انکے ساتھ سلوک کرے۔ تو یہ لڑکیاں اس شخص کے لئے دو رخ کی آگ سے پردہ ہو جائیں گی۔" پھر آپ نے فرمایا "جس نے دو لڑکیوں پر ورش کی وہ اور میں قیامت میں یوں ہونگے پھر آپ نے اپنی انگلیاں ملائیں "یعنی ایسا شخص میرے ساتھ ہوگا۔"

موجودہ زمانہ میں حالات بہت کچھ بدل چکے ہیں۔ لیکن تیرہ سو سال قبل کے حالات پر غور کرنا آسان ہے۔ ساتھ آپ کے ارشادات کی اہمیت کو سمجھ سکتا ہے۔ وہ ہستی جس کے دنیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خیر البشر کی بنی نوع انسان سے ہمدردی

(از محترمہ سیدہ فضیلت صاحبہ سیالکوٹ)

میں آنے کو ماں ایک مصیبت اور باپ اپنے لئے ذلت خیال کرتا تھا۔ اسی محبت کو آپ نے والدین کے دلوں میں قائم کیا۔ اور بتایا کہ تمہاری لڑکیاں بھی تمہاری ہر محبت کی ویسی ہی حقدار ہیں۔ جیسے لڑکے۔

عورت کے عام حقوق | رسول کریم نے فرمایا عورت اور یتیم کے بارے میں خدا تم سے ڈرو۔

چونکہ یہ دونوں کمزور طبقے ہیں۔ اس لئے آپ نے تاکید فرمائی کہ انکی کمزوری کی وجہ سے انکی حق تلفی مت کرو۔ اور خدا سے ڈر کر ان کے حقوق ادا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ تم سے باز پرس فرمائے گا۔

تمام قوموں نے عورتوں کو محروم الارث قرار دیا تھا لیکن صرف اسلام ہی نے عورتوں کے حق وراثت کو تسلیم کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقراب وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقرابون مما قل منہ او کثر نصیباً مفروضاً (نساء) جو مال اور اسباب والدین یا قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اس میں مردوں کیلئے حصہ ہے۔ اور ایسا ہی جو مال و اسباب والدین یا اقربا چھوڑ جائیں۔ اس میں عورتوں کے لئے حصہ ہے یا لفظ چھوڑا ہو یا بہت بہر حال انکے لئے مقررہ حصہ ہے۔

ایک مسلم عورت اپنے والدین یا دیگر اقربا کی جائداد کی ایسی ہی وارث ہے جیسے مرد۔ پھر وہ اپنی جائداد کی خود مالک ہے۔ چیرا کے شوہر کا یا دوسرے رشتہ داروں کا کوئی قبضہ نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کورھا۔ (نساء) اے ایمان والو تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے۔ کہ تم اپنی بیویوں کی مرضی کے خلاف ان کے مال کے وارث ہو جاؤ۔ بیوی اپنی جائداد کی خرید و فروخت اپنی مرضی سے کر سکتی ہے اور اسکی آمدنی کی کلیتہً مالک ہے۔

مسلم عورت کا ایک اور حق اس کا ہر بے جو نکاح کے وقت شوہر کی حیثیت کے مطابق مقرر کیا جاتا ہے اور جسکی ادائیگی شوہر پر فرض ہے۔ یہ عورت کے حقوق کی حفاظت اور انکی ہر ضرورت کے لئے جن کا پورا کرنا شوہر پر فرض نہیں ہے مقرر کیا گیا ہے۔ عورتوں کے ان تمام حقوق پر جو بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں غور کرو۔ کیا کسی اور مذہب کسی اور ہادی و صلح نے بھی کمزور جنس کی اتنی حمایت کی ہے؟ یا دینی و دنیاوی طور پر اتنی اعلیٰ حیثیت اور اتنی عزت دی ہے؟ یا بحیثیت انسان ہونے کے اسکے جائز حقوق کی حفاظت کے لئے اتنا انتظام اتنی تاکید کی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ صرف رحمۃ اللعلین صلعم ہی کی ذات مبارک تھی جو صفت نازک کی فلاح و بہبود کیلئے تڑپتی تھی۔ اور جس نے انکے لئے وہ کچھ کیا جس سے زیادہ ممکن ہے۔

ہمدردی بنی نوع انسان وہ جو ہر ہے جس میں تمام اخلاقی پہلو ہیں۔ اسی ایک صفت کو لیکر رسول کریم کی زندگی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور اسی مقصد کے لئے پیدا ہوئے اور اسی کے لئے زندہ رہے۔ اور اسی کی تکمیل کر کے کش مکش حیات سے چھوٹ کر واصل حق ہو گئے۔ وہ زمانہ شیر خوارگی میں اس دایہ کے دل حزین کے لئے تسکین بنے۔ جو یایوس و غمزدہ کد سے داپس جانے کو تھی کہ اسے کوئی بچہ نہ ملا۔ پھر اس بچہ سے وہ تسکین قلب حاصل کی کہ جدائی کا خیال ناقابل برداشت ہو گیا۔ حضور اپنی سعید الفطرتی کی وجہ سے بچوں کے محبوب قوم کے امین۔ اور اپنے کفیلوں کے نور العین بنے۔ چچا دیکھتے ہیں کہ اہل مکہ دعویٰ نبوت پر میرے خاندان کے دشمن ہو رہے ہیں۔ اور اس کو نہ چھوڑنے میں مجھے کئی خطرات درپیش ہیں۔ مگر باوجود انکار نبوت کے حضور کے اخلاق نے دل پر وہ قبضہ کیا کہ انکی محبت کے مقابلہ میں تمام سختیاں پیچ نظر آتی ہیں پھر ایک بیوہ کا مال تجارت لیکر جاتے ہیں تو اس ہمدردی و دیانتداری سے کام کرتے ہیں کہ وہ دولت و شہرت پر غفلت اور برادری کی قوت و رعب پر بچہ و تنہا کو ترجیح دیتی ہے۔ اور فخر سے اپنے آپ کو زوجیت میں دے دیتی ہے۔ پھر وہ بیوی ہونے کی حیثیت سے کہ جس سے بڑھ کر نقائص سے کوئی واقف نہیں ہوتا جب نزول وحی سے لڑتے ہیں اور کہتے ہیں مجھے کپڑا اڑھا دو تو وہ بایں الفاظ تسلی دیتی ہیں۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ رشتہ داروں کے ساتھ نہایت اعلیٰ برتاؤ کرتے ہیں۔ اور راست گفتار ہیں۔ لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں۔ آپ نے ان اخلاق کو اپنے اندر جمع کیا ہے جو لوگوں میں مفقود ہیں۔ آپ جہان کی عزت و خاطر کرتے ہیں اور حق کی راہ میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں گاؤں گاؤں جاتے ہیں کہ ذراے حق کوئی سُن لے۔

آہ ایسے ہمدرد۔ ایسے دریا ئے رحمت کو بند کرنے والے شقی ظلموں پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جسم مبارک پر پتھروں کی بارش ہوتی ہے اور آپ سر سے پیر تک ہموں ہاں ہو جاتے ہیں۔ مگر اسوقت بھی ان کے لئے دعا خیر کرتے ہیں شغب ابو طالب میں محصور ہیں۔ اہل مکہ نے جس کا اندر جانا بند کر دیا ہے بچہ بھوک سے چلانے ہیں۔ بوڑھے قریب لڑگ ہیں۔ درختوں کے پتے اور جانوروں کے چمڑے چباتے ہیں۔ پھر دن نہیں

ہمیں نہیں۔ قریباً تین سال اس مصیبت میں گرفتار رہیں اس دوران میں قر خدا رونما ہوتا ہے۔ غلہ کی قلت اور قحط سے اہل مکہ بھوکوں مرنے لگتے ہیں تو ایک شخص رحمۃ اللعلین کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے۔ اے محمد تمہاری قوم بھوکوں مرنے لگی ہے ان کے لئے دعا کرو۔ فوراً دست مبارک دعا کیلئے اٹھتے ہیں اور اس مصیبت سے رسانی دلا دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر رحمت کی مثال کیا ہو سکتی ہے۔ کہ جنکے ہاتھوں جانیں تلف ہو رہی ہیں۔ انہیں کے لئے دعائے خیر ہوتی ہے۔

پھر غیرت الہی جوش میں آکر جب قیام امن کے لئے تلوار اٹھانے کا حکم دیتی ہے تو اسی مکہ میں جہاں ابتدائی حالت میں وہ ظلم دیکھے کہ تاریخ اسکی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ طاقت و حکومت ملنے پر بجائے انتقام کے انعام ہوتا ہے اور شفیق باپ کی طرح انکی محافظت اور آب باران کی طرح انکی گرد و عصیا کو دھویا جاتا ہے۔ غلاموں کو خرید کر جو رو ظلم سے آزاد ہی نہیں کیا جاتا بلکہ چچی ہمدردی کا یہ بے نظیر نمونہ دکھایا جاتا ہے کہ حبشی غلام ابن غلام کو مشیر خاص بتایا جاتا ہے اور پھوپھی زاد بہن کا عقد اس سے کیا جاتا ہے۔ غلام خریدتا ہے۔ اسکے والدین اسے لینے آتے ہیں حضور کہتے ہیں آزاد ہے تمہارے ساتھ چلا جائے۔ مگر شفقت رسول خدا شفقت والدین پر غالب آتی ہے اور وہ جانیسے انکار کر دیتا ہے۔ جنگ احد میں دشمن کے پتھر سے دندان مبارک شہید اور تیروں سے جبین اقدس خون آلود ہوتی ہے۔ مگر اس حالت میں بھی جسمہ رحمت کے ہاتھ برائے دعا اٹھتے ہیں اور زبان مبارک سے ہی الفاظ نکلنے ہیں۔ خدا یا انکو معاف کرنا یہ نادان ہیں۔ عمال کو وصیت فرماتے ہیں کہ جہاں جانا انکو نیک باتیں بتانا۔ انکے عبادت خانوں کی حرمت کرنا۔ انکے کھیتوں کو خراب نہ کرنا۔ انکو زکوٰۃ صدقہ کا حکم دینا۔ اور بتانا کہ انکے امراء سے لے کر انکے غریب و فقیر تقسیم کیا جائے گا۔ انکے بہترین مال سے احتراز کرنا۔ اور مظلوم کی بددعا سے بچنا۔ کیونکہ اس میں اور خدا کے درمیان میں کوئی پردہ حایل نہیں۔

پھر زکوٰۃ کو فرض اور سود کو حرام کر کے تاقیامت غریب پروردگ احسان کیا کہ جسکی نظیر ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ مزید برآں شاہ عرب ناداروں کے غلام نظر آتے ہیں۔ بیواؤں کی بچیاں دھو رہے ہیں۔ سود اسلف لایسے ہیں۔ کبھی بدوؤں کے کام میں بسر و چشم حاضر ہیں تو کہیں یہود کے جھگڑے چکا ہے ہیں

۱۴۴ نہیں ہے پس کف عورت و احترام کیلئے محبت کے قابل ہے وہ مقدس وجود جو آسمان کے نیچے ہمارا سر پر اٹھتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول عربی

(مرد محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ عصمت لاہور)

تیرے صدقے تیرے زبان رسول عربی

ہو خدا تجھ پہ میری جان رسول عربی

تو ہے محبوب خدا ساقی کوثر ہے تو

تجھ پہ نازل ہوا نذر آن رسول عربی

منج بود و کرم لطف و سخاوت ہے تو

حسن و احسان کی ہے تو کان رسول عربی

تیرا ثانی کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہو

میرے آقا میرے سلطان رسول عربی

شب معراج بلا تجھ کو یہ رتبہ عالی

حق نے تجھ کو کیا مہمان رسول عربی

آپ ہیں ختم رسل شافع روز محشر

آپ ہیں مظہر رحمان رسول عربی

دشمن دیں گے ہیں اسلام پہ حملے پیہم

ہے بپا کفر کا طوفان رسول عربی

ہر طرف کفر و ضلالت کی گھٹا چھائی ہے

امداد لے میرے سلطان رسول عربی

لو خبر امت مرحوم کی لے خیر رسل

آپ ہیں کان صدا احسان رسول عربی

گفرٹ جئے ہو اسلام جہاں میں روشن

یہی عصمت کا ہے ارمان رسول عربی

کما۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یعنی ماں کی خدمت و اطاعت میں خدا کی رضا ہے۔ عبادت میں مجالس میں علم و ہنر میں کبھی عورتوں کو مردوں سے علیحدہ نہیں کیا۔ عورتیں درخواست کرتی ہیں کہ مردوں کی ہر وقت کی بیٹھک ہمیں کاجتہ حضور کی صحبت سے فیضیاب نہیں ہونے دیتی۔ تو فوراً مستجاب کے لئے علیحدہ وقت مقرر کر دیا۔ جس سے فیضیاب ہو کر وہ مردوں کو درس تدریس سے مستفید کرتی ہیں۔

پھر اپنے تک ہی محدود نہیں۔ عورت کی عظمت کو اپنے خدام کے دلوں میں بھی ایسا راسخ کیا کہ جس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص بیوی کی سختی کی شکایت کرنے آتا ہے۔ دروازے پر پہنچتا ہے۔ اندر سے عورت کے سخت بولنے کی آواز آتی ہے مگر حضرت عمر جن کے رعب سے سلطنتیں کانپ ہی ہیں۔ بیوی کے سامنے بالکل خاموش ہیں۔ اتنے میں اذان ہوتی ہے خلیفہ وقت باہر نکلتے ہیں شخص مذکور سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ تشریف آوری دریا نشٹ کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا تھا مگر آپ کا اپنی بیوی کی سختی پر تحمل دیکھ کر میں صبر کرتا ہوں۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا۔ عورت کی درد زہ کے مقابلے میں میرا تحمل اور تیرا صبر کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

پھر جہاں عورت کا وجود باعث عار تھا وہاں بڑے بڑے ذی عزت اصحاب عورت کے آگے زانوئے شاگردی نہ کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے۔ ہاجرین جلس جب مدینہ آتے ہیں تو ان میں سے اسمائت عیص جو حضرت حفصہ سے ملنے گئیں۔ تو اتفاق سے حضرت عمر بھی موجود تھے۔ کہا۔ اسماء تم لوگوں نے تجھ سے پہلے ہجرت کی۔ اس لئے رسول اللہ پر ہمارا حق زیادہ ہے۔ اسماء نے جو ایسا دیا ہرگز نہیں۔ تم لوگ رسول اللہ کے ساتھ رہتے۔ جو بھوکوں کو کھلاتے تھے۔ ہم گھر سے دور رہتے۔ اور لوگ ہم کو ستاتے تھے۔ ہر وقت جان کا ڈر لگا رہتا۔ اسی اثنا میں رسول اللہ آگے بات سنی تو فرمایا عمر کا حق تم سے زیادہ نہیں۔ انھوں نے ایک ہجرت کی اور تم نے دو۔

دوران خطبہ میں حضرت عمر اپنے عہد میں حق ہر کی زیادتی کی نسبت کچھ فرماتے لگے۔ اور خاص رقم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ تو ایک عورت پوری آزادی و دلیری سے کہتی ہے۔ آپ عمر جب رسول کریم نے کوئی رقم مقرر نہیں کی۔ تو تمہارا کیا حق ہے۔ جس کے جواب میں حضرت عمر فرماتے ہیں بیشک یہ عورت حق پر ہے۔ یا یہ کہ اس نے مجھ کو حق سے آگاہ کر دیا پس رسول کریم صلعم ہمدردی ہی نوع انسان کے لئے ہی پیدا ہوئے۔ اور ہر رنگ میں رحمت اللعالمین عملی نمونہ تھے۔

ایک یوانی عورت بلا کر لے جاتی ہے اور چوراہے میں بیٹھ کر بائیں کونے لگتی ہے اکی بائیں سنتے ہیں۔ راستہ چلتے نیچے بوڑھے اور عورت کا پیادہ دیکھ کر سواری سے نیچے اتر آتے ہیں اور انکو سوار کر لیتے ہیں۔ شاہ کون و مکان ہو کر الفطر فخری کتو اور مخلوق خدا میں جان شیریں جان آفرین کو ایک کبلی میں بیٹھتے ہیں۔ اور خانہ رسول میں دوسرے وقت کا کھانا بھی نہیں نہ اہل و عیال کے لئے کوئی تجویز ہے نہ صورت آسائش پس ثابت ہو کہ حضور اہل دنیا کو بے غرض سچی ہمدردی کا سبق دینے آئے اور اپنے و قوم کے طرز عمل سے یہی نمونہ پیش کیا جسکی تعریف تو خدا تعالیٰ یاں الفاظ قرآن مجید میں کرتا ہے واذ کروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء و قالوا لولا اننا دینا لکرمنا صلیحتم بنعمتہ انھو انما یعنی خدا کے احسان کو یاد کرو جب تھے تم ایک دوسرے کے دشمن خدا نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ پھر اسکی لطف و محبت سے تم بھائی بھائی بن گئے۔

پھر سب سے بیکس فرقہ۔ فرقہ نسوان جسے عموماً پیدائش کے ساتھ ہی اس صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا۔ جسکی حیثیت گائے بھینس بکری وغیرہ سے زیادہ نہ تھی۔ اس سے وہ ہمدردی کی کہ آج انتہائی ترقی و مساوات کے نعروں میں بھی وہ حقوق نظر نہیں آتے۔ جو سچے ہمدرد ہی نوع انسان نے آج سے تیرہ سو سال پہلے انتہائی جہالت و تاریکی اور ظلم و ستم کے زمانہ میں عورتوں کو دے کر دنیا میں عورت کی حیثیت کو قائم کر دیا۔ جہاں بیٹی کی پیدائش لعنت اور اسکی نسبت قابل شرم تھی وہاں ارشاد ہوتا ہے کہ جس گھر میں لڑکی نہیں وہاں فرشتہ رحمت نہیں آتا۔ اور لڑکی کی محبت کا بہترین نمونہ دکھلایا۔ کہ تاقیا رسول کریم کی سبھ زہرہ سے محبت ضرب المثل ہے۔ جب سو کو جاتے ہیں تو سب سے آخر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ سے ملتے اور واپس آتے۔ تو سب سے پہلے ان سے ملنے تا جدائی میں ٹھوڑا ٹھوڑا ہو۔ حضرت فاطمہ کے آنے پر فرط محبت سے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور پیشانی کو بوسہ دیتے۔ دوسری تخت جگر حضرت زینب کی یادگار امامہ کو دوش مبارک پر بٹھاتے اور نازاوا کرتے۔ بوقت سجدہ اُتارنے اور بوقت قیام سوار کر لیتے۔ یہ سب اس لئے کہ وہ آزرہ نہ ہو۔ ایک وقت ایک اچھا کپڑا آتا ہے تو ایک صحابی کی ننھی بچی کو بلا کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی پیادہ کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے عورت کو مرد کی کمائی میں برابر کا حصہ دار کیا پھر جو حصہ عورت کو مل چکا۔ اس میں سے ایک پائی پر بھی مرد کا اختیار نہیں کہ بغیر عورت کی خوشی و رضا کے واپس لے۔ پھر باپ۔ بھائی۔ بیٹے اور خاوند کے ورثہ سے حق دلایا۔ بیٹے کو

رحمتہ للعالمین کی رحمت میں عورتوں کا حصہ

(از محترمہ ب. خ. ن صاحبہ بنت شیخ مولانا بخش صاحب مرحوم لاہور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوں تو ساری دنیا پر احسانات ہیں۔ مگر فرقہ انانیت پر سب سے بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ آپ ہی دنیا میں وہ پہلے انسان ہیں۔ جنہوں نے عورتوں کو قدر و منزلت سے نکال کر باہر ترقی پر پھینکا۔ اور ان کی جائز عزت و حرمت کی تعلیم دی۔ ورنہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے جو عورتوں کی ذلیل حالت تھی۔ وہ محتاج تشریح نہیں۔ تاریخ اس کی شاہد ہے۔ کہ کس قدر اس کمزور اور ضعیف مخلوق پر ظلم و ستم کئے جاتے تھے۔ اس وقت غلاموں سے بڑھ کر عورتوں کی حالت تھی۔ وہ مانند بنات و جمادات کچھ بھی نہ کر سکتی تھیں۔ مرد جو چاہتے ان سے سلوک کرتے۔ جو ستم چاہتے ان پر روا رکھتے۔ لیکن عورتوں کے لئے حرام تھا۔ کہ وہ لب کشائی کر سکیں۔ مردوں کے لئے ان کو زندہ دفنانے میں دریغ نہ زندہ جلانے میں تامل تھا۔ اور معمولی معمولی باتوں پر عورتیں بھیڑ بھری کی طرح ذبح کر دی جاتی تھیں معصوم اور شیر خوار لڑکیوں کو اس سنگدلی اور سفاکی سے زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ کہ اس وقت بھی سننے والوں کے آنسو بہ سکتے ہیں۔ مگر ان پتھر کا کلیجہ رکھنے والے ماں باپ کو ان تکالیف پر کوئی رحم نہیں آتا تھا۔ جن مظالم کو بڑھ کر سنگدل سے سنگدل موم ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے عورتوں پر روا رکھے جاتے تھے۔ وحشی ناخدا شناس قوم کے خود ساختہ بے حس و حرکت معبودوں کے قدم ایک عرصہ دراز تک اس در ماندہ مخلوق کے خون سے تر رہے۔ عورتوں کو بتوں کی قربان گاہوں پر ذبح کیا جاتا تھا۔ اور اس کو باعث نجات سمجھا جاتا تھا۔ خانقاہوں اور گرجوں کے تہ خانے اور مندروں کی کوٹھڑیاں ان بے گناہوں کی شوشوں سے مدتوں سڑتی رہیں۔ ایک راہب یا پادری کے اونٹنے اشار سے پر ہزاروں بے گناہ عورتوں کا مارا جانا ایک معمولی بات تھی۔ صدیوں تک یہ خدا کی مخلوق نہایت ذلیل اور شرمناک حالت میں رکھی گئی۔ ایسی حالتیں جو نہ آنکھوں سے دیکھی جائیں اور نہ کان سے سنی جائیں۔ تعجب ہے کہ عورتوں کی یہ حالت دنیا کے کسی خاص حصہ سے مخصوص نہیں۔ بلکہ تمام جگہ ان سے یکساں سلوک تھا۔ عیسائیوں کی خانقاہوں اور گرجوں نے ہندوستان کے مندروں اور شوالوں سے آتش پرستوں کے آتش کدوں نے یہ سب مظالم دیکھے۔ اور وہ ان شرمناک خونی مناظر کے گواہ ہیں۔ غرض جہاں تک تاریخ کا مطالعہ کرو

عورتوں کی حالت آنحضرت کی تشریف آوری سے پہلے نہایت ردی نہایت ذلیل اور نہایت شرمناک تھی۔ لیکن آخر خدا کی اس عاجز مخلوق کا صبر ضبط اور چپ کی داو بے انداز اور انجانہ نگہی۔ خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اور اس نے اس رحمتہ للعالمین کو دنیا میں بھیجا جس نے آکر ہماری تکالیف کو پوری طرح محسوس کیا۔ اور خود ہزاروں تکلیفیں اٹھا کر ہزاروں سختیاں سہ کر ہماری عزت و حرمت کو قائم کیا۔ اور ہمیں اعلیٰ سے اعلیٰ حقوق عطا فرمائے۔ آپ نے عورتوں کی عزت و حرمت کو ان کے حقوق کی نگہداشت کو آئین مذہب کا ایک جز و قرار دیا اور یہاں تک ان کی تعلیم کی۔ کہ ان کی اطاعت و رضا جوئی کو کلیہ جنت قرار دیا۔ اور فرمایا۔ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ عورتوں کو چاہیے کہ دنیا میں آج تک کسی مادی یا ریفارمر نے عورت کی یہاں تک عزت کی ہدایت کی ہے۔ کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت بنا کر اس کی اطاعت کا حکم دیا۔ ہرگز نہیں سوسا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ آپ کو عورتوں کا اس قدر خیال تھا۔ کہ آپ نے آخری وصیت میں جو تین باتیں فرمائیں۔ ان میں آخری بات یہی تھی۔ کہ عورتوں سے حسن سلوک کرنا۔ اور ان کے حق میں اللہ سے ڈرنا وہ تمہاری قید میں ہیں۔

اللہ اللہ ہم بیکسوں کا آپ کو کس قدر خیال تھا۔ کہ انتقال فرماتے ہوئے بھی ہم عاجزوں کو نہ بھولے۔ آپ کے ارشادات ہیں کہ عورتوں کے حقوق مقدس ہیں۔ نیک عورت مرد کی بہترین دوست ہے۔ اپنی عورتوں کو مساجد میں آنے سے نہ روکو۔ علم حاصل کرنا مرد و عورت کا یکساں فرض ہے۔ اپنی بیویوں سے نرمی اور محبت کا بڑا ڈر رکھو۔ وہ تمہاری کنیزیں نہیں ہیں۔ نکاح مرد و عورت کا ایک معاہدہ ہے۔ اس میں دعا باذن ٹھہرو۔ فرمایا۔ کہ خلیو کسر خیر کسر لاھلہ۔ یعنی تم میں سے اچھا انسان وہی ہے۔ جو اپنی بیوی سے اچھا پیش آتا ہے۔ فرمایا کہ جو اپنے اہل و عیال سے سخت دل اور بد مزاجی سے پیش آتا ہے۔ خدا اس سے بغض رکھتا ہے۔ آپ کا ارشاد عالی ہے۔ کہ جس شخص کی لڑکیاں یا بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی پرورش اچھی طرح کرے۔ تو خدا تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ مرد کو جو بی

سے ڈر کر سوتا ہے۔ اس پر آتش دوزخ حرام ہے۔ آپ نے نہ صرف عورتوں کی عزت و حرمت کی ہدایت کی۔ بلکہ اپنے طریق عمل سے بھی دکھایا۔ آپ کی تو بیویاں نہیں لیکن آپ سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے۔ سب کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آتے۔ اور سب سے انصاف کا بڑا ڈر کرتے۔ ہر ایک کے جذبات و احساسات کا خیال رکھتے جہاں تک ہو سکتا۔ آپ بیویوں کی دلجوئی کرتے۔ بارہا آپ کی ازواج مطہرات آپ کو موت جواب دے دیتیں۔ اور کئی دفعہ خفا ہوا تھیں۔ پورے چوبیس چوبیس گھنٹے بات چیت نہ کرتے۔ مگر آپ ان کے اس طرز سے بھی کبھی کبھیدہ خاطر نہ ہوتے۔ بلکہ آپ ہمیشہ درگزر کرتے۔ اور ان کے قصوروں کو معاف کر دیتے۔ اپنے حسن سلوک میں رتی بھر فرق نہ آنے دیتے۔ آپ کو اپنی لڑکی حضرت فاطمہ الزہرا سادات پیاری تھیں اور آپ ان کی عزت و محرم بھی بے حد کرتے۔ الغرض جہاں آپ نے مسلمانوں کو عورتوں کی عزت و حرمت کی تعلیم دی۔ وہاں اپنے طریق عمل سے بھی اسے ثابت کر دیا۔

آپ ہمیشہ عورتوں کی طرف ماری کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ عرب کے کسی قبیلے میں ایک شخص نے کسی عورت سے نامذہب مذاق کیا۔ اس پر اس عورت کے عزیز رشتہ دار نہایت مشتعل ہوئے۔ اور اس مرد کو سزا دینی چاہی۔ اس پر دونوں قبیلوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ کچھ لوگ عورت کی طرف اور کچھ مرد کی طرف ہو گئے۔ جب آپ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو آپ عورت کے طرفداروں میں جا شریک ہوئے۔ آپ عورتوں کی تکالیف کو بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ مد عورتوں کے حج کو جا رہے تھے۔ ام سلمہ کو ازواج مطہرات کے ہمراہ بیٹے گئے۔ راستہ میں ساربانوں نے اونٹوں کو نیزہ دوڑانا شروع کر دیا۔ آپ نے فوراً روکا۔ اور فرمایا۔ تمہیں معلوم نہیں۔ کہ عورتیں اب گینے کی مانند ہوتی ہیں۔

غرض کہاں تک آپ کے احسانات اور مہربانیوں کا ذکر کیا جائے۔ نیکو سے ان کے احسان تو وہ احسان ہیں جو نہیں ہوتے رقم مختصر یہ کہ پہلا انسان جس نے دنیا میں عورت کی وقعت قائم کی۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ آپ کی ہی قوت قدسی کا نتیجہ تھا۔ کہ عورتوں نے زندگی کے ہر ایک شعبہ میں وہ وہ کمالات دکھلائے۔ کہ اس زمانہ کے مرد بھی ان پر رشک کرتے تھے۔ قربان اس مقدس ذات پر کہ جس نے ہمیں حیوان سے انسان مردہ سے زندہ۔ پتھر سے میرا اور کنیز سے ملکہ بنا دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ سبھی دنیا میں نہ آتی ہوتی۔ تو آج نہ کوئی ہماری عزت و حرمت ہوتی۔ اور نہ ہم یہ کہہ سکتیں۔ کہ آج تمام قوموں سے ہمارے حقوق زیادہ اور اعلیٰ ہیں۔

غرض شہمت ہیں وہ جو ان احسانات کو یاد کر کے آپ کی

فقہ نسوان پر خاتم النبیین کے فیوض

(از محترمہ عزیزہ رضیۃ البلیس زائل محجہ صاحبہ قادیان)

محبت اور الفت میں سرشار ہوں۔ غور کرنا چاہیے کہ آپ نے عورت کی عزت و وقت کو اس وقت قائم کیا۔ جبکہ کل دنیا میں عورت کے متعلق ایک ہی قسم کے خیالات و معتقدات قائم تھے۔ اس وقت دنیا سے الگ تھلگ ہو کر ایک امر کو پیش کرنا۔ اور پھر اس پر عمل کر دانا۔ اور قائم رہنا۔ اور پھر اس دشوار کام میں کامیاب ہو جانے کی حقیقت ایک نادر الوجود بات ہے۔ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی کسی نادی۔ کسی مصلح۔ کسی ریفارمر کی لالیف اور سواخ میں کوئی ایسا واقعہ نکال کر دکھاؤ کہ ساری دنیا کے خلاف ایک امر ایسی حالت اور صورت میں جو آپ کو پیش آئی۔ پیش کیا ہو۔ اور پھر سوا کر اس پر عمل کر لیا ہو۔ ساری تاریخیں پڑھ لو۔ مذہبی دنیا کی ساری کتابوں کی ورق گردانی کر لو۔ یہ نظیر نہ ملے گی۔ ہمیں تعجب ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان اور مشہور لوگ گذرے ہیں جن میں ریفارمر اور مصلحین اور مختلف مذاہب اور اقوام کے نادی اور رہنما بھی تھے۔ ان کی ہدایتوں اور تعلیموں میں بہت عمدہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اخلاقی۔ تمدنی طور پر مفید اور کارگر ہو سکتی ہیں۔ لیکن ہمیں صنوس سے کتنا پڑتا ہے۔ کہ ان کی ہدایتوں اور تعلیموں میں کسی نے بھی ان بچاری عورتوں کی دردناک حالت پر بجز خاتم النبیین کے توجہ نہیں کی۔ ہندوؤں کو دیدوں پر ناز ہے۔ لیکن کوئی نہیں بتائے کہ دیدوں کے مسخوں نے اس عاجز مخلوق کے لئے کیا کیا۔ بڑھنے اپنی تعلیم سے عورتوں کو کیا فائدہ پہنچایا۔ عیسائی مذہب نے عورتوں کو کون سے حقوق دئے۔ ان ساری باتوں کا جواب آسان ہے۔ کہ کچھ بھی نہیں۔ ہم کو اس بات پر محز او ناز ہے کہ جو کچھ ہمارے نادی نے عورتوں کے لئے فوائد اور منافع رکھے ہیں۔ کسی مصلح۔ کسی ریفارمر کسی نادی نے نہیں رکھے۔

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

الوسرہ رض سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرنے آیتے مرد پر جو رات کو نماز پڑھنے کے لئے اٹھتا ہے۔ اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے۔ اگر وہ انکار کرے۔ تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالتا ہے۔ رحم کرے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر کہ رات کو نماز کے لئے اٹھتی ہے۔ او اپنے خاوند کو جگاتی ہے۔ اگر وہ انکار کرے۔ تو اس کے مونہہ پر پانی کے چھینٹے ڈالتی ہے۔

(ابوداؤد)

اے بنی نوع انسان تیرے لئے کیا ہی شرف اور فخر کا مقام ہے۔ کہ وہ اعلیٰ ہستی بھی تجھ میں سے ہی تھی۔ جو ملائکہ و جن و انس سب سے افضل ہے۔ آپ کے وجود باوجود نے مردہ دنیا میں روح بھونکی۔ اور ہر شعبہ میں نئی جان ڈالی۔ خصوصاً طبقہ نسوان جو کہ آپ کی بخت کے زمانہ میں بالکل بے حقیقت بلکہ بنی نوع انسان سے خارج سمجھا جاتا تھا۔ اور عورتوں کو جانوروں سے بھی بدتر خیال کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ عرب کے لوگ عمدہ گھوڑے کی پیدائش پر تو ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے۔ مگر لڑکی کی پیدائش پر صفت ماتم بچھ جاتی۔ ماں باپ منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے ان کی ناک کٹ جاتی۔ یہاں تک کہ لڑکیاں زندہ گاڑ دی جاتیں۔ اور جو زندہ رہتیں۔ وہ بھی زندہ درگور رہتیں۔ آپ کے احسانات اور فیوض سے عورتیں بھی خلقت انسانی کا ایک جزو بنا لیں گے۔ اور آپ کے ہی طفیل وہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضلوں کی وارث ہوئیں۔ آپ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے طبقہ نسوان کے لئے اپنے وہ برکت تو ان میں جاری فرمائے۔ جن کے ذریعہ سے وہ مرد جو کہ عورتوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہیں اپنا منوس اور مددگار سمجھنے لگے۔ اور انہیں مقام ذلت سے عزت و عظمت کی بلندی پر جگہ دینے اور قبضہ بے جا سے آزاد کرنے میں راحت و اطمینان محسوس کرنے لگے۔

ابتداء نبوت میں سب سے پہلے طبقہ نسوان کو ہی شرف ایمان حاصل ہوا۔ یعنی سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والی ہستی ایک عورت ہی تھی۔ یعنی حضرت خدیجہ گویا پہلے پہل آپ کے حتمہ ہدایت سے طبقہ نسوان ہی فیضیاب ہوا۔ طبقہ نسوان کے حق میں سرور و جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت کے متعلق حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی۔ میں اور وہ قیامت کے دن اکٹھے ہونگے۔

ایک حدیث میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کو خدا تعالیٰ لڑکیاں دے۔ اور پھر وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے۔ تو وہ

لڑکیوں اس کے لئے عذاب الہی میں روک بن جاتی ہیں سبحان اللہ۔ آپ نے لڑکیوں سے اچھا سلوک کرنے کو اور ان کی اچھی طرح پرورش کرنے کو اتنا اہم قرار دیا۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایمان میں سب سے زیادہ کامل وہ شخص ہے۔ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ اور تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے۔ جو بیوی کے حق میں بہتر ہو۔ بقہ نسوان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار حسنات جاریہ ہیں۔ آج دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں۔ کہ وہ دعوے کرے کہ اس میں عورتوں کی بہبودی کے لئے کوئی ایسا مکمل قانون ہے۔

آج تک کسی بانے مذہب نے عورتوں کے حقوق میں ایسی مساوات کا لحاظ نہیں رکھا۔ اور نہ اس منظوم طبقہ کے ساتھ اتنی ہمدردی کی۔ مگر بعض ایسی باتوں پر مخلفین اعتراض کر دیتے ہیں۔ جن کی حقیقت کو وہ نہیں سمجھتے۔ مثلاً یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں مردوں کا تہ زیادہ ہے۔ اور عورتوں کو ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ مردوں کو عورتوں پر جو فضیلت ہے۔ ان کی یہ وہ ہے۔ کہ وہ اپنے مال جو کہ وصفت اور مشقت سے کماتے ہیں۔ ان پر خرچ کرتے ہیں۔ سو یہ فضیلت فرد ہونی چاہئے۔ اور اس کو کوئی ظلم نہیں کہہ سکتا۔ جبکہ مرد و عورت کے حالات ہی اس بات کا تقاضا کرتے ہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں مرد و عورت کے حقوق میں مساوات نہیں۔ مگر یہ غلط ہے۔ مرد و عورت کے حالات اور ان کے وظائف کا لحاظ رکھتے ہوئے حقیقی مساوات یہی ہے۔ جو کہ بانی اسلام قائم کی ہے۔ آپ کی تعلیم میں کو ایسا دینی و دنیاوی کام نہیں جس میں عورت مرد کے برابر شریک ہو سکے جیسا کہ آپ کے لئے طرز عمل سے اور آپ کے حالات سے ثابت ہے کہ آیا ہے۔ کہ نصف دین عائشہ سے سیکھو نیز صحابیات کے حالات مطہر کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بہت سی ایسی جلیل قدر عالمہ عورتیں گزری ہیں۔ جن سے مردوں نے دین سیکھا۔ جن میں سب سے اول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور جنکوں میں بھی صحابیات برابر شریک رہیں۔ اور ان کی بہادری کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ ان باتوں سے حقوق میں مساوات ثابت شدہ امر ہے۔ یہ تمام فیوض اور کات اسی مومن کامل کے ہیں جسکی ذات

عورت کی حالت اسلام پہلے اور بعد

(از محترمہ امنا حفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر گوہر الدین صنا۔ مانڈے بہرا)

یہ سچ ہے چودہ صدی پہلے سے۔ اور اہل دنیا کے طور طریق دیکھئے۔ علاوہ دوسرے انسانیت سے گئے ہوئے افعال کے فرقہ رسواں کی ایسی بری حالت ہے۔ کہ اس سے ادنیٰ حالت اور کسی مخلوق کی نہ ہوگی۔ چار پاؤں کو بڑی الفت سے پالتے ہیں۔ ان کے گلے کے گلے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن ابھی اور زیادتی مد نظر ہے۔ بونگھ بھیر۔ بکریوں۔ مال۔ مویشی کی زیادتی ان کی مسرتوں کو بڑھاتی ہے۔ گلہ بان چرانے لے جاتے تو ان چوپاؤں کو سرد و سردا کر کے لے لے بانسری کی لے میں سڑیلاراگ گاتا ہے اور ان کو زیادہ سے زیادہ کرنے کی ہر تدبیر عمل میں لاتا ہے۔ مویشی سو میں یا ہزار سب کا رعبہ برابر ہے۔ ایک ساتھ چرانے جاتے ہیں۔ ایک ساتھ رکوا رہتی ہے۔ کوئی فرق نہیں۔ سب یکساں بھری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن انہیں گلہ بانوں کے پاس خدا کی ایک اور مخلوق بھی ہے۔ خدا کے نزدیک اشرف المخلوقات ہے۔ اور ان گلہ بانوں کا وہ جزدہمتی ہے۔ مگر انہوں نے اس مخلوق کو حضور معظم اور پیل ترین شے قرار دے رکھا ہے۔ اسکی توقیر بھیر بکریوں جتنی تو نہیں سمجھی جاتی۔ یہی فرقہ رسواں ہے۔ آہ اجنبی کی حالت سے بدتر ہے۔ اور جانور ان سے بدتر حالت میں ہیں۔

یہ فرقہ مردوں کا خدمت گزار۔ بوجہ راحت اور ان کی ایش کا ذریعہ ہے۔ مگر آہ اہم حد سے زیادہ بے وقیر۔ انکی نمی۔ ان کی راحت و آرام کا خیال۔ ان کی رائے کسی چیز میں کا حق۔ کسی بات میں کسی معاملہ میں ان کا دخل۔ آہ تو یہ اب تک کا وجود ہی ان مردوں پر گراں اور شاق ہے۔ پھر پھیلے یوں کی زیادتی ان کی دلی خوشی کا موجب۔ مگر خدا متکذرا کی پیدائش ناگوار بلکہ آبروریز سمجھی جاتی۔ چوپاؤں کو تو بڑے تدبیریں مگر اس بے کسی ہستی کو زندہ ہی گاڈینے کے فیصلے مال قال گاڈینے سے بچائی گئیں۔ وہ دبا میں منطوی و چارگی کی تصویر اور عبرت کا مرقع۔ مرد کا اختیار ہے۔ کہ سا چاہے۔ اس سے سلوک روا رکھے۔ اپنی حیوانی خواہشوں کو کرنے کے واسطے چاہے تو تواسے تعلق رکھے۔ اور تعلقات میں مال بچہ بھی مستثنیٰ نہیں۔ مگر احترام کا بھی اسپر واجب نہیں۔ اس کی آرایش و آرام کا ذمہ دار ہے۔ اور نہ مجبور۔ گویا یہ غریب فرقہ جس مردوں کی انسانی ثنوں کا آلہ تھا اور بس۔ باپ لائوں کا آدمی ہے۔ مگر کی دولت سے محروم و بے تعلق۔ خاندان ہزاروں کا

کاروبار کرتا ہے لیکن یہ بے تعلق ضعیف ہے تو ان جوان بیٹے سے مرد کا کوئی حق نہیں رکھتی۔ یوں سمجھو کہ یا تو زندہ ہی گاڈ دی گئی۔ اور جو محدود تعداد گاڈ نے سے بچ گئی۔ اس کا یہ حشر ہوا کہ مردوں کے پاؤں کی کھوکھری جلتے لغز میں یا پھر خواہشات حیوانی کا آلہ۔ اس فرقہ سے زیادہ قیمت کا مہینا۔ نصیبوں جملہ مخلوق خدا میں اور کوئی نہ ہوگا۔ ہزاروں ظلم اور لاکھوں ستم اس پر توڑے جائیں۔ مگر کوئی دادرس نہیں۔ پرسان حال نہیں۔ کوئی نجات دہندہ نہیں۔ کوئی باز پرس نہیں۔ کوئی عدالت نہیں۔ کوئی تعزیر نہیں۔

ایسے خوشخوار اور تار یک زمانہ میں بیکجا یک فضل خدانے جوش مارا اور آبر و رحمت کا نزل ہوا۔ رحمۃ للعالمین بھوت ہوئے۔ تعلق کی گھٹائیں چھائیں۔ اور کرم کے بادل برسے اس خدا کے اس مظہر اتم نے اس خانہ تار یک کی کایا آن واحد میں پلٹ کر رکھ دی۔ صرصر عصیان کی جگہ نور ایمان نے لے لی۔ مگر اہی ہدایت سے۔ شقاوت رحم سے۔ عداوت الفت سے جہالت علم سے۔ ظلمت نور سے تبدیل ہو گئی۔ اور سب کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے دتے سر تھکا اسبے مالک کے آگے

اس وجہ کہیم اادی برحق کے چشمہ فیض سے جہاں تمام عالم سیراب ہوا۔ اس مہدار الانوار نے جہاں اندھوں کو بینا بنایا جہاں انسانوں کو واقعی انسان اور باقد انسان بنا دیا۔ وہاں اس کا فیض اس فرقہ پر بخور پر بھی گھنگھور گھٹائیں کہ برسا۔ او ایسا برسا کہ نہال کر گیا۔ ہاں اس کا کرم! اس کا رحم! ان بے لادوں پر ابر رحمت بن کر آیا۔ اور دم میں سر سبز و شادان اور ذی عزت و بادقار بنا گیا۔ ماں باپ جوان بے گناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے تھے۔ ان کے دلوں کو ہر محبت سے بھر دیا۔ جو اپنی دولت میں ان کا کوئی حق نہ سمجھتے تھے۔ ان سے ان کو ترک کر دلو کر ستلا دیا۔ کہ یہ فرقہ تمہارے بیٹوں ہی کی طرح شریک ہے۔ شوہر جو اس غریب کو صرف خدمتگار تصور کرتا تھا۔ اور ایک جانور سے زیادہ جس نے اس کو کبھی محبت نہ دی تھی۔ جس کی آرایش کا خیال اس کے دل میں ٹھوٹے سے بھی نہ آتا تھا۔ جس کی توقیر کے لئے اس کے سینے کے کسی گوشہ میں جگہ نہ تھی۔ اس کو ماں اسی کو سچی محبت اور دہمائی الفت پر مجبور کر دیا۔ اور بتا دیا کہ خیر کرم خیر کرم لاھلہ۔ تم

سوا چھے اور ہزار نیک بنو۔ مگر یاد رکھو۔ حقیقت میں اچھے نہ بن سکے۔ جب تاک اپنے اہل سے اچھا سلوک نہ کرے۔ پھر خاندان کے دل میں جاگزیں کیا کہ دلزد و جمل علیات حق تیری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ اس لئے کہ ہمیشہ ان کی فاطر و دلجوئی ملحوظ رکھیں۔ فرمایا۔ بھولنا نہیں۔ باہر سے آؤ تو اپنی بیوی کے لئے ہدیہ لاؤ۔ نکاح کرو تو پہلے اس کا ہر ستر کر دو۔ زندگی بھر اس کی ضرورت ریاش کے متکفل رہو۔ اس کی جائز خواہشات اس کی زیب و زینت۔ اس کی خوشی اور اس کے جذبات کا خیال رکھو۔ اور مرنے کے بعد تمہاری میراث میں وہ شریک ہے۔ یہ نہیں کہ زندگی بھر وہ تمہاری خدمت گزار اور تم اس کے کفیل ہے۔ مرنے کے بعد یہ سلسلہ منقطع! مرنے کے بعد بھی سلسلہ ناموس تمہارا اور اس کا قائم ہے۔ اس کے مال میں تم شریک اور تمہارے مال میں وہ نفع اپنے قول و فعل سے اس جس ضعیف کی وہ توقیر مردوں کے دلوں میں پیدا کی۔ کہ اب ان کے دلوں کا کوئی کونہ اترا سے خالی نہ رہا۔ حضور علیہ السلام کے قول و فعل کی ایک دستاویز عرض کرتی ہوں: ایک عورت آتی ہے۔ آپ دیکھتے ہی احترام کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ کون ہے؟ ام المؤمنین۔ حضرت خدیجہ کی سہیلی ہیں۔ ایک عورت کی یہ فضیلت دیکھ کر دوسرے دل خود ہی اب آہ ہو گئے۔ کہ جب ہمارا پیشوا بی بی کی سہیلی کا یہ احترام کرتا ہے۔ تو بی بی کتنے احترام کی مستحق ہے۔

ایک شخص کہتا ہے: "حضور کو اقربا میں سے کون زیادہ محبوب ہے" ارشاد ہوتا ہے: "عالیٰ نے" سوال ہوتا ہے حضور کو دنیا کی کیا چیز پسند فرمائی؟ نماز۔ خوشبو۔ عورت۔"

بیٹے کو ماں کے حقوق جتانے کہ اسکو آیا یا تو اس نے سمجھا۔ اس پاؤں تلے جنت ہے۔ اسکی خدمتگاری ذریعہ نجات اخروی ہے۔ انکی خوشنودی فاقی کی خوشنودی کا موجب ہے۔ خبردار! خبردار! اکت نہ کہنا اور ہر طرح خدمت بجالانا۔

ایک شخص کہتا ہے: "حضور! میں اپنی ضعیفہ ماں کو سات حج اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے رہا ہوں۔ اب تو کچھ حق الخدمت ادا ہو گیا ہو گا۔ جناب رسالت پناہ فرماتے ہیں۔ ابھی تو تم اتنا معا و متر ہی نہیں دے سکے۔ جتنا تمہاری ماں نے تمہیں گیلی طرف سے اٹھا کر سوکھی طرف کیا" غرض اپنے اس فرقہ کی محبت و مودت اس طرح دل بھرنے کا اب گنجائش نفرت و حقارت کی ذرہ باقی نہیں رہی۔ اور وہی قبل کی ذلیل سستی ایک اعلیٰ شخصیت۔ منبع شادمانی۔ موجب تسکین و جبر راحت سمجھی جاسکتی تھی۔ اب یہ حقیر عین "جنس لطیف" ہوئی میراث پوری کی وارث۔ شوہر کی محبوبہ۔ مال کی حصہ دار۔ گھر کی مالکہ۔ بیٹے کی جائے ادب و احترام۔

اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و باریک و سلم۔ اننا حمید و مجید

رسول کریم کے لئے شمار احسانوں میں سے کچھ

(از محترمہ فاطمہ سگیم صاحبہ اہلیہ حکیم محمد یعقوب صاحب قریشی لاہور)

خاتم النبیین کی کامیابی

(از محترمہ حمیدہ سگیم صاحبہ (غیر احمدی) روسیانا)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سچے آقا اور
محسنِ عظیم ہیں۔ حضورؐ نے اپنے نبیوں کے حکم سے اس دنیا
میں ظاہر ہو کر ہم پر وہ وہ احسان کئے ہیں کہ ہم انہیں گنت
بھی نہیں سکتے۔ نہ صرف ہم اور ہمارے باپ دادا بلکہ ہماری
صدائیں پستی حضورؐ کی غلامی کا فخر رکھتی ہیں۔ حضورؐ نے تنہا
تمام دنیا میں توحید کا ڈنکا بجا کر ہمارے لئے غلامی بہت بننے
اور اپنے ارادہ میں مستقل رہنے کا ایک جید اور نیا نمونہ قائم کر
دیا ہے۔ حضورؐ کے باروں میں لاریب زور قضا چھپا ہوا تھا۔ اسی
روحانی قوت سے حضورؐ نے اس کرہ ارض کو اپنے پیروں میں
اٹھالیا۔ اور تمام دنیا کو دکھا دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ
بندے اپنے ارادہ کے ایسے پورے ہو کر تھے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی قوم میں
جو ہمیشہ سے مردہ اور بت پرست علی آتی تھی۔ جو بنی نوع انبیا
میں شمار ہونے کے قابل نہ تھی۔ جو وحشی اور ناخدا ترس تھی۔
جو ایک پانی کے گھوٹ پر صد ہا سال جنگ قائم رکھنے والی
تھی جو جاہل اور نماز باز تھی۔ جو مردم خور اور ذوق کش تھی جو بظاہر
انسان معلوم ہوتے تھے۔ لیکن ان کی خصلت درندوں کی
سی تھی۔ کہ اندر زندگی کی روح چھونک دی اور ان کی
مذموم عادات ایسی کھوئیں۔ کہ وہ منہ ان اقوام بن کر قدیم مہذب
قوموں کے استاد بن گئے۔

حضورؐ نے آنا فنا ان کی وحشت کو تہذیب سے اور
ان کی جمالت کو علم سے بدل دیا۔ اور بت پرستی کی جگہ ایک
خدا کی پرستش قائم کر دی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکدامنی۔ پیر پرستگاری
اور الواعزی اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی وجہ سے سمجھ دار
لوگوں نے سمجھ لیا۔ کہ واقعی حضورؐ خالق ارض و سما کی طرف
سے دنیا کی راہنمائی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ آپؐ کی بھانجی
حضرت صدیقؓ جیسے پاکباز۔ راست گو اور سچے ہمدرد بنی نوع
انسان کے دل کے اندر گھر کر گئی اور آپؐ حضورؐ پر صدق دلی
سے ایمان لے آئے۔ پھر دنیا کے لوگوں پر بھی آپؐ کی بھانجی
کی شعلیں پہنچ گئیں۔ اور حضرت عمرؓ فاروق اعظم جیسے نیر خدا
جری۔ اولوالعزم۔ مدبر۔ سپہ سالار کے علاوہ لوگوں نے ان کے
لئے رسول خدا صلعم کی اطاعت کے لئے سر جھکا دیا۔

یعنی خدا کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے
خود تمہاری جنس سے تمہاری عورتیں پیدا کیں۔ تاکہ تم ان سے
نسلی پاؤ۔ اور اس نے تم دونوں کے درمیان الفت و محبت
پیدا کی۔

پھر قرآن کریم میں بہشت کا جا بجا ذکر آیا ہے۔ جہاں عورت
کا بھی برابر ذکر ہے۔ اور پھر عورت کو مرد کا لباس اور مرد کو عورت
کا لباس قرار دیا ہے۔ پھر جاہل ادویں سے حصہ دار بنایا۔ پھر
فرمایا۔ عورتوں سے نیک معاشرت رکھو۔ ان پر بے جا سختی نہ کرو
سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کریں۔ پھر اگر عورت
کا تباہ خاندان سے نہ ہو سکے۔ تو طلاق کا مسد موجود ہے
اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مثال
قائم کر کے نبیلا دیا۔ کہ عورت کیا ہے۔ اور اس کے حقوق کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی فاطمہ الزہراءؑ کے
ساتھ جس شفقت و محبت سے پیش آئے۔ وہ کسی پر مخفی نہیں
جو وقت آپ تشریف لائیں۔ تو آپؐ خود ان کو اپنی جگہ چھٹانے
اسی طرح آپؐ کا سلوک جو اپنی بیویوں کے ساتھ تھا۔ وہ بھی
ملاحظہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک انصاری لڑکی کی
پرورش کی تھی۔ اس کی شادی کی رسم معمولی طریق پر انجام
دینے لگیں۔ آپؐ باہر سے تشریف لائے۔ تو فرمایا۔ عائشہؓ
گیت تو گائے نہیں گئے۔ آپؐ دل بہلانے کی غرض سے کہی۔
کبھی گمانی بھی سناتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت
عائشہؓ کھانا اکثر کھٹے تناول فرماتے۔ ایک دفعہ عید کا دن تھا۔ اور
جیشی عید کی خوشی میں نیزے ہلا ہلا کر بیولانی کے کرتب کھا رہے تھے۔
حضرت عائشہؓ نے یہ تماشا دیکھا جانا۔ تو آپؐ نے بطیب خاطر منظور فرمایا۔
آپؐ کے اوزوہ چھپے کھڑی ہوئیں۔ اور جب تک خود تھک کر چھپے نہ
ہٹ گئیں۔ آپؐ برابر اوست کے کھڑے رہے
غرض آپؐ جنس انات کے لئے بہت رحمت تھے۔ کیا کیا
الطاف و عنایات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس کمزور اور ناتوان فرقہ پر فرمائیں۔ بے اختیار زبان
سے اللہ صل علی محمد و علی آل محمد مکا صلیت علی
ابراہیم و علی آل ابراہیم اللہ حمید و حمید لکھتا ہے
میں نے مختصر چند باتیں عرض کی ہیں۔ جو رسول کریم کے لئے شمار
احسانوں کا ایک تھیل سا حقد ہے۔

آج سے تیرہ سو سال پہلے جو عورت کی حالت تھی۔ اور
جو جو ظلم و ستم اس کمزور سستی کو پہنچتے تھے۔ تاریخ ان کی شہادت
ہے۔ تو ہی ذلت تھی۔ جو اس غریب فرقہ کو نہ اٹھانی پڑتی تھی۔
عورت مجسم گناہ تصور کی جاتی۔ شیطان سے اسے تشبیہ دیجاتی
شیطان کی گدہ گناہ اور روحانی حقوق کی پامال کرنے والی اسے
کہا جاتا۔ کوئی مذہب ایسا نہ تھا۔ جو اس فرقہ کو کچھ اہمیت دیتا
اور اس کی کچھ وقعت سمجھتا۔ بڑھ مذہب میں تو عورت کے ہونے
ہونے نجات نامکن سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ گو تم بدھ نے
اپنی بیویوں کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کے بعد ہندو مذہب کو لیجئے جو
حالت اس مذہب میں غریب عورت کی ہے۔ وہ اظہر من الشمس
ہے۔ یہ وہ کی شادی ممنوع ہے۔ اور جو شادی شدہ ہے اس
کی حیثیت ایک غلام سے بھی نڈر ہے۔ خاوند چاہے۔ کیسا ہی
باہر و ظالم کیوں نہ ہو۔ جیسے جی چھٹکارا نہیں۔ پھر والدین کی
جاہلاد میں قطعی کوئی حق نہیں۔ عرب میں تو لڑکیاں پیدا ہوتے
ہی زندہ درگور کر دی جاتی تھیں۔ گویا ان کو دنیا میں آئے کجا
استحقاق نہ تھا۔ ماں کی مانتا کی آگ جو مشہور ہے۔ وہ بھی
اس معاملہ میں سرور پڑ جاتی۔ وہ بھی لڑکی پیدا ہوتے ہی چپکے
سے زندہ دفن کر آتی۔ اور تیوری پر بل تک نہ آتے۔

غرض کیا کیا ظلم نہ تھے۔ جو عورتوں پر روا نہ رکھے جاتے
تھے۔ آخر دیانے رحمت جو ش ذہن ہوا۔ اور خدائے پاک و
بزر نے فخر انبیا رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر ان کے ذریعہ اپنا پاک مذہب یعنی
اسلام قائم کیا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اپنے
ہمراہ ہزار ہا برسین اور رحمتیں کے آئے۔ تو اس مظلوم فرقہ پر
بھی خاص فضل خدا ہوا۔ اور ان کو ان کے جائز حقوق عطا
فرمائے۔ سب سے اول زندہ درگور ہونے کی قبیح رسم کو موقوف
کیا۔ اس کے بعد اور احکام خداوندی بتلائے۔ جیسے شادی بیوگان
طلاق۔ دراشت وغیرہ۔ اور وہ عورت جو محض ایک جانور سمجھی
جاتی تھی۔ اور بد سے بدتریں شمار ہوتی تھی۔ اسے خداوند تبارک
و تعالیٰ نے اپنی دیگر نعمتوں میں سے ایک نعمت بیان فرمایا
چنانچہ قرآن میں آتا ہے۔ ومن آیتہ ان خلق لکم من
الفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا وجعل
بینکم مودۃ ورحمۃ

بانی اسلام کا ساری دنیا پر ایک بہت بڑا احسان

(از محترمہ سید محمودہ بیگم صاحبہ بنت سید غلام حسین صاحب فیروز پور)

تو ہم جمع کر دیتے ہیں۔ جس سے آپ سب سے زیادہ امیر ہو جائیں گے۔ اگر حکومت کی خواہش ہے۔ تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنانے کو طیارہ ہیں۔ اور ہم سب آپ کے مشورے و حکم کے بغیر کوئی کام نہ کریں گے اور اگر شاہی کی خواہش ہے تو جس عہدت سے آپ چاہیں آپ کی شادی کر دی جائے گی۔ مگر آپ ایک خدا کی پرستش کی تعلیم نہ دیں۔ جس وقت یہ پیغام آپ کو دیا گیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو اگر سورج کو برے دائیں اور چاند کو میرے بائیں یعنی بر دینا کا سامان تو کیا چیز ہے۔ اگر سورج و چاند کو بھی میرے ہتھ میں دیدو۔ تب بھی میں اس پاکیزہ روحانی تعلیم کو نہ چھوڑوں گا اللہ اللہ کس قدر محبت عزت اور عظمت خدا تعالیٰ کی آپ کے دل کو متحرک رہی تھی۔

آپ نے خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز کی پروا نہ کی۔ اور کوئی دُکھ یا تکلیف آپ کو شکر کے مٹانے سے نہ روک سکی۔ آخر آپ سب مخالفوں پر غالب آئے اپنی زندگی میں ہی سارے عرب کو بت پرستی کی نسبت سے پاک کر دیا اور اپنے پیروؤں کو خدا کے واحد کا پرستار بنا کر ان میں وہ ہمت اور ولولہ العزمی پیدا کر دی۔ کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان کے آگے نہ ٹھہر سکی۔ اور وہ ساری دنیا کے ہر رنگ میں استنادین گئے۔ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک اور بت پرستی کو مٹا کر دنیا پر اتنا بڑا احسان کیا جس کی نظیر نہیں مل سکتی تو

شرک کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کی وجہ سے مسلمانوں کو جو عروج اور ترقی حاصل ہوئی۔ اور جو تغیر ان کے ارادوں اور حوصلوں میں پیدا ہو گیا۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے۔ مگر افسوس کہ اس زمانہ کے مسلمان طرح طرح کے شرکوں میں مبتلا ہو کر اپنے اسلاف کی تمام صفات سے عاری ہو چکے ہیں۔ اور روز بروز فقر مذلت میں گر رہے ہیں۔ اگر یہ بھی ترقی کرنا چاہتے ہیں تو حقیقی وحدانیت سیکھیں۔ کہ مسلمانوں کے خیالات اور ارادوں میں۔ ہی کے ذریعہ بندگی اور اولوالعزمی پیدا ہو سکتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام دنیا پر سب سے بڑا اور زیادہ اثر ڈالنے والا احسان یہ ہے کہ آپ نے دنیا میں سے شرک مٹانے کی بہت کوشش کی۔ اور تمام دنیا کو حقیقی توحید کی تعلیم دی جس سے نہ صرف روحانی ترقیات کے دروازے کھل گئے۔ بلکہ اخلاقی لحاظ سے بھی یہ تعلیم بہت سی ترقیات کا موجب ہوئی۔ اور یہی ہے۔ آپ ہمیشہ شرک کے مٹانے کی کوشش کرتے رہے کہ لوگ جو کہ سخت بت پرست تھے۔ آپ پر نہتے اور اپنی بوجہ ترقی کو جو سے یہ سمجھتے کہ اس شخص نے تمام خداؤں کو ملا کر ایک بنا دیا ہے۔ کیونکہ اہل مکہ نے سینکڑوں بت بنائے تھے۔ آپ نے انہیں مٹا دیے تھے۔ جن کے سامنے روزانہ عبادت کرتے۔ اور جن کے آگے یاہر سے آنے والے لوگ نذرانے چڑھاتے۔ جن پر کئی خانہ انوں کا گزارہ تھا۔ ان لوگوں کے لئے ایک خدا کی عبادت بالکل غیبی تعلیم تھی۔

ای نئے جب آپ توحید کی تعلیم دیتے تو یہ قیمت لوگ آپ کو بہت تکلیف دیتے۔ ایک دفعہ اہل مکہ آپ کے چچا کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کسی اور رئیس کے لڑکے کو اپنا لڑکا بنا لیں۔ اور محمد یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے والد کر دیں۔ تاہم ان کو سزا دیں۔ آپ کے چچا نے کہا۔ تم بھی غیب ہو اور غیب بات کرتے ہو کیا کوئی جائز بھی ایسا کر سکتا ہے۔ کہ اپنا بچہ کسی اور کو دیدے تاکہ وہ اسے مائے تم یہ چاہتے ہو کہ میں انسان ہو کر غیر کے لڑکے کو اپنا بنا لوں۔ اور اپنے لڑکے کو تمہیں دیدوں۔ تاہم اسے دُکھ دیکر مار ڈالوں۔ جب اہل مکہ کو اس طرف سے ناامیدی ہوئی۔ تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سے یہ کہا کہ اچھا آپ اپنے بچے کو سنبھالیے۔ خدا تعالیٰ کے ایک جہونے پر اتنا زبردست دیکر اور بتوں کے خلاف کچھ نہ کہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے چچا نے کہا کہ ہم کہہ کر دوسرا ایسا کہیں کیا آپ ان کو خوش رکھیں ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔ آپ کے مجھ پر بہت احسان ہیں۔ مگر آپ کے لئے یا کسی کے لئے خواہ کوئی ہو میں خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر آپ کو لوگوں کی مخالفت کا خوف ہے۔ تو آپ مجھ سے اپنی نگدان ہٹالیں۔ اور مجھ سے الگ ہو جائیں میں اس صداقت کو جو مجھے خدا تعالیٰ سے ملی ہے۔ ہر ذریعہ پیش کر دوں گا جب اہل مکہ کو اس سے بھی ناامیدی ہوئی تو انہوں نے ایک رئیس کو اپنے پاس سے چنا اور اس کی معرفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گویا کہا بھیجا۔ کہ اگر آپ کی یہ غرض ہے کہ یہاں عزت مل جائے۔ تو ہم سارے آپ کو معزز قرار دیتے ہیں۔ اور اگر آپ کو مال کی خواہش ہو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس پیدائش ایک ایسے شہر زمانہ میں ہوئی تھی۔ کہ دور دور و دور شہرک اور بت پرستی اور بت پرستی نے فطرت کے نورانی چہرہ کو چھپا رکھا تھا۔ عروہوں کا آنے مختلف باطل معبودوں کے کوئی سر نہ رہتا تھا۔ حضرت سنی کی تعلیم کا وجود ہو چکی تھی۔ تو ریت مرست کی تھی مری طرف نصرانیت دم توڑ رہی تھی۔ اور خداوند سبحان کی طرفوں میں تن پرست بھیرے پید ہو کر ان کا نوالہ فام کر رہے تھے۔ خانقاہیں۔ اور کل معاہدہ زنا کاری کے گھر با با زہریوں کے اڈے بن رہے تھے۔ اور بیٹیویان مذاہب کے دل ایسے سیاہ ہو گئے تھے۔ کہ وہ جہالت کو تھکانے کی کنجی سمجھتے تھے۔ اخلاق کی ایسی زبوں ترین حالت اور روحانیت کے انتہائی منزل کے زمانہ میں اگر کیسے ہی زبردست دل و دماغ کے انسان سے کہا جاتا۔ تو اس کا کلیجہ شق ہو جاتا۔ مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف ان ارد گرد کی قوموں کی نارح کا بیڑا اٹھایا۔ بلکہ یہ دعوے کیا۔ کہ میں تو دنیا کی رحمت ہوں۔ میں تبدیل کرنے کے لئے۔ اور تمہاری روحانی مہلک یوں کو شفا دینے کے لئے خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ پھر جو عیب و عیوب جنہوں پر صدق دل سے ایمان لے آئیں ان کو اور روحانی بیماریاں بالکل دور ہو گئیں۔ اور ان کی رحمت میں تبدیل ہو گئی۔

جس طرح قدیم سے چلا آتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کے دیدہ۔ خالص اور صادق پر جاہل قوم پھبتیاں کہتی ان کا مذاق اڑاتی ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹٹھا اڑایا گیا۔ اور ہر طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم آیا۔ اور اذیت دی گئی۔ مگر مر جیا ہے۔ اس غیر معمولی باجواب استقلال کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے مطلق نہیں ڈگمگایا اور روز بروز حضور استقلال میں ایک زور۔ نمکنت اور جوش پیدا ہوتا گیا خیر اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کل ٹٹھے ہنسیاں اور پھبتیاں ہو گئیں۔ اور سب نے حضور کی اطاعت میں اپنی گروہیا لیں۔

چھوڑ کر اپنی اور نافرمانی پہلے رسولوں سے کی گئی۔ اس کے ٹٹھے ڈٹکے ٹٹھے ہو جاتے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ وحشت یا انہی نے مگر نبی جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برتی گئی۔ نے پڑھنے سے تو دل صل جاتا ہے۔ اور کلیجہ ہٹے لگتا ہے۔ ساق کے حضور کو کامیابی بھی پوری عطا کی گئی۔ اور اسی کامیابی دل کو اپنی زندگی میں میسر نہ ہوئی۔ پس مبارک ہے۔ وہ انسان جو سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ اور بد قسمت ہو جائے۔ ایسے پاک وجود سے بے خبر ہے۔

صنف نازک سے بانی اسلام سلوک

(از محترمہ امتہ الحق صاحبہ بنت حافظ روشن علی صاحبہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حسن اور احسان اور اخلاق اور شمائل میں بے نظیر رہے عدیل ہیں۔ اور آپ کا نام ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آپ تمام عمدہ اخلاق اور اعلیٰ صفات کے جامع ہیں۔

محمد آپ کا نام ہے جس کے معنی ہیں۔ عمدہ خوبوں اور اعلیٰ صفات اور اخلاق والا۔ آپ کے احسانات کسی قابل نوع کے ساتھ منحوس نہیں۔ جس طرف نظر اٹھائیں۔ اور جسے دیکھیں وہی آپ کے احسانات اور مہربانیوں کا زیر بار نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ کو رحمتہ للعالمین کہہ کر پکارا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

عالمین جمع ہے عالم کی جس کے معنی جہان ہیں۔ اور جہان کئی قسم کے ہیں۔ کوئی عالم انجیوانات کہلاتا ہے۔ کوئی عالم نباتات ہے۔ کوئی عالم جمادات۔ اس وقت میں عالم انجیوانات کی طرف متوجہ ہوتی ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ آپ کے احسانات تمام حیوانوں پر ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو آپ پر نازل ہوا اور اس شریعت میں جو آپ کو دی گئی۔ فرمایا۔ وَرَحْمَةُ الْوَالِدِينَ

حقاً للسائل والمحرورم کہ تمہارے مالوں میں حق ہے سال کا بھی۔ اور اس کا بھی جو سوال کرنے سے محروم ہے۔ یعنی تمام حیوانوں کا۔ اس کی تفسیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ انا نسا فی البہائم لاجرا۔ کہ ضرور ہمارے لئے جانوروں کو سکھ اور آرام پہنچانے میں بھی اجر ہے۔

پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے فیضان کو حیوانوں تک جاری فرمادیا۔ اور اپنے احسان کو کسی ذمی روح کو باہر نہیں چھوڑا۔ تو طبقہ نسوان کیونکر محروم رہ سکتا تھا۔

تب اس کے کہ میں ان احسانات کا ذکر کروں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ روحی وادی) نے صنف نازک پر فرمائے ہیں۔ پہلے میں ان مظالم کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتی ہوں۔ جو اس صنف پر زمانہ جاہلیت میں کئے گئے۔ اور نیز ان مظالم کا ذکر کرنے سے بھی میں نہیں رک سکتی۔ جو باوجود تہذیب اور تمدن کے دعویٰ کے وہ تو میں کر رہی ہیں۔ جو یہ سمجھتی ہیں۔ کہ وہ تہذیب اور تمدن کے تمام منازل طے کر چکی ہیں۔ زمانہ جاہلیت کے مظالم کئی قسموں میں منقسم ہیں۔ سب سے

پہلے اس صنف نازک کی پیدائش ہی کو مکروہ سمجھا جاتا تھا۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَإِذَا بَشَّرْنَا أَحَدَهُم بِالْأَلْتِ ظَلَّتْ وَجْهَهُ مَسْوُودًا وَهُوَ كَظِيمٍ

متواری صفت القوم من سوء ما نبشئہم ایںسیسا کہ علی ہوتی ام یوسئہ فی التراب اکا ساءہ ما یحکمون۔ کہ جب کسی کو خبر دی جاتی ہے۔ لڑکی پیدا ہونے کی۔ تو اتر جاتا ہے چہرہ اس کا سیاہ ہو کر۔ اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔ یا تو اسے ذلت سمجھ کر رکھ لیتا ہے۔ یا پھر زمین میں گاڑ دیتا ہے۔ اسی طرح سے عورتوں کے نکاح میں کوئی خاص امتیاز نہیں تھا۔ حتیٰ کہ سوتیلی ماں کے ساتھ بھی نکاح کر لیتے تھے۔ عورتوں کو کسی مشورے میں شریک نہیں کیا جاتا تھا۔ ان کو باعث ننگ و عار سمجھا جاتا تھا۔ غرض کہ جس قدر بھی بری باتیں دنیا میں ہو سکتی تھیں۔ وہ سب کی سب عورتوں کی طرف منسوب کی جاتی تھیں۔ عورتوں کو مہربان اور مظالم کا تختہ مشق بنایا ہوا تھا۔ ایک شاعر نے ایک شعر کہا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ لوگوں نے اپنی لڑکیوں کو غزادینی اور پرورش کرنی تب سے شروع کی ہے۔ جب سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ گویا لوگوں نے خود قرار کیا۔ کہ ہم واقعی عورتوں پر مظالم کیا کرتے تھے۔ لیکن حضور کے وجود باوجود کے باعث یہ تمام مظالم چھوڑ دئے۔

اب جبکہ تہذیب اپنے عروج پر ہے پورے عورتوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ عورت کوئی معاہدہ نہیں کر سکتی جاہلاد کی مالک نہیں ہو سکتی۔

ہندوؤں میں عورت قابل اعتبار اور خود مختار ہونے کے قابل نہیں سمجھی جاتی۔ جیسے کہ منو ۹ شلوک ۲ میں لکھا ہے۔ کہ لڑکیوں میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورت کی حفاظت کرے۔ کیونکہ عورتیں خود مختار ہونے کے لائق نہیں ہیں۔

غرض کہ جس قدر دنیا میں مذاہب ہیں۔ ان میں عورتوں کے حقوق کو قطعاً نظر انداز کیا گیا ہے۔ صرف اسلام نے ہی ان کے جاہل حقوق کی حفاظت کی ہے۔ میں نے یہ صرف مشے نمونہ از خردارے آپ کے سامنے رکھا ہے۔

اسلام نے عورت کو آزاد قرار دیا ہے۔ اور اسے اپنے مال کا کامل مختار بنایا ہے۔ کوئی مرد زبردستی عورت کے مال کا وارث نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لایحیل لکم ان تترثوا نساء کرہا۔ نہیں حلال تمہارے لئے کہ تم وارث ہو عورتوں کے زبردستی سے۔ پھر ایک اور احسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں پر یہ کیا ہے۔ کہ مردوں کو خاص طور پر وصیت فرمائی ہے۔ کہ ان کی دل آزاری نہ کی جائے۔ چنانچہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ تم اس کو قبول کرو۔ اور وہ یہ کہ ہمیشہ ان کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ۔ یہاں تک فرمایا۔ کہ خیر کم خیر کم لا ہلہ۔ کہ تمہارا بہتر آدمی وہی ہو سکتا ہے۔ جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ عورتوں کے ساتھ کس طرح سے نرمی اور محبت کی جائے۔

پھر آپ کا یہ بھی ایک ہم پر احسان ہے۔ کہ آپ نے ہماری تعلیم کے متعلق اس قدر توجہ فرمائی۔ کہ ہماری بعض بہنیں مردوں تک کی معلم بن گئیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو کہ بوجہ صنف نازک ہونے کے ہماری بہن ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت کے شرف کے باعث ہماری ماں ہیں۔ ان کے متعلق صاف طور پر صحابہ کا اقرار ہے کہ وہ ہمارے بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا کرتی تھیں۔

ایک اور احسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے۔ کہ آپ ہمیشہ اپنے گھردلوں کی آسانی اور آرام کا فکر رکھتے تھے ایک روایت میں ہے۔ ایک صحابی اسود نامی نے حضرت عائشہ سے سوال کیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں کیا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ اپنے اہل و عیال کے کاموں میں امداد کرتے ہیں۔

غرض میں بصیرت سے علی الاعلان یہ بات کہنے کیلئے نیا ہوں۔ کہ مذہب اسلام کے بانی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صنف نازک کو حیات روحانی اور جسمانی عطا کرنے میں بنیظیر ہیں میں اپنی بہنوں سے ملتی ہوں۔ کہ وہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانوں کو یاد کر کے آپ پر کثرت سے درود پڑھا کریں۔ اور آپ کے ان احکام کی جو آپ نے ان کے متعلق قرآن یا حدیث میں فرمائے ہیں۔ پورے طور پر پابند ہوں۔ تا دنیا پر روشن ہو جائے۔ کہ حقیقی محسن اور حقیقی نجات دہندہ کامل آزادی کے حامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

ام عطیہ نام عورت سے روایت ہے۔ کہ بیعت کے وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم عورتوں سے یہ اقرار بھی لیا تھا۔ کہ ہم کسی کی میت پر نوحہ نہ کریں گی۔ نہ اپنا منہ نوحیں گی۔ اور نہ گریبان پھاڑیں گی۔ اور نہ بال کھجیریں گی۔ اور نہ کوئی کسی تم کی بددعا کریں گی۔

(ابوداؤد)

رحمائی

دوستوں کے لیے

دوستوں کے لیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوستو یہ گولیاں عجائبات طب سے ہیں ہر انسان نسخہ کو دیکھتے ہی خود بخود معلوم کر سکتا ہے۔ کہ یہ ترکیب کردہ گولیاں کس قدر اپنے اندر برقی اثر رکھتے ہوئے قیام بدن کیلئے کیسی مفید و بابرکت ہونگی۔ پس ان کا استعمال ہر حال میں از بس ضروری ہے۔ **حب رحمانی** کشتہ سونا کشتہ چاندی کشتہ فولاد موتی کیسیر جدو اور خطائی مشک سے تیار کی گئی ہیں۔ اعضاء ریشہ جسے ہی کمزور پڑ گئے ہوں اور ٹٹھے اپنے کام سے جواب دے چکے ہوں۔ اور زندہ درگور ہونے کی وجہ سے یہ دنیا تیرہ دن نظر آتی ہو۔ اور آرام و راحت کا مقابلہ تلخ زندگی کے ہاتھ میں ہو۔ ایسی حالت میں انشاء اللہ صرف **حب رحمانی** ہی ساتھ دیگی۔ یا حرارت عزیز کمزور ہو کر تمام بدن پر پڑے مردگی چھائی ہوئی ہو اور کمزوری دل روز بروز بڑھتی جاتی ہو۔ تو ایسی حالت میں بالخصوص **حب رحمانی** مفید ہوگی۔ غرض تمام اعضاء ریشہ کو قوت دیکر از سر نو نازگی پیدا ہوگی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے فوائد اور عجیبہ اثرات تحریر میں نہیں آسکتے۔ صرف اس قدر ہے

یہ دیکھو تحفہ جسمانی مریضوں کے لئے اکسیر البدن

جن دوستوں کے پاس ہماری **حب رحمانی** ہوگی پھر خدا کے فضل و رسم سے ان کو انشاء اللہ کسی اور مقوی کی تلاش نہ ہوگی۔ تجربہ شرط ہے۔ قیمت **حب رحمانی** ایک ماہ کے لئے صرف چھ روپے (۶) ہے

دواخانہ رحمانی عبد الرحمن کاغالی قادیان صنلع گوردابور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پانچ اشاعتیں اختیار کرنے سے پہلے اردن تک اس کتاب کی رعایت کی جائے گی۔

۱۲ جون کی جلسوں کو روحانی رنگ میں شاندار بنانے کے لئے

کرامت منگوانے کے لئے ہندو جہ ذیل روحانی بھول کتاب گھر قاریوں سے ملو

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایہ اللہ بنصرہ فرمائے
 یہ وہ مشہور و معروف کتاب ہے جس
 کے متعلق اکثر دستوں کی رائے ہے۔ کہ یہ
 شاندار تصنیف باقاعدہ کو رس بتایا جا کر
 عام طور پر اس کا درس دیا جائے۔ اس میں
 کئی ایک خاص خوبیاں ہیں۔ جو اور کسی
 سیرت میں نہ ملتی۔ منجھان کے ایک تو
 اس کی روایات کا انحصار صرف صحیح بخاری
 کی کتاب پر ہے۔ دوسرے اس میں صرف تاریخی
 رنگ مد نظر نہیں رکھا۔ بلکہ سیرت کا حقیقی مفہوم
 ادا کیا گیا ہے۔ اور حضرت صلعم کے قول اور فعل اور
 حرکت و سکون کا فلسفہ اور حکمت اور ضرورت اور
 حقیقت بیان کر کے ایک طرہ کا درس عمل دیا گیا ہے۔

زندہ نبی و زندہ مذہب ہے۔ حضرت مسیح موعود
 کی ایک پر معارف تقریر جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی سیرت کو لطیف طرز پر پیش کیا گیا ہے۔ قیمت اس
 ۵ روغرض تقسیم عام فی روپیہ ۵ عدد
 برگزیدہ رسول پیروں میں مقبول
 اس کے متعلق تفصیلاً الفہم کے گذشتہ
 پرچہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ مختصر یہ ہے۔ کہ اس
 میں قریباً ساٹھ ستر غیر مسلموں کی رائیں جو اس
 سے اکثر اس ہنود کی ہیں۔ مفصل درج کی گئی ہیں
 ہمارا مدعوئی ہے۔ کہ کسی مذہبی لیڈر کے متعلق اس
 طرح نہ ملنے والوں کی رائیں کثرت سے نہ ملیں گی۔
 جس قدر ہمارے پیارے محبوب عالم سرور کائنات صلی اللہ
 علیہ وسلم کے متعلق ہیں۔ یہ مقبول عام رسالہ اب تھوڑی
 تعداد میں موجود ہے۔ اصل قیمت ۵ روغرض تقسیم فی روپیہ
 صداقت اسلام پر شہادت لیکر ام ہے۔ حضرت
 سید المعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس زندہ معجزہ کی حقیقت جو
 اس بد زبان دشمن اسلام پنڈت لیکر ام کے وجود کے ذریعہ ظاہر ہوئی۔ باتصویر قیمت
 اصل ۱۱ روغرض تقسیم فی سینکڑہ تین روپے

قرآن شریف مترجم

بطرز ذہنیترن القرآن
 جس کی اصل قیمت چھ روپے اور رعایتی جلد سالانہ پر پانچ روپے تھی بعض
 احباب کے احسار پر

۱۲ جون کی جلسہ کی اہمیت

کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی رعایتی قیمت بجائے چھ روپے کے صرف لئے
 کر دی گئی ہے۔ یکمشت تین عدد کے خریدار سے ہے فی قرآن لیا جائے گی

حمائل شریف مترجم جمہوری

اصل قیمت ہے۔ اب رعایتی قیمت ہے

غلامیہ کہ ۱۲ جون کی اصل غرض اس میں صحیح طور پر
 پیش کیا گیا ہے۔ سینکڑوں احباب منگا کر مستفیض ہو چکے ہیں۔ اس کی اصل
 قیمت مجلد عام مگر رعایتی ہے۔ بے جلد مگر رعایتی عدد

اسوہ حسنہ (مترجم صحیح بخاری)

اسکی خوبیاں نام سے ہی ظاہر ہیں۔ ۱۲ جون کی طیار کے لئے اس کا مطالعہ بھی
 ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ۵۰۰ احادیث کا لطیف اور صحیح ترجمہ ہے جنہیں سینکڑوں سنتی
 اور سینکڑوں ہدایتیں اور سینکڑوں نمونے بھر پور ہر رعایتی ۱۲ بجلی رعایتی

پیارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایہ اللہ بنصرہ العزیز کا ولایت والا لیکچر رسول کریم اور آپکی
 تعلیم کو لطیف طرز پر پیش کیا گیا ہے۔ دوبارہ چھپوایا گیا ہے۔ اس کی قیمت ۳ روپے
 اب ۲ روپے۔ مگر بغرض تقسیم فی روپیہ ۱۲ عدد

اصول اسلام کی مناسبتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکچر ہو تو سو واقف کار دوست جانتے ہیں۔ کہ اس علیہ کی طیار کیلئے اس کے مطالعہ کی کس قدر اشد ضرورت ہے۔ جسکی نفع مجلد سنہری اصل ۱۰ روپے رعایتی
 اشتہار کی صورت کا ضرور اور خود

ایمان کا لکھنا فی تحقیق الذوق والیقین

ذوق پر اس سے اچھی کتاب اردو میں نہیں لکھی گئی طیب
اور غیر طیب دونوں کو یکساں مفید ہر گھر میں ہونی چاہیے
قیمت کچھ نہیں صرف چار روپے (للمع) علاوہ محصول
مصنف ڈاکٹر محمد عمر صاحب پی۔ ایم۔ ایس۔ بجنور۔
سیرۃ النبی جلد ثالث پر تنقیدی نظر یہ ایک
لاجواب تنقید ہے۔ ہر احمدی کو اس کی ایک کاپی
ضرور رکھنی چاہیے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کی
خاص تعریف کی ہے۔ جو الفضل میں شائع ہو چکی ہے
اس میں بہت سے مسائل کو صاف کیا گیا ہے۔ غیر احمدی
کیلئے بھی مفید ہے۔ قیمت کچھ نہیں صرف ۸ روپے علاوہ محصول
مصنف ڈاکٹر محمد عمر صاحب پی۔ ایم۔ ایس۔ بجنور۔

اس کے بڑے بڑے اور کئی شہادت ہو سکتے ہیں
سیرۃ تمام شہادتیں والوں کو پہنچانے کے لئے شہادتیں دینے والے کے مقابلے میں اس قسم کی شہادتیں

تریاق چشم برہ طریقت

کے متعلق ہندوستان بھر کے بہت بڑے بڑے خاص ماہر امراض چشم ولایت کے سدیانف ڈاکٹر کیپٹن۔ ایس۔ اے۔ فاروقی (سرکاری اعلیٰ افسر ایم۔ ڈی۔ ای۔ ایس۔ کاساٹیکٹ) (ترجمہ)
میں تصدیق کرتا ہوں کہ مرزا حاکم بیگ ساکن گجرات (پنجاب) کے تیار کردہ تریاق چشم
کو میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا۔ اور اسے آنکھوں کے زخم۔ پانی بنا اور لگروں کیلئے
بہت مفید اور موثر پایا۔ اس کے اجزاء امراض چشم کے امراض کے لئے بہت مشہور ہیں
اور ان اجزاء کی مقدار ہر طرح سے صحیح اور ٹھیک نسبت سے ملائی گئی ہے۔ موجد کے
تریاق چشم سے تیار کرنے کا طریق زمانہ حال کے مروجہ طریقہ کے مطابق صاف اور صحیح ہے
دستخط:۔ (ایس۔ ایم۔ فاروقی کیپٹن ایم۔ ڈی۔ ای۔ ایس۔ اے) (پتھک پبلسٹ) خاص ماہر امراض چشم
نوٹ:۔ قیمت تریاق چشم ۸ روپے پانچ روپے (۸ روپے فی تولہ) اور محصول ڈاک علاوہ موازی ۸ روپے خریدیے

مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم برہ طریقت تیار شدہ اولہ صابا گجرات پنجا

نصف قیمت

۶۱۹۲۸
۱۵ جون کے جلسہ کی خاطر از ۱۵ جون تا ۳۰ جون

نام کتاب	قیمت	قیمت	نام کتاب	قیمت	قیمت
کلام محمود دوم حصہ	۱	۵	کلام محمود دوم حصہ	۱	۵
اسلامی نماز	۱	۱	اسلامی نماز	۱	۱
مباحثہ سرگودہ	۲	۲	مباحثہ سرگودہ	۲	۲
مباحثہ ختم نبوت	۱	۳	مباحثہ ختم نبوت	۱	۳
ادعیۃ الرسول	۱	۲	ادعیۃ الرسول	۱	۲
افلاق خاتون	۲	۲	افلاق خاتون	۲	۲
قاعدہ عربی جدید	۱	۲	قاعدہ عربی جدید	۱	۲
موعود آخر الزماں	۱	۲	موعود آخر الزماں	۱	۲
نغمہ اکمل ہر ہفت حصہ	۳	۴	نغمہ اکمل ہر ہفت حصہ	۳	۴
لیکچر لاہور	۲	۲	لیکچر لاہور	۲	۲
مجموعہ آئین	۱	۳	مجموعہ آئین	۱	۳
تفسیر سورہ جمعہ	۱	۲	تفسیر سورہ جمعہ	۱	۲
صداقت اسلام	۱	۵	صداقت اسلام	۱	۵
اسلامی اصول کی فلاسفی	۲	۵	اسلامی اصول کی فلاسفی	۲	۵
تقریروں کا مجموعہ	۳	۶	تقریروں کا مجموعہ	۳	۶
دو تقریریں	۱	۳	دو تقریریں	۱	۳
دینیات کا پہلا رسالہ	۱	۱	دینیات کا پہلا رسالہ	۱	۱
خزینۃ العلوم	۳	۶	خزینۃ العلوم	۳	۶
محبت الہی	۳	۶	محبت الہی	۳	۶
فرائض مستورات	۱	۱	فرائض مستورات	۱	۱
مباحثہ دہلی	۳	۶	مباحثہ دہلی	۳	۶
احکام القرآن	۱	۸	احکام القرآن	۱	۸

تمام درخواستیں بنام
محمد یامین صاحب کتب قادیان (پنجاب)

اردو کی تبلیغ

احمدیہ سہیلانی اکیڈمی صدقادیان

اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں باعزت زندگی بسر کریں۔ تو سب سے پہلے زبان اردو کی تبلیغ کیجئے۔ خود سیکھئے۔ اور دوسروں کو سکھائے۔ تاکہ اس کے ذریعہ آپ اسلامی لٹریچر محمدی افضل اور مشرقی روایات کو دوسروں تک پہنچائیں۔ اور بہترین اسلامی خدمت کر سکیں۔ لہذا آج ہی مندرجہ ذیل کتابوں کو منگالیجئے :

زبان اردو کے ماہر یعنی شمس العلماء حضرت آزاد کی بہترین تصنیف جس میں دربار اکبری جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ ہند اور اس کے نورتن امرا کے دلچسپ حالات اس کے عہد کے واقعات رزم بزم شادی و غم۔ سیر و شکار خلوت و جلوت دربار دربار کو دیکھا گیا غرضیکہ ہر چیز کو اس طرح دکھایا ہے۔ کہ اس زمانہ کی تاریخ آنکھوں کے سامنے چرچاتی ہے۔ یہ یوں کہتے۔ کہ انشا پر داری کا دریا ہر ماہ مارا ہے۔ اس پر ۸۵ صفحہ دلائی کاغذ ۲۰x۲۶ تقطیع معہ فوٹو مولانا آزاد۔ قیمت صرف پانچ روپے (ص) مجلد مطلقاً چھ روپے (دس)

مولانا نے اس تذکرہ میں مشاہیر شعرائے اردو کی سوانح عمری اور ان کا انتخاب اب جیا کلام اور زبان مذکور کی عمدہ بہتر ترقیوں اور اصلاحوں کو اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ مشرقی شاعری کی بہار افسانہ بن کر سامنے آجاتی ہے۔ اس کا ہر دور مرتان ذوق سلیم کو ہر مطالعہ کے بعد جان تازہ بخشتا ہے۔ عام شائقین خصوصاً شعرا کیلئے تو آپ حیات وہ معشوقی بادشاہ ہے۔ جو ہر وقت کیلچر سے لگائے رکھنے کے قابل ہے۔ ۵۵۲ صفحہ قیمت ۳ روپے

ہندوستان کے وسیع النظر انشاء پرداز نے جہاں اردو کے نگارستان فارس شعرا کو زندہ جاوید کیا۔ وہاں فارسی کے مشاہیر شعرا کو بھی اپنی جاوید بیانی سے محروم نہیں رکھا۔ یعنی تذکرہ نگارستان میں استاد اردو کی سے لیکر نور العین واقف لاہوری تک کے حالات ان کی زندگی کے مختلف واقعات ان کا منتخب کلام موتوں کی طرح جر دیا ہے۔ مولانا کی یہ تصنیف آج تک بستوں میں لپٹی سو رہی تھی۔ خوش قسمتی سے تیار ہے۔ حجم ۲۴۰ صفحہ کاغذ دلائی مجدد مطلقاً قیمت ۱۰ روپے معمولی ہے۔

سید وحید الدین صاحب بیخود دہلوی جانشین حضرت داغ نے ادب اردو پر احسان مرآة الغا فرمایا ہے۔ اور دیوان غالب اردو کی بہترین شرح لکھ کر پرستاران غالب کے دیدہ شوق کو روشن کر دیا۔ تمام اشعار اس طرح سلجھائے ہیں۔ کہ اب طلباء اور شوقین حضرات کو کسی اور شرح کو دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ لکھائی چھپائی بھی اچھی شان کی ہے۔

پاکٹ ایڈیشن ۳۶۰ صفحہ مجدد مطلقاً قیمت فقط ۱۰ روپے

ہندوستان میں مسلمانوں کا سیاسی چرچہ کیسے بچھا۔ اگر آپ معلوم کرنا چاہیں۔ تو داستان **داستان غلہ** یا طراز ظہیری پڑھیے۔ اس میں ہندو کی سچی کہانیاں مسلمانوں کی تباہی کے افسانے حضرت ظہیر شاگرد رشید حضرت ذوق کی مفصل سوانح خود انہیں کے قلم کی نگاشتہ عجیب پیرایہ میں درج ہے کہ پھر کا دل بھی پانی پانی ہو جاتا ہے۔ حجم ۲۵۰ صفحہ قیمت ۱۰ روپے

یعنی جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب آزاد مرحوم کا فوٹو ہے۔ بڑے سائز پر کیونکہ اردو ادب کے شہنشاہ اردو ادب کے شہنشاہی ہر وقت متمنی رہتے ہیں۔ کہ مولانا کے فلسفہ مبارک سے اپنے کتب خانوں اور درس گاہوں کو منور کریں۔ یہ فوٹو بہت اصرار پر تیار کر لیا ہے۔ تاکہ ہر شائق کاغذی زیارت سے ہی مشرف ہو سکے۔ قیمت فقط ۱۰ روپے

قلم ادب :- ننھا سا پیارا رسالہ ہے۔ آپ کو بہت سی نئی باتیں بتائیگا۔ مفت منگائی

آغا محمد طاہر آزاد بک ڈپو کوچھیلان دہلی

بیرونی احباب کی سہولیت کیلئے ایک اکیڈمی جاری کی گئی ہے۔ جس کا (۱) کام ہوگا کہ باہر سے جو بھی اشیاء یا کتب کو منی طلب کرے۔ ان کے بھیجنے کا انتظام کرے۔ اور پھر بذریعہ وی۔ بی قیمت وصول کرے۔ اس کام کے لئے ڈوی کمیشن نہ لیا جائیگا۔

(۲) یہ کام ہوگا کہ باہر سے جو کوئی بھی چیز فروخت کرنے کے لئے قادیان بھیجے۔ اس کے فروخت کا انتظام کرے۔ اس کے لئے رونی روپیہ کمیشن لیا جائیگا۔ اکیڈمی کا فرض ہوگا۔ کہ باہر سے آئی چیز کو ایک ماہ کے اندر اندر یا تو فروخت کر دیوے یا پھر واپس کر دیوے۔ (۳) یہ کام بھی ہوگا۔ کہ خاص قادیان کے احباب اگر کوئی چیز منگوانا چاہیں

توان کو منگوا دی جائیگی۔ اور بازار کی قیمت سے ارزاں اگر نہ ہوگا۔ تو چیز واپس لی جائیگی۔ اس کے لئے ارنی روپیہ کمیشن لیا جائیگا۔ (۴) اس اکیڈمی کا یہ بھی کام ہوگا۔ کہ کم تنخواہ داران کو اصلی قیمت پر اشیاء کا مہیا کرنا جس کے واسطے اکیڈمی کا ممبر ہونا ضروری ہوگا جس کا داخلہ ایک روپیہ سے کم نہ ہوگا۔ اور یہ علم بطور امانت جمع رہیگا۔ احباب بیرونی اور قادیان کے احباب سے امید ہے۔ کہ اس اکیڈمی ترقی دینے کیلئے اس کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ باقی قواعد زبانی یا تحریری احباب ذریعہ اکیڈمی سے معلوم کر سکتے ہیں۔ المثنیٰ

ایم عبداللطیف عبدالمدتم احمدیہ سہیلانی اکیڈمی صدقادیان

عجیب و غریب پھولدار ڈبے کھس گجراتی

ہمارے کارخانے میں اعلیٰ درجہ کے نفیس مضبوط خوشنما رنگ نہایت چمکتے ڈبے چار رنگے و تین رنگے موجود رہتے ہیں۔ وزن میں ۵ پونڈ دس بارہ سال خوب کام دیتے ہیں۔ جن کی قیمت چوڑا۔ روپے دسولا۔ روپے تک ہے۔ اگر طول ۱۲ اگر عرض منگا کر ملاحظہ فرمادیں۔ پسند نہ ہو تو رقم واپس لیوں۔

امیر الدین احمدی گجرات محلہ خوبجیاں

ضروری طلاع

وہ احباب جو سلسلہ احمدیہ کے خصوصی دلائل سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یا عیسائی مذہب کے بنیادی مسائل مثلاً خصوصیات مسیح۔ انجیل کا بے اعتبار ہونا۔ کفارہ نجات وغیرہ کی اصل حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ یا تورات و انجیل میں اسلام کی سچائی کے جو ثبوت ابھی تک موجود ہیں معلوم کرنا چاہتے ہیں یا عیسائی لوگ اسلامی مسائل مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ قربانی عورت کی حیثیت نکاح۔ طلاق۔ پردہ۔ کثرت الحج وغیرہ وغیرہ پر جو اعتراضات کیا کرتے ہیں۔ ان کے دندان شکن جواب معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کریں۔ آئینہ احمدیت حقیقت حقیقت حج ۲۲۵ صفحہ عمر احسن الاسلام حج ۱۰۴ صفحہ المثنیٰ۔ منہج و فتوحات شاہ ابوالمعالی روضہ ہمدانی

یہ پرچہ جس میں عبار باردار الامان قادیان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں احمدی مشن بیغامی مشن۔ غیر احمدی عیسائی مشن۔ آری مشن کے متعین نہایت زبردست مضامین ہوتے ہیں۔ اور دنیا کی جدید خبریں بھی ایک صفحہ پر بجاتی ہیں۔ مناظرہ کرنے اور اسلام سے واقفیت حاصل کرنے والوں کیلئے نہایت مفید پرچہ ہے۔ اس کے لئے احمدی کی تبلیغ اور دنیا انہیں سلسلہ کے جوابات بطور معقول مدلل ایسے دے جائے گا کہ ان کو شرم کو تائب نہ ہوں

یہ پرچہ جس میں عبار باردار الامان قادیان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں احمدی مشن بیغامی مشن۔ غیر احمدی عیسائی مشن۔ آری مشن کے متعین نہایت زبردست مضامین ہوتے ہیں۔ اور دنیا کی جدید خبریں بھی ایک صفحہ پر بجاتی ہیں۔ مناظرہ کرنے اور اسلام سے واقفیت حاصل کرنے والوں کیلئے نہایت مفید پرچہ ہے۔ اس کے لئے احمدی کی تبلیغ اور دنیا انہیں سلسلہ کے جوابات بطور معقول مدلل ایسے دے جائے گا کہ ان کو شرم کو تائب نہ ہوں

(اشتمتہ رات) **اسلام عیسائیت** - آریہ دھرم
 سے صحیح اور مکمل واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند متدرجہ ذیل کتب میں ضرور منگوا کر پڑھیں
 کیونکہ ان سے زیادہ محققانہ، سنجیدہ اور آسان کتابیں اور کہیں نہ ملینگی

تائید اسلام میں اردو کتابیں	تائید اسلام میں انگریزی لٹریچر	تردید عیسائیت	آریہ سماجی مت کے رد میں
۶ - براہین احمدیہ چار حصہ - - - - -	۶ - چنگ آف اسلام - - - - -	۱۸ - نذر الحق حصہ اول - - - - -	۶ - چشمہ معرفت - - - - -
۷ - آئینہ کمالات اسلام - - - - -	۷ - پارہ اول قرآن مجید - - - - -	۱۶ - - - - - دوم - - - - -	۸ - شمع الحق - - - - -
۸ - اسلامی اصول کی فاسفی - - - - -	۸ - ایکسٹریکٹ ہولی قرآن - - - - -	۱۲ - نوز القرآن حصہ اول - - - - -	۱۲ - پرائی تحریروں - - - - -
۹ - احمدیت یعنی حقیقی اسلام - - - - -	۹ - تحفہ پریش آف ویلز بلا جلد ۱۲ اور ۱۳ جلد ۱۴	۱۶ - - - - - دوم - - - - -	۱۶ - تقسیم دعوت - - - - -
۱۰ - من الرحمن (عربی ام الائمہ ہے)	۱۰ - تحفہ الملوک انگریزی - - - - -	۱۳ - سراج الدین عیسائی کے سوالوں کے جواب	۱۳ - تصدیق براہین احمدیہ - - - - -
۱۱ - تقدیر الہی - - - - -	۱۱ - نماز انگریزی بالتصویر - - - - -	۱۵ - تصدیق النبیؐ - - - - -	۱۵ - نور الدین - - - - -
۱۲ - ملائکہ اللہ - - - - -	۱۲ - تائید احادیث کیر کٹر سیکھ	۲۰ - حجتہ الاسلام - - - - -	۱۲ - آئینہ اسلام - - - - -
۱۳ - ہستی باری تعالیٰ - - - - -	۱۳ - تائید احادیث تقسیم ایچ	۲۱ - سچائی کا اظہار - - - - -	۱۳ - آئینہ سماج - - - - -
۱۴ - ہمارا خدا - - - - -	۱۴ - سواخ حضرت احمد قادیانی - - - - -	۲۲ - کسر صلیت ہر دو حصہ - - - - -	۱۴ - البطل حقیقت دید - - - - -
۱۵ - حق الیقین - - - - -	۱۵ - دی ٹرو تھ ابوٹ	۲۴ - فصل الخطاب - - - - -	۱۴ - دیدوں کا سرسبزہ راز - - - - -
۱۶ - نجات - - - - -	۱۶ - دی سیٹ	۲۸ - البطل الوہیت سچ اور دوسرے عربی	۱۵ - تردید اصول و دید پرچہ ٹریکٹ کا سیکڑہ کیفیت

ان کے علاوہ: اگر آپ کو اسلام کی تائید سلسلہ احمدیہ کی تصدیق اور دیگر تائید کی تردید میں اور کتابیں بھی مطلوب ہوں، تو ہمارے ہاں سے فرست کتب مفت طلب فرمائیں

میجر بک پبلیشرز و اشاعت قادیان ضلع گواہ پور پنجاب

سورج سرف

۱۶ جون کی تقریب پر
 رسول کریم صلعم کے ناموں اور اسلام پر حملوں
 کے جواب میں
 متدرجہ ذیل سترہ کتابوں میں سترہ یوم کے لئے
خاص الخاص رعایت

یہ مفید عام اور مشہور و معروف سترہ جو مفید
 غبار، جالا، پھولا، فاش، ککے، نظر کے تھک
 جانے، پانی بہنے، سرخی، سوزش وغیرہ کو دور کر کے
 نظر کو تیز اور دیگر تمام شکایات کو رفع کر دیتا ہے
 اب گورنمنٹ عالیہ نے اس کو رجسٹرڈ بھی کر دیا ہے
 پندرہ بیس سال سے سینکڑوں مریضان تیم اس سے
 مستفید ہو چکے ہیں۔ زیادہ تعریف اشتہار کا باعث
 سمجھی جائے گی۔ اس لئے ضرورت مند احباب
 ہماری صداقت کی تصدیق کی خاطر
 ایک مرتبہ منگوا کر آزما لیں خواہ کھوڑا ہی منگالیں
 قیمت فی تولہ ۱۰

نام کتب	تعداد	قیمت	نام کتب	تعداد	قیمت
۱ آئینہ اسلام	۱۱	۱۱	۱۱ فصل الخطاب کے دو حصے	۱۱	۱۱
۲ آئینہ سماج	۱۱	۱۱	۱۲ عیسائیوں کے حملوں کا جواب	۱۲	۱۲
۳ نور الدین - قریباً سو سو	۱۱	۱۱	۱۳ البطل الوہیت سچ	۱۳	۱۳
۴ سوالوں کے جوابات کا مجموعہ	۱۱	۱۱	۱۴ تصدیق النبی - عیسائیوں کے	۱۴	۱۴
۵ سناتن دھرم - - -	۱۱	۱۱	۱۵ تین اہم سوالوں کا جواب	۱۵	۱۵
۶ اسلام عالمگیر مذہب	۱۱	۱۱	۱۶ دلائل ہستی باری تعالیٰ	۱۶	۱۶
۷ رد تاسیح - - -	۱۱	۱۱	۱۷ ایک سیاسی سیکچر	۱۷	۱۷
۸ گوشت خوری - - -	۱۱	۱۱	۱۸ رسول کریم اور ان کی تعلیم زبان پر	۱۸	۱۸
۹ ہندو مسلم فساد کا علاج	۱۱	۱۱	۱۹ مکمل پورٹ جلد ۱۲	۱۹	۱۹
۱۰ پیغام صلح - - -	۱۱	۱۱	۲۰ کلہ طیبہ پر تقریر	۲۰	۲۰
۱۱ ترک آلات کے شعل طبعیت	۱۱	۱۱	۲۱ دیگر تمام کتابیں بھی موجود ہیں	۲۱	۲۱

ملنے کا پتہ
حکیم عطا محمد احمدی
 چوک پرانی کو توالی کو چہ در زبان لاہور

کتاب گھر قادیان

جو دوست جون کو

کسی معذوری کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت لیکھ نہ دے سکتا ہو

وہ بھی لیکچر اردن کی طرح
ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں
کس طرح؟

اس طرح کہ وہ مندرجہ ذیل کتابیں جن میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی، پاکیزہ سیرت اور بے نظیر قربانیوں کا نہایت ہی دلآویز اور موثر پیرایہ میں بیان ہوا ہے۔ منگو آکر اپنے غیر مسلم احباب کو پڑھائیں۔ اور اس کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ ایک کتاب ایک کو پڑھا کر پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو پھر چوتھے کو اسی طرح بہمت سے کام لیں۔ تو تھوڑی ہی مدت میں بیسیوں اشخاص کو وہ اپنے آقا و مولا کی سوانح، سیرت اور بے نظیر قربانیوں سے واقف کروا سکتے ہیں۔ اور یہ ایسا طریق ہے کہ جس سے پڑھنے والے کے قلب پر بہت زیادہ پائدار خوشگوار اور نتیجہ خیز اثر پڑے گا۔ امید ہے کہ جو دوست اس زرین موقع پر کسی طرح بھی لیکچر دینے کیلئے تیار نہ ہو سکیں۔ وہ اس نہایت ہی مفید اور بہترین طریقہ کو عمل میں لا کر دیا ہی ثواب حاصل کریں۔ جیسا کہ لیکچر لیکھ دیں۔

پس جو دوست ثواب میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ مندرجہ ذیل تینوں کتابیں فوراً منگوالیں۔ جو کہ بہت ہی تھوڑی تعداد میں باقی رہ گئی ہیں

برگزین رسول غیر نہیں مقبول

مرتبہ فضل حسین احمدی ہاجر قادیان
اس ۵۲ صفحہ کے خوبصورت اور دلآویز رسالہ میں چھ قریش
عرب کی دو آزاد خیاں محققوں کی تیسرا مشہور عیسائی
عالموں کی تین یہودی اور سکھ اصحاب کی۔ چھ آریہ
دودانوں کی۔ سات ہندو لیڈروں کی شاندار رائیں
اور کئی ایک ہندو شعرا کی محبت میں ڈوبی ہوئی نعشیں
جمع کی گئی ہیں۔ اور یہ حقیقت میں ایسا دلآویز مجموعہ
ہے۔ کہ مخالفت سے مخالفت بھی پڑھ لے تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس کے تمام شکوک رفع ہو سکتے ہیں
قیمت صرف پانچ آنے ۵

سیرت خاتم النبیین

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے
اس اچھوتی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حالات زندگی بالترتیب لکھے گئے ہیں۔ اور ایسے
پیرایہ میں کہ معمولی لکھا پڑھا بھی اس سے پورا پورا فائدہ
اٹھا سکے۔ اس کتاب کی تعریف لامحالہ ہے۔ کیونکہ
اجاب الفضل کے گذشتہ نمبروں میں حضرت خلیفۃ المسیح
ثانی۔ سر محمد شفیع۔ مولوی الف دین صاحب وکیں۔ ایڈیٹر
صاحبان۔ آگرہ اخبار۔ میونسپل گزٹ کی شاندار رائیں۔
اس کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی دیدہ زیب
حجم صفحہ قیمت دو روپے چار آنے (۱۶)

سیر النبی

از حضرت خلیفۃ المسیح ایدۃ اللہ تعالیٰ
اس بے مثل کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے
جستہ جستہ واقعات لیکر نہایت ہی لطیف بحث کی گئی
ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں بے نظیر شخصیت
صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تھی۔ اور وہی
تمام جہان کے لئے اسوۂ حسنہ ہو سکتے ہیں۔

حجم صفحہ
قیمت بلا جلد
مجلد ۵

اسلام کی صداقت اور احمدیت کی تائید میں آج تک جس قدر بھی کتابیں سلسلہ کی طرف سے شائع ہوئی ہیں۔ وہ سب کی سب
بک ڈوٹو تالیف و اشاعت قادیان سے مل سکتی ہیں۔ جس کی فہرست الگ شائع ہو چکی ہے۔ جو طلب کرنے پر
ہر ایک کو مفت بھیجی جاسکتی ہے۔ امید ہے احباب کرام عند الضرورت اپنے اس قومی کتب خانہ کو فراموش نہ کریں گے۔
المعلق۔ منجے بک پبلیکیشنز اشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اولاد حاصل کرنے کی حیث نگیز دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کے لئے پریشان ہیں۔ اگر واقعی اپنے بعد سلسلہ نسل قائم رکھنے کی آپ کو سچی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنا تخت اور پینہ سے کمایا ہوا روپیہ شہتاری حکیموں کی نذر کر کے برباد نہ کریں۔ صرف

حسب عمل و معجون عجیب دیکھو

کا استعمال گھر میں شروع کرادیں۔ جس کا پہلی ہی دفعہ کا استعمال انشاء اللہ نفع لائے آپکو بامراد کرے گا۔ زیادہ تعریف ہم گناہ سمجھتے ہیں۔ ہر مشکاک نست کہ خود ہوید۔ نہ کہ عطار گوئند۔ قیمت حسب محل و معجون عجیب صرف چار روپے (لہذا) آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔ جو کہ صیغہ راز میں رکھے جائیں گے۔

ہستم احمدیہ واکھ قادیان

صرف دوسو طبیوں کے واسطے

ایک عرصہ سے اطباء کے دلوں میں جوش پیدا ہو چکا ہے۔ کہ وہ اپریشن کر کے عزت۔ دولت اور شہرت حاصل کریں۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں سرجری (جراحی) ہی ایک ایسا فن ہے۔ جس سے ایک طبیب بہت جلد شہرت حاصل کر سکتا ہے۔ موجودہ وقت میں سرجری نہایت عجیب معجزات دکھا رہی ہے۔ اس لئے اطباء کا جوش بالکل بجا اور ان کے لئے مفید ہے۔ لیکن سرجری کے متعلق کوئی ایسی کتاب ملتی تھی۔ جو سرجری کو آسان اور سادہ طور پر بیان کرے۔ اس لئے ان کی ترقی ترقی رہی۔ لیکن اب ان کے لئے یہ خوشخبری ہے۔ کہ ڈاکٹر مہر اور اس کا طریق عمل نامی کتاب اردو میں چھپ گئی ہے۔ اسے ہر ڈاکٹر مہر اور اس صاحبان پنجاب ہسپتال موگا کو ایک نیا جاتی ہے۔ آپ نے ایک لاکھ سے زیادہ اپریشن کئے ہیں۔ کتاب میں تشریح اور امراض کے نام انگریزی اور طبی لٹریچر کے ہیں۔ تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ اپریشن کرنے کے طریقہ نہایت مفصل اور سلیس زبان میں بیان کردئے ہیں۔ ساتھ ہی تصاویر میں دکھائے گئے ہیں۔ تاکہ آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔ ہسپتال کے خاص نسخے بھی کتاب میں درج ہیں۔ اسے پڑھ کر آپ کامیابی کے ساتھ اپریشن کر سکتے ہیں۔ اپریشن کرنے کے طریقہ کتاب سادہ اور آسان ہیں۔ اسے پڑھیں۔ عزت۔ دولت اور شہرت حاصل کریں۔ ایک کامیاب سرجن و معالج بن جائیں۔ کتاب بے نظیر ہے۔ صرف دوسو اطباء کو تحفہً رعایتاً دو روپے فی کتاب کے حساب سے روانہ کی جائے گی۔ بعد ازاں خاص قیمت لی جائیگی۔

نوٹ: یہ کتاب طلباء کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس میں امتحان کے سوالات بھی ہیں۔ کتاب آج ہی حسب ذیل پتے سے طلب فرمائیں۔

ڈاکٹر ایم۔ کے۔ اے۔ آر۔ موگا۔ ضلع فیروز پور

خبردار! احباب ہو کہہ سکیں

اسلامی اصول کی فلاسفی خریدنے وقت یہ معلوم کر لیں۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود کا فوٹو اور حضرت خلیقہ المسیح کی دو تقریریں اور غریب کی ہمدردی۔ اور لکھائی چھپائی عمدہ کہ جس کو سچے اور بوڑھا بخوبی پڑھ سکے۔ اور سول اخبار کی رپورٹ و رائے اور حضرت اقدس کا اشتہار۔ اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کی فہرست بھی درج ہے۔ یا کہ نہیں۔ یا کہ ...
... صرف ظاہر داری ہی ہے۔ اور باقی ہمہ قیمت اصل لاگت سے کم یعنی ۵ روپے اور ماہ جون میں تقریر درخشاں فوٹو دلی رعایتی ۳ فلاسفر کے بیانیے ۲۔ عبرت ۸ محقق پیر قرآن کریم مترجم شاہ رفیع الدین علی حوید ہے۔ حامل صبی ۱۲ کتاب البصیرۃ ۱۲ والنحو۔ ۸۔ مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی قیمت ۲۔ عرس کے ۱۳ عدد اس کے علاوہ پنجابی مشہور شاعروں کی نظموں اور ہالی اسکولوں کی کتابیں اور عربی و فارسی۔ اردو کتابوں کے خلاصے بھی موجود ہیں۔
علماء زمانہ ہر حصہ ۱۲۔ اخلاق محمدی ۱۲۔ انگریزی ترجمہ ہر حصہ ۱۲۔

جلسہ ارجون اخلاق محلی

نبی کریم کی زندگی کا فوٹو اور مومن کی زندگی کا پروگرام مجموعہ نصاب از احادیث اس کتاب میں درج ہے۔ قیمت ۱۰
مسیح موعود و علمائے زمانہ ۱۲
گورونانک کا اصل مذہب گرکھی۔ ۱۲
سکھ اپدیشک گیانی مسلمان ہو گیا۔ ۱۲
ترجمہ انگریزی حصہ اول اس سے سال کی بیعت ۱۲
ترجمہ انگریزی حصہ دوم ۱۰
کمپوزیشن و خطوط نویسی انگریزی حصہ اول برائے مڈل ۶
جواب مضمون و خطوط نویسی حصہ دوم ۱۰
وفات علیی از روئے قرآن و احادیث و تفاسیر قرآن ۱۲
ہسٹری آف انجیلینڈ (بکلی) کا اردو ترجمہ ۱۲

۵	کیفیت دید
۱۲	مشین گن
۱۲	دیدک توحید کا آئینہ
۱۲	صاعقہ ذوالجلال ہر حصہ ۱۲
۱۲	ابطال الوہیت مسیح
۱۸	آریہ نپتھ کا فوٹو
۱۲	اخلاق خاتون
۱۲	تعلیم خاتون
۱۲	سورۃ نور کی تفسیر
۱۲	لقنہ لیت ہر اہل احمدیہ
۱۲	کلام الامام
۱۸	ترک سوالات
۱۲	ازالہ ادنام
۱۲	قبولیت دعا کا طریق
۱۲	تاریخ مسجد لندن
۱۲	سیرت المہدی ہر حصہ ۱۲
۱۲	اسلامی خدمات کا اعتراف ۱۲


سید عبدالرحمن بی آقا دین

تفسیر بک اعلیٰ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سہلان کی نہایت اعلیٰ مشین مفت حاصل کرنے کا طریق معلوم کرنے کی کھجور قواعد معلوم کریں

آنکھ گئی جہان گیا

تندرستی کی قدر بسیار سے اور آنکھ کی قدر نابینا سے پوچھو
 اگر آپ کی  آنکھ تکلیف دیتی ہیں۔
 تو فوراً تریاق بصر منگوا کر استعمال کرو جو
 دھند۔ جلا۔ فاریش۔ سرخی لکڑے پلکوں کی فاریش پلکوں کے بال
 گر جانے بسلاک آنکھوں سے پانی جانے رطوبت پتے رہنے کیلئے آکسیر
 بے نظیر ہے۔ قیمت فی تولہ پیر نمونہ کی شیشی ۸

دانت گئے مزا گیا

آپ کے دانت ہلنے لگ گئے ہوں۔ گندے اور سیلے ہو گئے ہوں۔
 بو آتی ہو۔ مسوڑھے متورم رہتے ہوں۔ مسخوڑھ لگ گیا ہو۔ مسوڑھوں
 سے خون اور سپ آتی ہو۔ تو فوراً

تریاق دندان

استعمال کیجئے جس کے چند روزہ استعمال سے آپ کی تمام شکایات
 دور ہو جائیں گی۔ قیمت فی ڈبہ ۸ نمونہ ۴

دولت کوئی دنیا میں پس نہیں بہتر

زندہ و تندرست رہنے والی اولاد کے خواہشمند
 اگر آپ کے بچے چھٹی عمر میں ہی داغ مفارقت دے جاتے ہوں۔ جل کر جاتے ہوں
 یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہوں۔ یا آپ کے ہاں لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں
 تو سیدنا نور الدین اعظم رحمہ اللہ کے ایجا کردہ اور ہزاروں کے تجربہ کردہ

نصف صدی گزشتہ سے
 زیر استعمال

تریاق اٹھرا

کا آج ہی اپنے گھر میں استعمال شروع کرو اور۔ ہزاروں اجڑے
 گھر اس سے آباد ہو رہے ہیں۔ اولاد کی وجہ سے دکھ اٹھائے ہوئے دل
 تسکین اور یاقوت اور صدمہ رسیدہ اس سے حاصل
 قیمت فی شیشی ۸ نمونہ ۴

محصولہ آں معاً۔ مکمل علاج کیلئے کوششیاں دیکار ہوتی ہیں جو دونوں
 صل میں استعمال کرائی جاتی ہیں
 غیر مفید ثابت کرنے والے کو پچاس روپے انعام

کیا آپ کا معدہ درست ہے؟ کیا آپ کو غذا ہضم ہوتی ہے؟
 کیا آپ کو کھٹے ڈکار تو نہیں آیا کرتے۔ کیا آپ حسب منشاء
 غذا کھا سکتے ہیں۔ کیا غذا کھانے سے پہلے یا بعد
 آپ کا معدہ درد تو نہیں کرنے لگ جاتا۔ ان تمام حالات کے لئے
تریاق معدہ

کا استعمال کیجئے۔ جو آپ کی جلا تکالیف کو فی الفور دور کر دے گا۔
 تریاق معدہ سفر و حضر کیلئے بہترین رفیق ہے۔ علاوہ ازیں تریاق
 بصر بچھڑکے کانٹے پر لگانا فی الفور تسکین دیتا ہے۔ ہر عہد و اسباب
 کیلئے بہترین دوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ نمونہ کی شیشی ۴
عورتوں کے تمام پوشیدہ اور خاص امراض کا
 علاج سیدنا حضرت نور الدین اعظم رحمہ اللہ کے فرمودہ طریق پر نہایت
 کامیابی سے کیا جاتا ہے۔ کسی بھی مرض کا علاج درکار ہو شخص
 حالات تحریر کریں۔ جو نہایت احتیاط سے مخفی رکھے جائیں گے۔ اور
 دوائی حسب ضرورت بھیجی جائیگی۔ مایوس رہنے کی ضرورت نہیں جیسا
 اور کئی خواتین فائدہ حاصل کر چکی ہیں۔ آپ کی دلجوئی ہمیں ہے

یونیورسل ٹریڈ ہاؤس (شعبہ نسوان) قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

حضرت مولوی شیر علی صاحب کیا فرماتے ہیں موقی
 کیلئے آکسیر مانا گیا ہے حضرت مولوی شیر علی صاحبی۔ اسے ہیڈ ماسٹر
 مدرسہ انجمن قادیان اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ کئی برس خواتین
 کی ایک طالبہ کو ککڑوں کی وجہ سے سخت تکلیف تھی۔ چنانچہ وہ پڑھائی
 کرنے سے بھی عاجز ہو گئی تھی۔ اس نے ایک سرور چند روز تک استعمال کیا
 جس سے اس کو بہت فائدہ ہوا۔ اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے۔ میں یہ
 اطلاع آپ کو اس لئے دیتا ہوں تاکہ اگر لوگ بھی آپ کے سرمہ کی
 خوبی سے آگاہ ہو کر اس فائدہ اٹھائیں قیمت فی تولہ ۸ نمونہ ۴
فیچر نور اینڈ سٹرنور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

احمدیہ پبلیشرز کے فروخت

اخبار الفضل کا مکمل سٹ جلد اول تا جلد ۱۴ بلا جلد
 تشیخ الاذہان کا مکمل سٹ جلد اول تا جلد ۱۶ جلد
 ریویو انگریزی کا مکمل سٹ جلد دوم تا جلد ۲۶ جلد
 ریویو اردو کے مختلف فائل حسب رڈر مل سکیں گے۔
 بلا جلد قیمت وغیرہ کا تصفیہ اس پتہ پر ہو۔

لے آر خواجہ قادیان پنجاب (انڈیا)

صروت و نموڈاکٹرون کیلئے

ڈاکٹر متھرا داس اینڈ آئی ادپریشز چھپ کر تیار ہو چکی
 ہے جس میں رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس صاحب آئی
 سپیشلسٹ موگا کے جنہوں نے آنکھوں کے ایک لاکھ سے
 زیادہ ادپریشن کئے ہیں۔ ادپریشن کرنے کے طریقے تصاویر
 میں دیکھیں۔ ہر ایک بات مفصل لکھی گئی ہے ہر پتال
 کے خاص نسخے بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں
 فلکس سوانزی۔ پارسن۔ فٹریبے نارڈ وغیرہ وغیرہ کتب کا
 خلاصہ درج کر دیا ہے۔ ادپریشن کرنے کے طریقے آسان اور
 سادہ ہیں۔ کتاب بے نظیر ہے۔ میڈیکل سٹوڈنٹس کیلئے بھی
 مفید ہے۔ کیونکہ اس میں امتحان کے سوالات حل ہیں۔ اس
 کے مطالعہ کے بعد آپ کامیابی سے ادپریشن اور علاج کر سکتے ہیں
 اسے پڑھ کر عزت دولت اور شہرت حاصل کریں۔ ایک کامیاب
 ڈاکٹر بن جائیں۔ صروت و نموڈاکٹرون کو تحفہ رعایتاً دور
 فی کتاب کے حساب سے روانہ کیا جائیگی۔ بعد ازاں خاص قیمت
 لی جائیگی۔ کتاب حسب ذیل پتہ سے جلدی طلب کریں۔

ڈاکٹر ایم کے اے۔ آرموگا ضلع فیروزپور

بیکار دوست

فوراً میرے ساتھ خط و کتابت کریں
 اور گھر بیٹھے ہی کم از کم ایک سٹور و پیپر
 ماہوار آسانی سے کما سکنے کا ڈھنگ
 سیکھ لیں۔ بیکاروں کے سوا ملازمت پر
 اور تاجر کتب پیشہ دوست بھی ضرور فائدہ
 اٹھائیں۔ جواب کیلئے ۲ کے ٹکٹ بھیجنے
 ضروری ہیں

ہہتم احمدیہ پبلیشرز قادیان

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

لَا تَقْنَطُوا مِن مَّحْمَتِ اللَّهِ

(از سید نواب مبارک بیگ صاحبہ بنت حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(۱)

ہمارے پیارے نبی کریمؐ کی پاک تعلیم کا ایک ہمیشہ بہا ثمرہ اور آپ کا ایک بڑا احسان (منجملہ بے شمار احسانات کے) یہ بھی ہے کہ آپ پر سچا ایمان لانے والا کبھی رنج و غم یا سونا میدی کا شکار ہو کر نہیں مرتا۔ کیا بلحاظ اس کے کہ ایک مسلمان کا مقصد اصلی دنیوی اغراض یا تعلقات سے بہت اعلیٰ اور برتر ہے اور کیا اس لئے کہ مسلمان کا خدا ہی و قیوم قادر و توانا ہے۔ اور اسکے ایمان کا درجہ بلند

یہ برکت سب "اسلام" کی ہے تعلیم اس رحمت عام کی ہے جو نسخہ "تسکین" وہ لایا دلِ مُسْلِم کا ٹھیراتا ہے بے آس کی آس بندھاتا ہے

بھیج درود اُسِ محسن پر تو دن میں سو سو بار
"پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار"

(۲)

ہمارے پیارے مقدس نبیؐ کی تعلیم ہم کو قطعی نرک دنیا پر مجبور نہیں کرتی۔ اسلام ہم کو خالق و مخلوق پر دو کے حقوق کی الگ الگ بجا آوری کا حکم دیتا اور دنیا میں رہ کر پھر دنیا سے الگ رہنا سکھاتا ہے۔ یہی مذہب ہے جو فطرت کے مطابق ہے اور ہم کو کبھی بھی فطرت کے خلاف مجبور نہیں کرتا۔ بشر بن کر ہی خدا کو ڈھونڈنا یہی نمونہ باقی اسلام نے دکھایا ہے۔ جس نے سب ناقابل عمل سختیوں سے ہم کو بچا لیا۔ نیز مسلمان دنیوی امور کے متعلقہ انعامات سے ہر جائز نفع اٹھانے کے ویسے ہی حقدار ہوتے ہیں جیسا کہ دوسری قومیں مگر مقصود اصلی کو نہیں ضائع ہونے دیتے۔

سب دنیا میں بیداری والے دین سے غافل سوتے ہیں
جب اس کے پیچھے پڑتے ہیں تو اُس کو بالکل کھوتے ہیں
پر شاہِ دو عالم کے پیرو کو نین کے دارِ ست بنتے ہیں
موجود ہے جو "مقصود" ہے جو دونوں ہی حاصل ہوتے ہیں

جب وقت مصائب کی صورت اک بندے کو دکھانا ہے
جب تار کی چھا جاتی ہے غم کا بادل گھر آتا ہے

ہر گام پہ پاؤں پھسلتے ہیں آفات کے جھکڑ چلتے ہیں

جب صبر کا دامن ہاتھوں سے رہ رہ کر چھوٹا جاتا ہے

جب آنکھیں بھر بھر آتی ہیں امیدیں ڈوبی جاتی ہیں

جب یاس کا دریا چڑھتا ہے دل اس میں غوطے کھاتا ہے

جب ناؤ بھنور میں گھرتی ہے جب موت نظر میں پھرتی ہے

جب جیلے سب ہو چکے ہیں انساں بے بس ہو جاتا ہے

جب دم سینے میں گھٹتا ہے جب ل میں ہو کیں اٹھتی ہیں

جب "جینا" کڑوا لگتا ہے جب "مرنا" دل سے بھاتا ہے

جب بٹے بٹے جی چھوڑتے ہیں جاں دینے کو سر بھوڑتے ہیں

اس وقت بس ایک مسلمان ہے جو صبر کی شان دکھاتا ہے

جاری سب کارو بار جہاں۔ پردل میں خیال یار نہاں
 دن کاموں میں کٹ جاتا ہے راتوں کو اٹھکر روتے ہیں
 دنیا سے الگ دنیا کے بکلیں ملتے ہیں مگر ٹھٹھکتے یہ نہیں
 دنیا تو ان کی ہوتی ہے یہ آپ خدا کے ہوتے ہیں
 سامانِ معیشت بھی کرنا پھر جیتے جی اُس پر مرنا
 حق نفس کا بھی کرتے ہیں ادایجِ الفت کے بھی ہوتے ہیں
 خالقِ مٹی سے گھڑتا ہے مٹی میں رہنا پڑتا ہے
 یہ خاک ہی کرتی پاک بھی ہے لہلہ کے ہیں دل دھوتے ہیں
 لاثانی اسوہ احمد کا یہ سیدھی راہ دکھانا ہے
 بے دنیا چھوڑے مُسلم کو دنیا میں خدا مل جاتا ہے
 ہر طرح کرم فرمانا ہے

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
 ”پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار“

(۳۵)

مندرجہ بالا ہر دو بند تو دو عام احسانوں کے ذکر پر مشتمل تھے۔ جن کو
 آنحضرت کی تعلیم سے ہر ایک حقیقی فیضیاب ہونے والا اور آپ کا
 سچا پیرو حاصل اور محسوس کرتا ہے۔ مگر ذیل کا بند محض رحمتِ اللعالمین کے
 ”عورت کی ہستی پر“ گرانبار احسان کی یاد دہانی کے لئے ہے اور
 صرف ہماری صنف سے متعلق ہے +

رگھ پیش نظر وہ وقت بہن! جب زندہ گاڑی جاتی تھی
 گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی

جب باپ کی جھوٹی غیرت کا نوح جوش میں آنے لگتا تھا
 جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں ماں تیری گھبراتی تھی
 یہ نون جگر سے پالنے والے تیرا خون بہاتے تھے
 جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی
 کیا تیری قدر و قیمت تھی؟ کچھ سوچ! تری کیا عزت تھی؟
 تھا موت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
 عورت ہونا تھی سخت خطا تھے تجھ پر سارے جبر روا
 یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی
 گویا تو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
 تو بہن وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹنی جاتی تھی
 وہ رحمتِ عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
 تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلوانا ہے
 اُن ظلموں سے چھڑواتا ہے

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
 ”پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار“

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

توشیحی

اصلی بیاضی نور الدین رضی اللہ عنہ طبع ہو رہی ہے

تمام احباب جن کو طب یونانی سے کچھ دلچسپی ہے وہ ابی المکرّم حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب مرحوم و مغفور سابق طبیب خاص ہمزانس ہمارا جہ جموں و کشمیر کے نام نامی سے بخوبی واقف ہیں۔ حضرت ابی المکرّم کے نام سے موسوم کئی طبی بیاضیں مختلف اصحاب شائع کر چکے ہیں مگر ان میں سے ایک بھی صحیح طور پر آپ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جن دوستوں نے وہ کتابیں منگوائیں انکو بہت کچھ مایوسی ہوتی رہی ہے اب تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت ابی المکرّم کی خاص قلمی بیاض جس کو آپ نے سالہا سال کی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تیار کیا تھا چھپنی شروع ہو گئی ہے۔ اس میں کیا ہوگا مختصراً یہ کہ سر سے لیکر پاؤں تک تمام امراض کے اسباب اور انکے مجرب ترین نسخجات ڈاکٹری، ویدک اور یونانی درج ہیں یہ نسخجات وہ ہیں جو آپ کی تمام زندگی کے تجربات کا پتھر ہیں اور جنہیں آپ نے سالہا سال کی عرق ریزی اور غیر مالک کے سفر سے حاصل کیا۔ اور ہزار ہا مریضوں پر تجربہ کر کے نافع اور مفید پایا۔ اسکے لئے حضرت حکیم صاحب مرحوم و مغفور کا نام کافی ضمانت ہے۔

استدراج کرنا ضروری ہے کہ یہ کتاب کسی بھارتی غرض اور ذاتی منفعت کیلئے شائع نہیں کی جا رہی۔ بلکہ حضرت ابی المکرّم کی ایک امانت تھی جسے قدر دانوں کی پینچا مقصود ہے۔ اس خیال سے کہ عام لوگ بھی اس مفید عام کتاب سے فائدہ اٹھا سکیں مشکل طبی اصطلاحات کی تشریح بھی حاشیہ میں کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے اس کتاب سے ایک معمولی قابلیت اور ریاضت رکھنے والا آدمی بھی بخوبی فائدہ اٹھا سکتا ہے کتاب کا حجم ایک ہزار صفحات سے زیادہ ہوگا۔ نہایت اعلیٰ کاغذ پر شائع کی جاوے گی۔ صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ ساتھ حضرت حکیم الامتہ کا نہایت خوبصورت فوٹو بھی ہوگا۔ مجلد کتاب کی قیمت تقریباً پانچ روپیہ ہوگی۔ درخواستیں آنی چاہئیں۔

پتہ دفتر یسرا القرآن قادیان۔ پنجاب

المش

تھا

(صاحبزادہ) عبد السلام عمر خلیف اکبر حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب مرحوم و مغفور قادیان

زبان حسی

ظہقہ نسوان کی ترقی و اصلاح کبھی آپنی محنتیں قابل ستائش ہیں۔ منعم حقیقی آپ کو اس کا اجر عطا کرے گا۔ نوجواں کا سالانہ نمبر درحقیقت سالانہ نمبر کے خطاب کا مستحق ہے۔ میری جانب سے ولی مبارکباد قبول فرمائیے۔ نوجواں کے سرورق کی پیشانی کو اپنے جو آیتہ قرآنی سے مزین کیا ہے۔ اس سے طبیعت نہایت مستحضر ہوئی۔ خدا کرے کہ نوجواں فرقتہ اناشہ کیلئے جادہ مستقیم کی مشعل ثابت ہو۔ نوجواں میں دینی مفہامین کے سلسلہ کو میں نہایت پسند کرتا ہوں۔ اسکو جاری رکھنیے۔ نوجواں کا جو مقصد و سکت ہے وہ بھی حقیقتاً بہت نیک ہے۔ رب العالمین اسوں استقامت بخشے۔ آمین

آپ نے نوجواں کے جملہ کار کو جو نسوانی ہاتھوں میں دیدیا ہے۔ وہ اصولاً بہت عمدہ کیا ہے۔

محمد معین خاں سلفا نیہ گراں اسکول۔ اجیر شریفیت

ہندوستان کا مشہور و معروف زمانہ رسالہ نوجواں امرتسر سے ماہوار نکلتا ہے جس کی ترتیب و تنظیم لکھی نسوانی ہاتھوں میں ہے۔ اسکا سالانہ نمبر ۱۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ چھپائی لکھائی دیدہ زیبہ کاغذ پر ہے۔ اگر شفاقت نہ ہوتا جس سے دوسری طرف کے حرف بھی نظر آتے تو اور بھی بہتر تھا۔ مضامین نثر ایک سے ایک بڑھ کر نظریں دل پسند مفید ملک و ملت۔ تصاویر کا اچھا فائدہ ذخیرہ۔ غرض ہر طرح سے قابل قدر پیغام عمل کی تصویر اور اس پر نظم سونے پر سہاگہ ہے۔ انجام مستی والی تصویر میں توجان ڈالری ہے۔ اور جو حیرتناک سین دکھلایا ہے۔ آمین

تو کہاں کر دیا ہے۔ بس ایک رو پر قیمت تو اسی میں وصول ہو جاتی ہے ایک ننھی بچی کے جذبات نظر میں ایسے سادہ اور دلکش ہیں۔ کرمی جہا ہوتا ہے۔ مصباح میں نقل کردوں۔ زنا نہ دستکاری کے متعلق بھی کافی میٹیریل دیا ہے اور اسے جتنے لکھے ہیں حیرت انگیز نظر آتے ہیں۔ ہم مصباح پڑھنے والی تاظرات سے سفارش کریں گے۔ کہ وہ سالانہ نمبر ۱۷ نوجواں ایک روپے میں دی پی منگا کر ضرور پڑھیں۔

(اخبار مصباح۔ قادیان یکم مارچ ۱۹۳۸ء)

نوٹ: رسالہ نوجواں پر وہ دستورات کا ماہوار رسالہ ہے جس کے مالک و نگراں میر عزیز الرحمن صاحب (ملیک) ہیں۔ ایڈیٹر جناب ح میا صاحب کیم غنایت اللہ خاں۔ جو انٹرنیٹ ایڈیٹر و نیچر فاکس جمیڈہ سلطان۔ اسٹنٹ نیچر سٹریٹ سلطان اور کل عدل کارکنان زمانہ ہے۔ ہر نمبر کے پہلے ہفتہ میں با تصویر شائع ہوتا ہے۔ رسالہ نوجواں پر وہ ایک سالانہ نمبر اور دو خاص نمبر علاوہ عام نمبروں کے مفت دیئے جاتے ہیں۔ قیمت سالانہ قسم اول کے کاغذ پر یا پھر دوسرے قسم دوم کے کاغذ پر ہر روپے نمونہ کی قیمت جو کٹوں کی صورت میں پیشی آنی جائے۔ قسم اول نمونہ ۲۰ روپے نمونہ کیلئے ۲۰ روپے اخبار کا حوالہ دینے والی ہونوں کو نمونہ رعایتاً نصف قیمت دینے کا ہے۔ قانون نیچر رسالہ نوجواں۔ امرتسر

کالج کی چوڑیوں کا کارخانہ

رحمن برادرسی و اگران چوڑی نیروز آباد ضلع آگرہ

سید چوڑی بدست آل نگار
بہ شلخ ہند میں سچیدہ مانے

مندرجہ بالا شعر سے کالج کی چوڑیوں کا استعمال عورتوں میں بغرض زیبائش ہونا ثابت ہے۔ اس کے علاوہ بھی یہ خیال کہ وہ اس کو اپنے سہاگ کا جزو لاینفک اور شگون نیک سمجھتی ہیں۔ اس لئے تقریباً ہندوستان کے ہر گھر میں ان کے استعمال کا عام رواج ہے۔

۱۔ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کی ریشمی۔ نگینہ جو شون۔ کبیری فینسی چوڑی مثلاً پھول پالے پھول پھول پھول کے پھول سونا بائی وغیرہ سادہ و سبکی چوڑی ظہیر ہوتی ہیں۔ مال عمدہ و کفایت بہ نرخ بازار نقد یا بذریعہ دی پی بھیجا جاتا ہے۔

۲۔ کارخانہ ہر ایک طرح کی احتیاط مال کے پیک کرنے میں کرتا ہے۔ مگر مال کو ریلوے کے سپرد کر دینے کے بعد کارخانہ کسی قسم کے نقصان کا جو راستہ میں ہونہ دار نہیں۔ مال فروخت ہونے یا بچھے جانے کے بعد واپس نہیں لیا جاتا۔ اگر دی پی نہ چھرا یا جاوے تو کل نقصان دھرنہ کا ذمہ دار خریدار ہوگا۔

۳۔ آرڈر کے ہمراہ بینک فیصدی بطور رازڈانس آنے پر تعمیل فرمائش کی جاوے گی۔ باہمی تعرت قائم ہو جانے کے بعد یہ بندش اٹھا دی جاوے گی۔ کارخانہ کی دیانت و امانت و خوش معاملگی کا اطمینان دلانیو حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایہ اللہ بنصرہ العزیز کا حسب ذیل ارشاد ملاحظہ ہو۔

”مجھے اپیر کامل اعتماد ہے۔ بہت بہتر ہوگا مگر دوست اس کام میں ان کی مدد فرمائیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں نہایت ضروری ہوگا کہ جماعت کی مالی حالت کو درست کرنے کیلئے جماعت کے اہل ان کے تعاون کریں۔ اور انکو آرڈر دلو انکی سبھی ملیں فرمائیں“

۴۔ طلب کرنے پر نہرست کارخانہ مفت ارسال خدمت کیجاوے گی نہرست سے اگر وہ چار نمونہ انتخاب کرے کہ طلبہ کئے جاویں تو وہ بھی مفت ارسال خدمت ہوں گے۔ جس خاص قسم کی چوڑی

آپ کے نواح میں زیادہ پسند کی جاتی ہو اس کے نمونہ کا نکرہ بلکہ کسے بھیج دیتے۔ انشاء اللہ عمدہ نمونہ آرڈر و اند خدمت کر دی جاوے گی۔ منضمل قواعد کارخانہ و نرخ نامہ و نرخ نہرست ہیں۔ آرڈر بھیج کر خود بھی فائدہ اٹھائیے۔ اور کارخانہ کو بھی نمونہ احسان فرما کر عناد اللہ عند اللزوم ما جو رہو جیے۔

المسلمین سید عابدین بی۔ ایسے منیجر کارخانہ رحمن برادرسی و اگران چوڑی نیروز آباد ضلع آگرہ

اگر آپ شمال زمیندار بننا چاہتے ہیں؟

تو اپنے چاہات پر پورانے ذقیا نوسی لکڑی کے ریشوں کی بجائے ہمارے مضبوط اور با انراط پانی دینے والے آہنی رہٹ لگوائیں۔ اور ہمس سے چارہ کترنے کی مشین اور آہنی ہل وغیرہ خرید کر کام میں لائیں۔ اور

اگر کامیاب کارخانہ دار بننے کے خواہشمند ہیں تو ہمارے شہرہ آفاق۔ ایل انجن۔ فلور فلز۔ چادوں کی مشین۔ آہا پینے کی میں چکیاں (آہنی خراس) وغیرہ سے کام شروع کریں۔

علاوہ ازیں
ہمارا باوام روٹن اور سویاں بنا کی مینیٹر مشین تیار ہوتی ہیں۔ ہماری بانفوس نہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم عبدالرشید انڈسٹریز سوڈا اگران مشینری احمدیہ
بڈنگ بمالہ پنجاب

طالب علموں کو مزیدہ

(منظور کردہ سررشتہ تعلیم صوبہ بنگال و بمبئی)

عابدین ابوالکریم الیوم احمد صاحب
ایم نلے بی بیچ ڈی ڈی۔ ایس۔ ایس۔ ایس۔ صاحب مرحوم بی۔ ایس۔ ایل ایل بی
آئی ای برودس چارلس یونیورسٹی کولہ۔ دیکھیں ہائی کورٹ میٹر

اخبار تعلیم لاہور ہندوستان کے اس قدر اخبار اور رسالے مشرق گورکھپور پیرا پور ڈیکر مہراں تعلیم کے بالانفاذ تسلیم کرنا آری نیوز پورہ پورہ وطن لاہور ہے کہ پیکرنگل گراؤ سلیٹس (ایم ایچ) سول اینڈ ملٹری وکیل امرتسر سے بہتر آج تک با مدد استاد کے کوئی نیوز لکھنا نہ ہوگا۔ اگر نری سکھانے والی کتاب نہیں۔ شیبہ کالج نیوز کولہ عثمان ڈیڈ لکھی گئی۔ میسلنگ ایکٹرار روپیہ نقد الفاظ لکھو پیر اعظم مراد آباد الغام اس کتاب کو دیا گیا سنگار۔ جو خنزق باہور ذوالفقین مراد صرت یہ ثابت کر دے۔ کہ طلبہ اور نگم نقاد آگرہ آگرہ اخبار شرفیوں انگریزی والی کیلئے اس سے فائدہ آگرہ انسٹی ٹیوٹ بہتر کرتی کتاب اور بھی ملک میں ہے۔ انصر کبھو مکتبہ جو ہے۔ قیمت نمبر اول ۸ روپے نمبر دوم ۱۰ روپے اور نمبر آہٹ

ان علاوہ او حصہ سوم پیر تاجران کتب کو نقد قیمت ۱۰ روپے نہ ہونووی بھی بہت استا کیلکیشن فیصد کی دے۔ قیمت داس کر دی ہو جی ہیں۔ لکھنے کا جتا۔ گنا پشاد اینڈ نمبر منضمل شفا انکار جاسے کی۔

المشہور۔ فاکس اور محمد ریشمی بی۔ ایس۔ ایس۔ ایس۔ سابق میڈیا مسٹر اسلامیہ ہائی اسکول اٹا ڈاڈا رحال سب جیہ اور کولہ

ایم عبدالرشید انڈسٹریز سوڈا اگران مشینری احمدیہ